یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمْ

# درجِ لُولُوی فصاحت

یعنی

کلیاتِ کلام منظوم فارسی، عربی، اُردو، انگریزی

نواب بہادر الحاج ڈاکٹر سر محمد مزمّل اللہ خاں صاحب

کے بی، او بی ای، کے سی آئی ای، ایل ایل ڈی مرحوم و مغفور

رئیس و آنریری مجسٹریٹ قلعۂ جدید بھیکم پور ضلع علی گڑھ

بعد ترتیب و اضافۂ حواشی باہتمام

محمد مقتدیٰ خاں شروانی

در شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ طبع شد

02

۳۶۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نگارشِ گزارش

نواب بہادر محمد فضل اللہ خاں صاحب مرحوم کی علمی اور دینی خدمات میں غالباً آخری خدمت کتاب بشریٰ کی اشاعت ہے جو صرف مرحوم ممدوح کی فیاضی سے عمل میں آسکی۔ اس کا مفصل ذکر کتاب مذکور کے دیباچہ میں موجود ہے۔

نواب صاحب مرحوم کے بعد بھی جن علمی کارہائے خیر کا سلسلہ اُن کی ریاست سے جاری ہی (خدا اُسے دیر تک جاری رکھے) اُن میں غالباً سب سے پہلا کام اُن کے اس دیوان کی ترتیب ہے۔

گویا اُن کی پہلی زندگی علمی خدمت پر ختم ہوئی۔ اور اُن کی دوسری زندگی (خدا اُسے بھی سرسبز و شاداب کرے) علمی خدمت سے شروع ہوئی۔

بشریٰ کی طبع و اشاعت میں جس قدر اخلاقی حصہ حضرت قبلہ نواب صدر یار جنگ بہادر مدظلہ کے دینی جذبے اور علمی شغف کا ہی اُسے میں کتاب مذکور کے اپنے لکھے ہوئے مقدمہ موسوم بہ "تبشیر" میں بتا چکا ہوں۔ اور اب اس دیوان کی اشاعت کے سلسلے میں بھی یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی اشاعت کا انحصار کلیتہً نواب صدر یار جنگ بہادر کے ذوقِ سلیم پر ہی۔ نواب بہادر مرحوم کے بعد اُن کے کاروبار نے جو مراحل طے کئے اُن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہی۔ صرف اتنا جان لینا کافی ہی کہ مرحوم کے انتقال کے معاً بعد وہ چندے نواب صدر یار جنگ بہادر کی نگرانی میں رہی۔ چنانچہ اسی زمانہ

کا اُن کا ایک (شاید پہلا) کام یہ ہوا تھا کہ انھوں نے نواب صاحب مرحوم کے دیوان کا مبیضہ بغرض طبع و اشاعت میرے سپرد فرمایا۔ غیب داں خدا ہے۔ باقی ظاہری حالات یہ ہیں کہ اگر نواب صدر یار جنگ بہادر اس جانب فوراً توجہ مبذول نہ فرماتے تو وہ ہرگز شائقین کے ہاتھوں تک نہ پہونچ سکتا (اور کچھ عجب نہیں کہ تلف بھی ہو جاتا) خداوند تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاق برحق و قادر مطلق نے انسان ضعیف البنیان کو بیشمار قوتیں ودیعت فرمائی ہیں جن میں بعض قدرتی طور پر قوی و اقویٰ اور بعض ضعیف و اضعف ہوتی ہیں۔ پھر یہ بھی اُسی کی قدرت کاملہ اور مشیّت حقّہ کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ممارست و مزاولت سے ضعیف سے ضعیف قوتیں قوی سے قوی تر ہو جاتی ہیں اور نہمل چھوڑ دینے سے قوی سے قوی قوتیں قریب بفنا ہو جاتی ہیں۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ نواب بہادر محمد فضل اللہ خاں صاحب کے اندر خداوند تعالےٰ نے ملکۂ شعریہ شروع ہی سے قوی رکھا تھا یا اُنھوں نے اُسے (مثل اپنی بہت سی دوسری قابلیتوں کے) محض مشق و تکرار سے قوی کر لیا تھا۔

دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ شاعری کی اُن کی اس درجہ قابلیت سے (جیسی کہ اس دیوان سے ظاہر ہوتی ہے) بہت ہی تھوڑے نفوس واقف ہوں گے۔ حال آں کہ بھیکن پور کی تاریخ کا ایک دَور شاعری کا دور بھی تھا جب کہ وہاں بڑے بڑے باکمال شاعروں کا گزر اور قیام ہوتا تھا اور غزلیں لکھی جاتی تھیں اور قصیدے پڑھے جاتے تھے۔ اور مثنویوں کے لئے مضامین جہاں ملتے تھے وہاں سے (حتیٰ کہ "دریا پار" سے) لائے جاتے تھے۔ مگر یہ سب واقعات موجودہ نوخیز نسل کے علم (کم سے کم یاد) سے پہلے کے ہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جنھوں نے نواب صاحب مرحوم کو بڑے بڑے دبدبہ کے درباروں میں اپنے قصیدے کو نہایت لقلقہ کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ مگر

میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اُن کی طباعی اور خوش گوئی کا معتقد ہونے کے باوجود اُن کا ایک "صاحب دیوان" شاعر ہونا کسی کے بھی حاشیۂ گمان میں نہ ہوگا۔

عمر کے بالکل اخیر دور میں انھیں چھوٹی چھوٹی (دو بیتی) نظمیں لکھنے کی دھت ہوگئی تھی۔ اپنی تنہائی کے کسی وقت میں فکر کرتے اور اس کے معاً بعد کے مناسب مجمع میں نتیجۂ فکر پیش فرماتے۔ اکثر مجھے بھی اس مربیانہ تخاطب کا شرف حاصل ہوتا۔ وہ ان نظموں کو اُن کے چو مصرعی ہونے کے سبب سے "رباعی" فرمایا کرتے۔ اول اول بپاس ادب میں نے کچھ عرض نہ کیا۔ لیکن ایک بار ہمت کرکے میں نے رباعی کی تعریف لکھ کر بھیجی اور عرض کیا کہ رباعی کا مسلّمہ وزن ہے:۔

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ" آں جناب کا یہ کلام رباعی نہیں بلکہ "قطعہ" ہے۔ اس کے بعد جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے (مجھے معلوم ہوا کہ بعض مجمعوں میں میری غیبت میں بھی) نہایت لطف کے ساتھ فرمایا کہ "تم نے تو ہماری کاوش پر لاحول ہی بھیج دی"۔

نواب صاحب مرحوم کے بعد نواب صدر یار جنگ بہادر نے جب دیوان کا مبیضّہ چھاپنے کی غرض سے میرے سپرد فرمایا تو اس میں ساری نظمیں ترتیب زمانی کے ساتھ تھیں۔ موجودہ ترتیب میری ہے۔ میں نے تمام نظموں کو اول صنف وار کیا ہے، پھر ردیف وار۔ اور زمانہ کے تعین کے لئے ہر ایک کی تاریخ قلم بند کردی ہے۔ جو نظمیں یا اشعار تلمیح طلب تھے اُن کی تلمیحات بھی لکھ دی ہیں تاکہ ناظرین کی واقفیت اور واقفیت سے لطف اندوزی میں اضافہ ہو۔ دیوان کا نام "دُرجِ لولوِ فصاحت" انھی کے ایک شعر بلکہ دوسرے ہی شعر سے اخذ کیا گیا ہے۔

دیوان کی زبان چونکہ فارسی ہے اس لئے میں نے بھی جو کچھ لکھا ہے اُسے فارسی ہی میں لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ متن کی رواں دواں اور خوش خرام زبان کے مقابلہ میں میری "فارسی کی ٹانگ" "لنگڑی" (یا شاید "ٹوٹی" ہوئی) معلوم ہوگی ؎

ہنر دگر بزرگان گوہر شناس      سخن را بانصاف دارند پاس

چو زیں بلبلہ صاف نوشی کنند | فرو ماندہ را عیب پوشی کنند
زرا از دہشت بازنتواں گذاشت | گل از زحمت خار نتواں گذاشت
خریدار دُر گرچہ باشد بسے | سفالینہ را ہم ستاند کسے
سزد گرچہ آواز خرخندہ را | بود ارغنوں گوشش فرخندہ را
برو باد بخشایش دادگر | کر برمن بہ بخشش گمارد نظر

علیٰ ہذا بیضہ کی بعض دوسری توضیحات کو بھی میں نے قائم رکھنا ضروری سمجھا ہے۔

جیسا کہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے پورے دیوان کے اندر محض چند نظمیں اردو کی ہیں۔ ایک عربی کی ہے حتیٰ کہ ایک انگریزی کی بھی ہے۔ یہ سب مجموعی طور پہ بھی فارسی کے مقابلہ میں محض "برائے بیت" ہیں۔

میں چاہتا تھا کہ اس ضمن میں نواب صاحب مرحوم کے کچھ مفصل حالات (کم از کم وہ جو اس دیوان کے مضامین سے مستنبط ہو سکتے ہیں) ضبط تحریر میں لاؤں۔ لیکن افسوس کہ زمانہ نے نامساعدت کی اور میں اس خدمت کا فخر اور شرف حاصل کرنے سے قاصر رہا۔ خدا ہی کو علم ہے کہ اس نیت کا حشر کیا ہوگا۔ اس وقت تو بظاہر یہ نیت، "نیت شب" معلوم ہوتی ہے۔

بہرحال مجھے یقین ہے کہ ان کے کام کی طرح ان کے کلام کی بھی کافی قدردانی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انہیں خود بھی احساس تھا جو اس شعر سے ثابت ہے ؎

شود ی ز قدر ہنر قل بآں زماں آگاہ
کہ شادماں برود زیں سرائے بوقلموں

محمد مقتدیٰ خاں شروانی
مرتب و طابع و ناشر دیوانِ ہذا

مطبع شروانی، علی گڑھ
جمعہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ (۳۰ مئی ۱۹۴۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مناجات

الٰہی روشنیِ نورِ عرفان بخش جانم را (۱) کرامت کن توانائیِ ایمانی روانم را

خدایا دُرجِ لولوے فصاحت کن زبانم را — پسندِ خاطرِ معجز بیاناں کن بیانم را

سخن در مدحِ تو گویم دو دست از ما سوا شویم — نہ پروائے بود از غیر جانِ ناتوانم را

نہ بودم لائقِ خدمت نکردم ہیچ یک طاعت — بیالودم بقولِ ناسزا ظرفِ دہانم را

علیم ستی و دانائی خبیر ستی و بینائی — تو آگاہی و یکتائی مکن افشا نہانم را

تو جبّاری و قہّاری تو غفّاری و ستّاری — زقہرِ خود امانم دہ ہمی پوشاں عیانم را

نیابم از یکے راحت کنم قربانِ درگاہت — نہانم را عیانم را زبانم را بیانم را

گنہگار و خطا وارم زیاں کار و گراں بارم — عقوبت را سزاوارم اگر بخشی امانم را

اگر بخشی عطائے تو نمی بخشی رضائے تو — فدائے مصطفائے تو نمایم نقدِ جانم را

حبیبِ تو طبیبِ من طبیبِ من شفیعِ من — شفا یابم چو بخشائی گناہِ بیکرانم را

بطوفِ خانۂ کعبہ مرہّل را رساں یارب
خدایا خاکِ یثرب کن رمیمِ استخوانم را

ملاحظہ شدہ درست
سنجر بہاری

# حمد

بجسمم تا کہ جان و در تنم تاب و تواں باشد (۱) | ثنائے خالقِ اکبر مرا وردِ زباں باشد
شہنشاہے کہ شاہانِ عجم محتاج درگاہش | خداوندے کہ بر مسکین و عاجز مہرباں باشد
بہ کن پیدا کنِ مخلوق بے رنج و بلا زحمت | بدستِ او زمامِ انتظامِ دو جہاں باشد
نبودہ ہیچ اِلّا بود ذاتش در قِدم ظاہر | نباشد ہیچ لیکن ذاتِ پاکش جاوداں باشد
ز ذرہ تا بخورشید ست از انوارِ او روشن | بہ تدبیرش سر انجام و نظامِ جسم و جاں باشد
ز فضلش صد ہزاراں عقدۂ دشوار حل گردد | بلا حکمش یکے آسان تدبیرے گراں باشد
نہ بتواں قطرہ باریدن از ابرے بلا حکمش | اگرچہ در پئے تدبیرِ ایں ہر دو جہاں باشد
بہر نامے کہ می خوانم ترا موسوم آں بینم | بہر وصفے کہ بستائم ورا موصوف آں باشد
بہر جائے کہ می جویم ترا موجود می یابم | نشانِ لامکانی رونقِ ہر یک مکاں باشد

مزمّل باش خاموش و جبینِ عجز پیش افگن | یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء بوقتِ شام
ثنائے خالقِ اکبر بیانِ لا بیاں باشد[ل] | ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء

# نعت

(ششم جولائی سنہ ۱۹۰۱ء شروع کردہ نہم جولائی سنہ ۱۹۰۱ء اختتام یافت)

جانم فدائے حضرتِ محبوبِ کبریا (۱) | کہف الوریٰ رسولِ خدا شاہِ انبیا
شمس الہدیٰ سپہرِ علا آیۃ التقیٰ | ماہِ صفا سحابِ سخا منبعِ عطا
بحرِ کرم ولیِ نعم کامل الشیم | نورِ قدم امامِ امم تاجِ اصفیا

---

ل یمکن کہ شعرِ مقطع تاریخ موخر الذکر فکر فرمودہ باشد۔ مرتب

منہاجِ شرع قامعِ کفر و ضلال و شرک　　مفتاحِ باب رحمت و گنجینۂ خفا

مصباحِ نورِ خالقِ انوارِ کائنات　　مصداقِ ہرچہ ہست ز اوصافِ ماسوا

منقادِ حکمِ داورِ بے شبہ و بے نظیر　　معیارِ فضلِ قادرِ بیچون و بے چرا

واللہ مثلُ ذکرِکَ ما سمعتِ الاذنُ　　باللہ مثلُ وجھکَ العَینُ ما تریٰ

ذکرِ تو در کلامِ خداوندِ ذوالمنن　　روئے تو آبگینۂ صافِ خدا نما

یا مصطفےٰ تحیّر فی وصفکَ العقول　　لولاکَ تا چہ سرّ و چہ رازست انّما

نسخِ ملل کرشمۂ از جلوہائے تست　　فسخِ کتب بہ نطقِ تو از گفتۂ خدا

محتاجِ التفاتِ تو ہر مفلس و غنی ست　　سائل ز فیضِ تو چہ گدا و چہ پادشا

گردن کشانِ دہر بہ حکمِ تو سرنگوں　　از چاکرِ تو قیصر و کسریٰ گریز پا

در روم و شام و مصر و عراق ست چین و ہند　　امر و نواہیِ تو مطاعِ اُولوالنہیٰ

اَوحیٰ عبارتے ست ز نطقِ فصیحِ تو　　ادنیٰ اشارتے بود از قربِ قد دنیٰ

از عرش تا بہ فرش بود زیرِ پائے تو　　از فرش تا بہ عرش بہ معراجِ تو گوا

موسیٰ بہ یک طلسمِ تجلّی ز ہوش رفت　　چشمِ تو عینِ ذات عیان دید و ما طغیٰ

صلّی علیکَ فالقُ الاصباحِ مُعلِنا　　امرست تا درود کنم بر تو بر ملا

یٰسین و نون و قاف و فتحنا و نجم و صاد　　مزمّل و مدثّر و طٰہٰ و والضحیٰ

از نامِ تو مسجّل و نازل بشانِ تست　　در وصفِ تو مکمّل و مدحِ ترا سزا

دانا حکیم و فلسفی و عالم و طبیب　　شاہنشہ و وزیر و امیرانِ اغنیا

گرد و جوان مرد و سلحشور و شہسوار　　شیریں زبان سحر بیان و سخن سرا

صنّاع و کاردان و ہنرپرور و ادیب　　تجّار و مالدار و زمیندار و کدخدا

خوبانِ گلعذار و حسینان و ماہ رو　　مرتاض و پاک باز و جوانانِ پارسا

رمّال و ہرستارہ شناس و شریف و نیک　　متصوفیانِ دہر و امامان و پیشوا

خاکِ نعالِ خادمِ تو تاجِ فرقِ ما
۲ر اگست ۱۹۱۸ء

از کمترین امتیانِ تو بوده اند — بر فرقِ شان نعالِ بلال ؓ ست فرقِ ما
قد خابَ مَن اتاکَ عنیداً و منکراً — ق — مَن جاءَ فی امانکَ واللہ قد نجیٰ
ضرب المثل بہ جہل عرب بوده تا که بود — از فیضِ ذاتِ پاکِ تو در پرده خفا
فخر البلاد ملکِ عرب گشت تا که گشت — ذاتِ مبارکِ تو بہ دنیا کرم نما
کفّار و مشرکین و شیاطین و ملحدین — ق — ناحق شناس و ناخلف و زشت و ژاژخا
کم فہم و کم تامّل و کم بین و کم خرد — بد ذات و بد صفات و دل آزار و جان گزا
از یک ہزار و سہ صد و چندے ست کرده اند — جہدِ بلیغ از پئے تخریبِ دینِ ما
از صدقِ قولِ تست کہ تا جملہ مانده اند — مخذول و خوار و نا برسیده بہ مدعا
دنیا ز جہل و ظلم و عداوت بہ تنگ بود — عالم بہ شرک و بدعت و عصیان مبتلا
آمد بجوش چشمۂ الطافِ لم یزل — پیدا نمود شخصِ ترا بہرِ اہتدا
نورِ تو گشت ظاہر و ز آفاق دور کرد — فسق و فجور و معصیت و بدعت و بلا
آفاق ہر ز پرتوِ نورت منوّر ست — گیتی منظّم ست ز ارشادِ مصطفےٰ
تو بندۂ خدائی و ما بندگانِ تو — اے مقتدیِ خالق و اے مقتدائے ما
وصّافِ تست واقفِ اسرارِ جزو و کل — مداحِ تست خالقِ این ارض و این سما
انساں چگونہ مدح ترا می تواں ستود — مخلوق کے بخالقِ خود گشتہ ہم نوا
دعوائے اختتامِ ثنائے تو نا درست — تخییلِ انحصارِ ثنائیت بود خطا
خاصہ چو من کہ بے ہنر و لا ابالیم — در بحرِ نعتِ پاکت چگونہ کنم شنا
صد شکرِ داورے کہ مرا عقل و نطق داد — رطب لب بہ نعتِ اقدسِ تو گشتہ است وا
گر مدحِ تو نگویم نفریں بہ جانِ من — در وصفِ تو سرایم طاقت بود کجا
آرے بقدرِ وسعتِ خود کرده ام بیاں — اینک بقدرِ ہمّتِ خود می کنم ادا
وصفِ تو خوانِ نعمتِ الوان و من فقیر — از خوانِ اغنیا برسد فیض بر گدا

لِلّٰہ یک نگاہِ عنایت بہ حالِ من ‏ بہرِ خدا مرا برہاں از غم و بُکا

جانم حزین و زار و پراگندہ و خجل ‏ کارم خراب و خوار و دلم خستہ و ہبا

عصیانِ من ز ریگِ بیاباں فزون تر است ‏ طغیانِ من چو آبِ بحار است موج زا

عمرم بفکرِ دولتِ دنیا بصرف رفت ‏ در بندِ جاہ و قیدِ عمارت لبالہا

روزم باشتغالِ حکومت بسر شود ‏ شب ہا بہ خوابِ ناز و خیالاتِ نارَوا

ہر ساعتم ز لہو و نواہی نشاط جو ‏ ہر لحظہ ام ز بادۂ نخوت طرب فزا

عمرم بشصت و شش برسید و نکردہ ام ‏ از صد ہزار طاعتِ رحمٰن یکے ادا

تو مہرباں مہیمن و من طاغی و کفور ‏ کفرانِ من ازیں چہ بود بیش اے خدا

اے وائے بر جہالت و بر خود سریِ من ‏ صد وائے بر حماقت و عصیان و بر ہوا

از من زیادہ کس نبود درخورِ عذاب ‏ وز من زیادہ کس نبود لائقِ سزا

ہاں اے رسول گر تو کنی عرضِ من قبول ‏ صد ناروائے من بہ یک آن نے شود روا

یک شربتِ شفاعتِ تو روزِ دار و گیر ‏ بیمارِ لاعلاجِ تنم را بود شفا

بخشایدم خدائے کہ بخشش بدستِ اوست ‏ وَاللّٰہِ اِنَّ رَبَّکَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَا

از بخششم مراد فقط قربِ ذاتِ تست ‏ نے حور و نے قصور و بہشت ست مدعا

در خدمتِ تو باشم و راضی ز من آلہ ‏ در حضرتِ تو باشم و خوشنود کبریا

مزّمّلا خموش کہ حدِّ ادب رسید ‏ در بارگاہِ قدس بزاری بکن دعا

یارب سبیلِ بخششِ من می نما بمن ‏ یارب تو راہِ یثرب و بطحا بہ من کشا

تا بر بآستانِ رسولت نہیم سر ‏ شوئیم گردِ دامنِ اخلاص با بُکا

گریم چناں کہ آتشِ عصیاں فرو شود ‏ بر مغفرت فرشتۂ رحمت زند صلا

روئے سیاہِ من شود از رحمت سفید ‏ موئے سفیدِ من شود از وجد مشک سا

شادان و بامراد رسم بر درِ رسول ‏ کنش خاکِ رہ بدیدہ کند کارِ توتیا

باشوق و ذوق و جوش و خروش و سرور و وجد — گویم کہ یا محمدؐ روحی لک الفدا
واللہ انت حیٌّ فی قبرک الشریف — شاہا نمائے رحم بحالِ من گدا
صلوٰۃ بر محمدؐ و تسلیم بر نبیؐ — صد ہا سلام خوانم و از جاں کنم ندا
من تا بدرگہِ تو رسیدم بصد خلوص — من پائے سعی داشتہ ام تا با نتہا
زیں پس شہا تو دانی و داند خدائے تو
بخشند زہے نصیب نہ بخشند من و رضا

---

(۲)

در مجلسے کہ ذکر ثنائے محمدؐ ست — آں انجمن عزیزِ خدائے محمدؐ ست
دانی کلیدِ گنج رضائے خدا چیست — حبِّ محمدؐ ست و ولائے محمدؐ ست
عشقِ نبی وسیلۂ فرخندہ فالی ست — جانم فدائے آنکہ فدائے محمدؐ ست
حور و قصور و کوثر و تسنیم و سلسبیل — دانی کہ چیست محض رضائے محمدؐ ست
موسیٰ بہ طور رفت و مسیحا بر آسماں — معراجِ عرش خاص برائے محمدؐ ست
ایمان و جان و مال و خرد دادۂ خداست — اہدائے راہ صدق عطائے محمدؐ ست
در روزِ حشر شافعِ قومِ گناہگار — باللہ کہ ہیچکس نہ سوائے محمدؐ ست
بخشائے بر خطائے من اے ماحی الذنوب
مزمّلِ غریب گدائے محمدؐ ست

---

(بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۰ء از مغرب تا عشا گفتہ شد)

(۳)

من مدح خوانِ حضرتِ باری تعالیم — یک چاکرِ کمینۂ سرکارِ عالیم
فخرم بلے بجاست کہ شعرم بنامِ اوست — حقا غلامِ بارگہِ ذوالجلالیم
شیدا و مبتلائے جمالِ محمدؐ م — عشقِ نبی وسیلۂ فرخندہ فالیم

روحی فداک یا قرشی ہاشمی لقب — بہرِ خدا نگر بسوئے خستہ حالیم
از دست بردِ نفس عجب پا شکستہ ام — بیزار از حیاتم و از جاں بلالیم
چوگانِ نفس گوئے دلم را چو صولجاں — گاہے جنوبیم کند و گہ شمالیم
دیوِ لعینِ نفس مرا کردہ سحر بند — اے وائے او مقدم و من ہیچو تالیم
تا آتشے بجانِ پلیدش در افگنم — دردے بمن نمائے ز اسم جلالیم
اے رحمتِ تمام جہاں۔ رحمتے بمن — للہ دارو ئے پئے آشفتہ حالیم
تا چند سرِ بپائے خساں خم کنم بعجز — یا مصطفیٰ خلاص کن از پائمالیم

من قلا کلیم تو مطبوعِ احمد ست
حاشا کہ حاجتے بود از شان و قالیم

---

محمد مصطفیٰ محبوبِ ربّ العالمین ستی (۴) بہین ستی، بہین ستی، گزین ستی، متین ستی
امام المتقین ستی، ملاذِ مومنین باشی — شفیع المذنبین و رحمۃ للعالمین ستی
حبیبِ کبریا ہستی، طبیبِ دردِ ما ہستی — شہِ دنیا و دینی مہبطِ روح الامین ستی
بہ سیرت پرتوِ خالق بہ صورت خوشتر از عالم — صبیح ستی، ملیح استی، جمیل استی، حسین ستی
تو از بہرِ نجاتِ اُمّتِ عاصی ضمان ستی — تو از بہرِ خلاصِ ما مسلماناں ضمین ستی
شہِ لولاک ہستی باعثِ ایجادِ کونینی — نخستیں علّتِ تخمیرِ جنسِ ما و طین ستی
بشیر ستی، نذیر ستی، شہیر ستی، منیر ستی — رؤف ستی، رحیم ستی، کریم ستی، امین ستی
توی یٰسین و مزمّل، توی طٰہٰ و مدثر — تو سردارِ دو کون و مقتدائے اہلِ دین ستی
بشر ہستی ولیکن مصدرِ وحیِ خداوندی — خدا را بندہ و از ہر دو عالم بہترین ستی
جہاں یکسر بہ یکسو ذاتِ حق گوئیت بہ یک جانب — بہ نیروی صداقت ناشرِ دینِ مبین ستی
بہ مصباحِ ہدایت ظلمتِ شرک از جہاں بردی — برائے محفلِ توحید صدرِ راستین ستی

نہ گفتی جز دعا کفّار و اشرارِ ستمگر را ‍ سرت گردم سزا وارِ ہزاراں آفریں ستی

گہے فخر زمین و گاہ زیبِ آسماں باشی ‍ گہے مہمانِ ربّ العرش بر عرشِ بریں ستی

مطاع و مقتدائے عاقلاں در ہر زماں باشی ‍ متاعِ افتخارِ کاملاں در ہر زمیں ستی

شہا، شاہنشہا، بندہ نوازا، خسروا، میرا ‍ تو در دنیا و در دیں مالکِ تاج و نگیں ستی

عزیز و خوب صورت، خوب سیرت، خوب و مستی ‍ شریف و پاک طینت، پاک ذات و پاک بیں ستی

عَلَم افرازِ احکامِ شریعت در ہمہ عالم ‍ بہ روم و شام و مصر و ہند و در ایران و چیں ستی

غرض بالاتری از جملۂ اوصافِ امکانی ‍ چہا گویم کہ چونی آں چناں یا ایں چنیں ستی

فدای نامِ تو جانم طفیلِ تست ایمانم ‍ ز چشمم گرچہ دوری لیکن از قلبم قریں ستی

ندا کردن بہ تو ممنوع پندارند محروماں ‍ ازیں غافل کہ آخر قبلۂ اہلِ یقیں ستی

بہ ادنیٰ ضغطہ بر خوانند مالک را و با یک را ‍ چرا یت من نخوانم اے کہ ہر دم دل نشیں ستی

علیٰ رغمِ حریفاں بر ملا و فاش می گویم ‍ اغثنی یا رسول اللہ غیاثِ ہر غمیں ستی

بوقتِ نزعِ جانم آ بہ قبرم جلوہ بہ نما ‍ تسلّائے دلِ عاصی بروزِ واپسیں ستی

دمِ آخر نگویم جز رسول اللہ ادرکنی ‍ گنہگارانِ امّت را محمدؐ ستی معیں ستی

ز پا افتادہ ام بارِ گنہ بر دوش حیرانم ‍ ز دستم گیر شاہا دستگیرِ ہر حزیں ستی

پس از مردن سوائے ایں تباشد آرزوئے من ‍ شوم محشور با تو اے کہ در جانم مکیں ستی

خدایم نیستی، معبودِ من ہرگز نہ، حاشا ‍ پئے یزداں شناسی ہادیِ من با یقیں ستی

نہایت خستہ و زارم ز عصیاں سخت ناچارم ‍ دمِ محشر شفیعم شو شفیعِ مستعیں ستی

خدایت صدقۂ محبوبِ خود باشد کہ آمرزد
جزاک اللہ مرمّل مادحِ سلطانِ دیں ستی

# غزل

(۱)

قرار و صبر نصیبِ منِ خراب کجا — کجا دلِ من و اندیشهٔ صواب کجا

مرا چه زهره که دعوائے عشقِ یار کنم — کجاست ذرّهٔ ناچیز و آفتاب کجا

منم که مستِ تولّائے دوستم هر وقت — سرور و وجد کجا نشّهٔ شراب کجا

چرا ز عشق گریزیم به زهدِ واعظ — صفائے چشمهٔ حیواں کجا سراب کجا

به شعرِ من نرسد ہائے و ہوئے بوالہوساں — صدائے بوم کجا نغمهٔ رباب کجا

به حسن فردتوئی و به عشق من یکتا — ترا نظیر کدام و مرا جواب کجا

بحالِ من متعرض مباش اے ناصح — مرا دماغ ازیں گونه احتساب کجا

ز حسنِ ظنّ حبیبم ثنائے شعر کند — وگرنه نظمِ منِ فرد انتخاب کجا

چناں که رحمتِ پروردگار موفور ست — گناه گاری ما را بود حساب کجا

بسیرِ گیسو و زلفینِ یار مصروف اند
بدیده ہائے مزمّل خیالِ خواب کجا

---

۱ ن دوست می باشم — ۲ ن سرورِ باده بو — ۳ ایں شعر بسیار خوب ست. سنجر

۴ "ص" هم فرمودهٔ سنجر ست. مرتب

۵ ن بود از خود ثنام گفت حبیب — ۶ ن بے پایاں — ۷ ن بسیرِ جلوهٔ دلدارِ خویش

۸ ن به چشمکان

(۳)

نگہے سوئے منِ خستہ خدا را یارا — چند خواہی تو بگو این ہمہ خوار ما را

خواری من نہ بس ست اینکہ بہندی گویند — "در بدر خاک بسر پھرتا ہے مارا مارا"

تا شود خونِ دلِ مشکِ ختن در دلِ شب — شانہ برگیر ہما۔ زلفِ دوتا را آرا

پاے را خود بشکستم ز کمالِ غیرت — تا کہ منت نرسد از سرِ خار ما را

جاے دلدار نباشد دلِ آغشتہ بخون — چہ کن از پئے دلدار بیا را چارا

اے مزمّل تنِ تو زار و حبیبت بزار
بعد ازین نیست بدرمانِ تو یارا[له] مارا

(۴)

خلاصِ جاں نہ بود قیدیِ کمندِ ترا — کشودِ کار کجا پاے بند بند ترا

نبود آنچہ بہ تقدیرِ خسرو و جمشید — میسر ست ز لطفِ تو مستمندِ ترا

ہزار بوعلی و صد ہزار جالینوس — علاج می نتوانند دردمندِ ترا

مرا نہ دامنِ پاکِ تو بوسہ ہوس ست — مجال نیست کہ بوسم نقاب بندِ ترا

سوارہ می گزری از سرِ مزارِ غریب — بیا بیا کہ ببوسم سمِ سمندِ ترا

کمالِ بدر فقط یک شب ست در ہر ماہ — کند مقابلہ کے روے دلپسندِ ترا

مرا بعتبۂ عالیت جبہہ سائی بس — خیالِ من نہ رسد جوششِ بلندِ ترا

منم کہ نقشِ وفاے تو مہرِ جانِ منست — بدیگرے ہوسے نیست نقشبندِ ترا

اشارۂ بشفا بوعلی کند حاشا — بہ حلِّ عقدہ۔ اسیرِ خمِ کمندِ ترا

اگر تو پند کنی واعظا ز رحم بدست — بجاں نثار شوم پندِ ارجمندِ ترا

---

له ملاحظہ شدہ است سنجر طہرانی

سرِ نیازِ مزمّل خم ست بر درِ تو
سرست نازِ بہ قسمت نیازمندِ ترا

(۴)

بہانہ ایست حدیثم خیالِ جنگ ترا — ترانہ ایست ہجایم ربابِ و چنگِ ترا
نشانہ ایست دلِ زارِ من خدنگ ترا — نشیمن ست تنِ خوارِ من پرِ ناگِ ترا
رقیب خو گرِ راحت، منم بلاکشِ رنج — ازیں گزیدہ ام از آشتیت جنگ ترا
ہزار گل بچمن بشگفد بدعوئے حسن — ولے گہے نرسد آبِ روئے و رنگِ ترا
ہزار غنچہ دلِ تنگ پیچ و تاب خورد — حریف کے شود آخر دہانِ تنگِ ترا
تراست چہرہ ہمچوں پری معاذ اللہ — پری چگونہ رسد فر و ہوش و ہنگِ ترا
گلِ فرنگ بداں آب و تاب و خوبی و رنگ — فسردہ گشتے اگر دیدے آب و رنگِ ترا
نعوذ باللہ اگر پا نہم بدرگہِ تو — جبینِ خویش نہم آستانہ سنگِ ترا
بیا بیا کہ مرا جاں بلب رسید ز ہجر — دلم گہے نہ پسندد دگر درنگِ ترا

مزمّلا تو جہولی و قافیہ تنگ ست
غنی گہے نستاید حدیثِ لنگِ ترا

صلا گفتم بشغلِ شعر گفتن خوش بیاناں را (۵) خریدستم بہ نقدِ جاں متاعِ نکتہ داناں را

اگر تسخیر می خواہی مسخّر کن دلِ عالم — سزد تسخیرِ ملکِ دل بلے شیریں زباناں را
صبا در بزمِ وصلِ خوش نصیباں رہ و زیدن کن — مکن ناخوش دلِ غمدیدۂ آشفتہ جاناں را
زلوحِ مصحفِ رخسارِ مہرویاں سبق خواندم — سزد تعظیم آرے زمرۂ قرآن خواناں را
خریدارِ دُرِ دنداں و لعلِ لب نمی خواہد — متاعِ کاسدِ بے حاصلِ بازارگاناں را
بہ پیری ہرچہ می خواہی بکن معذور دارندت — عذابِ وعظ و پند و منع باشد نوجواناں را

مزمّل از پسندِ خاطرِ احباب شاعر شد
دُرِ معنی نثار آمد بہ گیتی قدر داناں را

(۶)

اے دلِ پُرخوں الالے دیدۂ غمناکِ ما — شو کباب و ریزہ آبِ حسرتے بر خاکِ ما

اے صبا گر بگزری از عتبۂ بالاے دوست — عرض کن در حضرتش ایں حالتِ غمناکِ ما

قتل کردی عالمے بسمل نمودی کشورے — تا کجا ایں قتل و غارت۔ رحم۔ اے سفّاکِ ما

بخیہ بر چاکِ گریباں ناصحا مشکل نبود — از چہ ناکردی رفو ایں سینۂ صد چاکِ ما

در ہواے وصلِ آں بیداد گر باشد رقیب — ہاں مگر غافل بود از آہِ آتشناکِ ما

سر بہ پاے او نہادن کے مرا گردد نصیب — ہاں مگر باد صبا روزے رساند خاکِ ما

ہذا لہ سنجی از مزمّل العجب ثم العجب
نیست ایں جز جلوۂ فیضِ خداے پاکِ ما

(۷)

مست و بے خود از درِ میخانہ می آئیم ما — از تصنّع و ز ریا بیگانہ می آئیم ما

لذّتِ عشقِ حقیقی از سرِ ما ہوش برد — در خیالِ زاہداں دیوانہ می آئیم ما

شمعِ رخسارِ پری رویاں ہلاکم کردہ است — آرے آرے فی المثل پروانہ می آئیم ما

لعل و گوہر گر نباشد در کفِ ما گو مباش — عاشقِ لعلِ لبِ جانانہ می آئیم ما

زاہداں ہشیار باشید از سر و دستارِ خویش — از درِ پیرِ مغاں مستانہ می آئیم ما

گو نماز و روزہ و تسبیح خوش آید ترا — چوں ز مسجد پاکشم رندانہ می آئیم ما

بوالہوسہا در خیالِ خویش گو علیم کنند — در نگاہِ عاقلاں فرزانہ می آئیم ما

دوستداری با حبیبِ پاکِ حمانم خوش است — مست و لایعقل ازیں خمخانہ می آئیم ما

دوستانِ ما ز نطقِ ما پر از وجد و سرور — پہلوے حسّاد را دندانہ می آئیم ما

حاش للہ فخرِ من باشد ز شعر و شاعری — در صفِ ہیجا اگر شیرانہ می آئیم ما

فیضِ استادے چو سنجر تا کہ با ما ہمدم است — ہاں بہ بزمِ شعر بے باکانہ می آئیم ما

اے مزمّل بر گلیمِ کہنہ فخر ما روا است
کز لباسِ عاریت بیگانہ می آئیم ما

مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی (نواب صدر یار جنگ بہادر)

(۸)

دوستاں گوش بآواز پریشانی را — ہمدماں یک نگہ لطف پشیمانی را

بشنوم کاش یکے حرف تسلا ز کسے — فاش تر گفتہ ام این درد پنہانی را

شکوہ ام نیست ز قسمت نہ گلہ از احباب ق — نہ شکایت ز عدو عرض سلطانی را

شکوہ از کردۂ خود دارم و دانم کہ علاج — نیست جز مرگ ستم دیدۂ ہجرانی را

کاش گر مرگ علاج دل محزوں بودے — بردمے بار ز منت دم ثعبانی را

سوز ہجراں کہ درون من مسکیں سوزد — در لحد خاک نماید تن بے جانی را

قصۂ نار ولا العار نہ بودے بجہاں — گر زباں داشتمے سینۂ نورانی را

خواری زاری و رسوائی و جاں کاوی مرگ — ہمہ بہتر ز غم فرقت او جانی را

سوختم خاک شدم خاک مرا باد فنا — ہر دو ز نیست نشان ہیچ بیابانی را

زاں بسنگ در تو می زنم و می شکنم — کہ جز این نیست مداوا سر حیرانی را

شاعری می نتواں عیب مرا پوشیدن — لعل بخشد نہ لباسے تن عریانی را

خوب شد عشق غرور من سرکش بشکست — غرق فرعون سزد موسی عمرانی را

شعر من کاش کلیم سخن آرا دیدی — تا نثار سر من داشتے ایرانی را

اے مزمل مزن از حسرت حرماں حرفے

تا نہ آزردہ کنی خاطر مہمانی را

(۹)

تا فروغ خانہ ام شد روے رخشان شما — ہست سوز سینہ ام شمع شبستان شما

دیدۂ بے نور بینائی ندارد در جہاں — رفت نور از دیدہ ام بے روے تابان شما

لذتے دارد پشیمانی و حیرانی عشق — راحتے از کس نجوید این پشیمان شما

گوہر خوش آب خود از قطرہ آبے بیش نیست — آبروے آب و تاب از دُرّ دندان شما

گو پریشانم ز ہجراں لیک شاد از یاد تو — یافت خوش جمعیت خاطر پریشان شما

نشتر فصاد ہرگز بر رگ جانے نہ کرد — آنچہ جان من خلش دارد ز مژگان شما

ما گرفتارِ خمِ زلفِ سیہ ہستیم و بس　　　می تپد دل ہر دمے در سنبلستانِ شما

منت ایزد را کہ با این تابش و نور و فروغ　　　باغِ رضواں رشک دارد بر گلستانِ شما

نغمۂ بلبل نباشد جز ز فیضِ عشقِ گل

شد مزمل نغمہ سنج اما ز فیضانِ شما

(۹)

دوشینہ گشت زیبِ لبِ بامِ ماہِ ما　　　آخر ثمر دمید ز اشجارِ آہِ ما

شوخی و عشوۂ ناز و کرشمہ سپاہِ اوست　　　آہ و فغان و گریۂ زاری سپاہِ ما

از روزگار قطع تعلق نمودہ ایم　　　بس روی و موی دوست سفید و سیاہِ ما

آں جلوہ ہای دلبر و دلکش گناہِ کیست　　　گیرم کہ لافِ عشقِ تو باشد گناہِ ما

عریانیم زمانِ جہاں بے نیاز کرد　　　محتاجِ تاج نیست سرِ بے کلاہِ ما

تسبیحِ ماست رشتۂ زلفِ سیاہِ تو　　　ابروی تست سجدہ گہِ خانقاہِ ما

بیمار و خستہ را تو مسیحای کاملی　　　للہ دارو ئے پئے حالِ تباہِ ما

از نقشِ پای دوست بیابیم دوست را　　　نبود بغیرِ لطفِ خدا زادِ راہِ ما

مزملا ز درد و الم کس خبر نشد

ہر کس بہ زعمِ خویش بود خیر خواہِ ما

(۱۰)

بمن در راہِ عشقش سخت افتادہ است مشکلہا　　　چہ محملہا چہ منزلہا چہ کشتیہا چہ ساحلہا

ز حالِ زارِ عاشقہا[۱] شنیدن گر ہوس داری　　　بطرفِ گلشنے بنشین و بشنو از عنادلہا

طراز و طرز و طورِ محمل از لیلیٰ نشاں دارد　　　وگرنہ روز و شب بر ناقہا آرند محملہا

ز بندِ ماسوا بگسستم و با دوست پیوستم　　　تعالی اللہ عجب شغلے گزیدم از مشاغلہا

گلِ آدم فقط دارد فروغ و نورِ جان و دل　　　وگرنہ از ازل اندودہ شد بس آب در گلہا

---

[۱] ز لطفِ ساربان باشد کہ محبوبِ مرا آرد

چو دست یار بر گردن در آید دل بر افروزد — چه سود از سلک مروارید سازند از حمایلها
دریغا سالہا سرگشتہ می گردم بہر وادی — ہنوزم تا در دلدار باقی ماند منزلہا
چگونہ می توانم بر شمارم ظلمہا یش را — نہ من تاب بیاں دارم نہ تاب ضبط دردلہا

زفیض سنجر ست ایں شعرہائے نغز مزمّل
وگرنہ من کجا و ذکر من نقل محافلہا

دریغا عمر من شد صرف در بحث آزمائیہا (۱۱) مگر حاصل نہ شد غیر از ہجوم نارسائیہا
برندیہا مکن عیب من سرگشتہ اے زاہد — کہ عمرے نیز بودم من بخبط پارسائیہا
فغاں کایں ابلہان بے خبر از عشق و تاثیرش — بمن طعن و ملامت می کنند از نارواییہا
بہ زاہد بیں کہ خود را ناخدائے قوم می خواند — معاذ اللہ خدائی می کند در ناخدائیہا
بنازم ربط و ضبط خویش را با حضرت حسرت[1] — زمن طبع آزمائیہا ازو عزت فزائیہا
خدا را مرحمت فرما یکے دیدار خود بنما — کہ تنگ آمد دلم از رنج و آلام جدائیہا

مزمّل مست استغنائے خود باشد کہ می دارد
زنظم و نثر گنجے شائیگاں در بینوائیہا

اے کہ مہ روئے تو در آفتاب (۱۲) — رشک دہ چہرۂ صد آفتاب
آفت جاں چشم شرر زائے تو — راحت جاں گر نبود در عتاب
قامت تو غیرت سرو سہی — از نگہت برق بصد اضطراب
لعل ز لعل لبت از غصہ خوں — از در دندان تو گوہر بہ آب
زلف پریشان تو بر روئے تو — لکۂ ابر آمدہ بر ماہتاب
از پس صد پردہ کنی دار و گیر — عظمت للہ چو شوی بے حجاب

---

[1] حسرت شروانی یعنی مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں (نواب صدر یار جنگ) — مرتب

حسن تو اے غیرتِ حور و پری | ساختہ در ہر دو جہاں انقلاب
فتنۂ دینؔ و دل و ایماں شدہ است | حسنِ بلاخیز تو اندر شباب
مارِ سیہ منفعل از زلفِ تو | تا چہ کند گر نخورد پیچ و تاب
ماہِ دو ہفتہ خجل از عارضت | مہر نہفتہ رخِ خود در سحاب

رحم بعزؔ مقّلِ بے چارہ کن
چند پسندی دلِ من در عذاب

۲۰-۱۹۱۸ء

(۱۳)
نگہِ یار کجا برقِ شرر بار کجاست | چشمِ عیار کجا نرگسِ بیمار کجاست
شکوۂ یار کجا طعنۂ اغیار کجاست | گل کجا، خار کجا، نور کجا، نار کجاست
از رہِ مدرسہ و مکتب و مسجد بگزار | سخن از ماست بگو خانۂ خمار کجاست
از گراں خوابیِ بخت آمدہ ام سخت بجاں | دوستاں بہرِ خدا طالعِ بیدار کجاست
مسجد و مدرسہ و صومعہا گردیدم | ہر کجا بے خبرانند خبردار کجاست
بہ مشامم نخورد بوئے گلاب و عنبر | بوئے دلدار کجا، طبلۂ عطار کجاست
جادۂ عشق عیان ست و رہِ زہد نہاں | تارِ تسبیح کجا رشتۂ زنّار کجاست
سخنِ حق کہ بود باقی و دیگر معدوم | سرِ منصور کجا ہست و سرِ دار کجاست

تلخیِ ہجر نسازد بمن اے مزقّل
باعثِ فرحتِ دل شربتِ دیدار کجاست

(۱۴)
بہ دامِ گیسوئے زلفِ کجت دلم بندست | خلاصِ کار ندانستہ ام کہ تا چند ست
بیا کہ بے تو بجانِ من آتش افتادہ است | جگر بتابش و دل در تپش نفس بندست
ز شربتِ لبِ نوشینِ یار کن تجویز | طبیب گول چہ سودائے شربت و قندست
علاجِ من مکن از آفتاب رس گلقند | کہ عارض و لبِ جانانِ من گل و قندست
بیا بہ حلقۂ رندان و وعظِ من زاہد | کہ ہر کلام ز عشق ست و ہر سخن پندست

به بزمِ پیرِ خراباتِ ما تماشا کن          که هر مغنے ز ارسطو به عقل مانندست
ز هجرِ یار به من کارِ صعب افتاده است          بوصلِ دوست دلم سخت آرزومندست
ز صدمهٔ تپِ فرقت تنم چو خار شده است          مرا بموے میانِ حبیب سوگندست
ز شرمساریِ عصیان شدم چو پرِّ کاه          به پشت بارِ گناهم چو کوهِ الوندست
بترسِ دوزخ و بیمِ سقر مشو دل تنگ          دلت ز حبّ شفیع الوری چو خورسندست

مزمّل از تو گنه کردن ـ از خدا بخشش
که بنده بنده و آخر خدا خداوندست

ملاحظه شده است

(۱۵)
بوادیِ که درو میّتِ گدا خفته است          هزار همچو سکندر برهنه پا خفته است
ز خفتگانِ اجل کس خبر نمی آرد          گدا چگونه و چون مردِ بادشا خفته است
زمانه در پئے آزارِ و من ز خود غافل          عجب که غیر خبردار و آشنا خفته است
دلِ من ست که غافل بود ز کیدِ رقیب          نه غافل ست فقط خفته است تا خفته است
چنان فتاده دل از فرطِ خستگی بدرش          چسان شناخته گردد که مرده یا خفته است
بیا به میکده و فیضِ مے تماشا کن          هزار همچو فلاطون خُمِ آشنا خفته است
به حسنِ قسمتِ قسّام بین که شحنهٔ بخت          بقسمتِ همه بیدار و بهرِ ما خفته است
نگاهِ گرم تماشا و دل به فکرِ وصال          چو مست وقتِ تگاپو و پا بپا خفته است

کنید صبر و نه محشر بپا کنید کمی
مزمّل اللهِ رنجور حالیا خفته است

ملاحظه شده است

(۱۶)
عکسے از گلگونه اش اندر شراب افتاده است          ماه را منزل قرینِ آفتاب افتاده است
طوقِ خودداری به گردن در شباب افتاده است          آتشے ما نم که بر دریاے آب افتاده است
از تبِ تابے که اندر سینه می دارم نهان          جان پریشان ست و مرغِ دل کباب افتاده است
چرخ را گوئید هان بر بدرِ خود دیگر مناز          از رخِ دلدارِ من امشب نقاب افتاده است

از شعاعِ گیتی افروزِ جہاں سوزِ رخش  آتشے اندر دلِ ہر شیخ و شاب افتادہ است
المدد اے ہمنشیناں کز ہجومِ اشتیاق  جانِ من در ورطۂ صد انقلاب افتادہ است
در مسلسل طرّۂ پُر تابِ خم اندر خمش  ناگہاں دل در شکنجِ پیچ و تاب افتادہ است
شعر گفتن گرچہ آسان ست امّا مشکل ست  ہر کرا کش با زمینداری حساب افتادہ است
نقدِ زر سنجر رباید نقدِ دل آں سیمبر  کیست کاندر دہر چوں من کامیاب افتادہ است

دوش فیضی با مزمّل گفت در ہنگامِ خواب
ثاقب از شوخی بما در احتساب افتادہ است

بجای پیچ سرکش بخون اضطراب افتادہ است

ہر چند نالہ ام ز دلِ آسماں گزشت (۱۷) امّا بگوشِ یار نہ شطرے ازاں گزشت
ہمدم دہد صلاح و مداوا کند طبیب  لیکن چہ سود کارِ من از این و آں گزشت
در شوقِ پاے بوس شدم خاکِ راہِ دوست  واحسرتا ز راہِ دگر کاروان گزشت
حالا دل ست و حسرت و ارمان و درد و رنج  ہنگامِ عیش و عشرت و نام و نشاں گزشت
در رہ گزارِ او شدم از بہرِ عرضِ حال  قسمت نگر کہ برقِ تجلّیٰ ز جاں گزشت

مزمّلا زمانہ شناس و خموش باش
عہدِ شباب و شورش و تاب و تواں گزشت

---

طرح ایں غزل مطلع حضرت[۱] مولانا عبدالغنی خاں صاحب ست مدظلال فیوضہم

مطلع مولانا ممدوح ؎

عید آمد روزہ شد سالِ رواں در گردش ست
ساقیا مے دہ کہ حالِ مے کشاں در گردش ست

[۱] ملاحظہ طلب نشان ۱ برصفحۂ آیندہ مرتب

فقیر عرض میکند ؎

با سحابِ تند خو برقِ دماں در گردش ست (۱۸) محتسب حیران و جامِ میکشاں در گردش ست

وقتِ فرصت دان و برچیں میوۂ حسنِ عمل — غافل از حرماں مشو تا آسماں در گردش ست

گہ نظر بر ماست او را گہ کرم بر حالِ غیر — آرے آرے حق بود مہرِ بتاں در گردش ست

من نہ تنہا تابعِ فرمانِ آں عاشق کُشم — پیش حکمش ہر سوائے راعناں در گردش ست

صورتش در چشمِ من قائم دلِ من مضطرب — میہماں عزلت گزین و میزباں در گردش ست

شہرۂ حسنِ ملیح و قصۂ سودائے عشق — ہمچو فتوائے جنابِ مفتیاں در گردش ست

دوش بے نیلِ مرام آمد رقیبِ تشنہ کام — اے تعالی اللہ نصیبِ دشمناں در گردش ست

از شعاعِ حسنِ او گر رنگ گردانم چہ عیب — کز فروغِ مہر رنگِ زعفراں در گردش ست

حسن و اخلاصِ عمل حاشا بود تسبیحِ شیخ — بہرِ وصلِ حورِ عیں اورا بناں در گردش ست

نطقِ من بر من بلا آورد و اندر قالبم — در قفس چوں بلبلِ شیریں بیاں در گردش ست

اعتذارِ بلبلِ گویا پذیرد قفس را — گر سکوں خواہد بدہ - بیچارہ جاں در گردش ست

دیدہ ام تا شعر ہائے مولوی عبد الغنی[1] — از ثنائش در دہانِ من زباں در گردش ست

از خطایم در گزر اندر عطائے خویش باش — من گدا و تو غنی پاے خساں در گردش ست

در ثنائے حضرتِ سبحان حیِ لایموت — سبحۂ قدوسیانِ آسماں در گردش ست

گردشِ اجرام و اجسام و زمین و آسماں — حکمِ یزداں ست گرچہ این و آں در گردش ست

گر ثنا خواہی ہنرمندا شعر در ایراں ببر
نیک می دانی کہ حالِ ہندیاں در گردش ست

---

[1] حضرت مولانا عبد الغنی خاں مرحوم المتخلص بہ غنی از علمائے ذی وجوہ قصبۂ قائم گنج ضلع فرخ آباد و اجلّ تلامذۂ دو والدین حضرت مفتی لطف اللہ علیہ الرحمہ استاذ نواب صدر یار جنگ بہادر و والد جناب نفیس دلہن صاحبہ در دانہ - علاوہ تبحر در علوم معقول و منقول از ادب و شاعری عربی و فارسی ہم حظِ وافر روزی داشتند - کتب عدیدہ خاصہ ارمغانِ آصفی بر وسعتِ نظر و دقتِ فکر و ذوقِ سلیم او شاہدِ عدل ست

مرتب

عراق و شہرِ صفاہاں حبیبِ گنجِ من ست[1] — کہ مسکن و وطنِ یارِ نکتہ سنجِ من ست (۱۹)

مرا بہ نشّہ و مستی ہوس بود حاشا — خیالِ دوست کہ تریاک و بادہ بنجِ من ست

مرا بہ گنجِ گہر ہیچ احتیاج نیست — معانی و لغت و نظم و نثر گنجِ من ست

بہ جرح و قدحِ معانی و لفظ مصروفم — ہمیں دو گنجفہ و نرد و شطرنجِ من ست

گلہ ز صحبتِ نافہم و شکوہ نا اہل — بجانِ دوست کہ بس این دلال و غنجِ من ست

بلے بلے نعم و لا ز درجِ لعلِ لبش — اگر غلط نہ کنم شادی ست و رنجِ من ست

بود تملّقِ کم مایگاں عذابِ الیم — غلط تفاخرِ نو دولتاں شکنجِ من ست

ہمیشہ در شش و پنجم زبیم روزِ جزا — مگر پناہِ من آں در چار و پنجِ من ست

دمے بہ یار نشینم نہ رنجد از من کس — ہمیں قدر ہوسِ خاطرِ مرنجِ من ست

بگوشۂ چو نشینم انیس و مونسِ من — مزمّلا بنگر طبع بذلہ سنجِ من ست

ملاحظہ شد درست — منجھ بھرانی

عذرا کنند کہ نہ بحذ رکے زمین بیحا ل

[1] مستوفی ریاست نواب صاحب بہادر جنگ بہادر ... کتاب خانہ مشہور عالم

---

این غزل بر طرح حضرت مولانا محمد عبدالغنی خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی

بتاریخ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۱ء وقت سہ پہر بمقام بھیلم پور گفتہ شد

شعر طرح فرمودۂ مولوی صاحب مخدوم ؎

ہمچو گیسویت شب دیجور میدانم کہ نیست — ہمچو رویت مہر و مہ را نور میدانم کہ نیست

بندہ عرض می کند ؎

نکتہ سنجے ہمچو من مشہور میدانم کہ نیست — زیں چنیں شہرت دلم مسرور میدانم کہ نیست (۲۰)

چشمِ فتّانِ ترا سحّار میدانم کہ ہست — لیک چوں من دیگرے مسحور میدانم کہ نیست

دار را معراج می گویند عاشق مشرباں — ہر ہوسناکے مگر منصور میدانم کہ نیست

معنی القلب یہدی تا شنیدستم ز دوست — این دلِ خود از دلِ او دور میدانم کہ نیست

ہر زمانے گوشِ من پُر باشد از الطافِ غیب　　حاشیش با چنگ و با تنبور رمیدانم کہ نیست
حکم لامذہب قُمِ عیسیٰ نباشد فی المثل　　ہر نہیقِ خر صدائے صور رمیدانم کہ نیست
بہرِ تسکیں از لبِ لعلت شفاعت خواستم　　ورنہ دیوانِ ترا دستور رمیدانم کہ نیست
مدعی حاشا کہ دا اندر راہ و رسمِ عاشقی　　زاہدے چوں بلعم باعور رمیدانم کہ نیست
دہر کمالے را زوالے عاقلاں خوش گفتہ اند　　خارج از ایں زاہدِ مغرور رمیدانم کہ نیست
پیشِ دشمن خم نباشم زاں کہ از تاثیرِ جار　　ہیچ غیرِ منصرف مجرور رمیدانم کہ نیست
بہرِ ایذائے منِ دل خستہ خواہی غیر را　　ورنہ آں بیچارہ ات منظور رمیدانم کہ نیست
از کمالِ یاس بر ہر کس تمسک جستہ ام　　گرچہ ہر برگِ گیا ساطور رمیدانم کہ نیست
حالِ زارِ خویش گویم پیشِ علّام الغیوب　　جزو و کل بر خاطرش مستور رمیدانم کہ نیست
سوزِ جان و سینہ را تنّور گفتم فی المثل　　ورنہ مثلِ سینہ ام تنّور رمیدانم کہ نیست
منکرِ اسلام را فی النّار رمیدانم کہ ہست　　بہتر از شرعِ محمدؐ نور رمیدانم کہ نیست
عذرِ تقصیر و خطا پیشِ تو آوردن خطا ست　　زانکہ بخشش از بتاں دستور رمیدانم کہ نیست
شعر گفتم زا امتثالِ امرِ مولانا حبیب　　ورنہ زینگونہ مرا مقدور رمیدانم کہ نیست
فیضِ رحمان ست کارم ہمچو اشعارِ بلیغ　　ورنہ چوں شیراز بھکم پور رمیدانم کہ نیست
جاں فدائے حضرتے کو را ز قُل خواند حق　　ہر کلیمے در قرآں مذکور رمیدانم کہ نیست

ناکسانِ دہر را ناچار می گویم سلام
انگبیں در خانۂ زنبور رمیدانم کہ نیست

[illegible]

مرا بہ ملکِ جہاں ہیچ دوستدارے نیست (۲۱)　　ببر کہ شکوۂ یارے کنم کہ یارے نیست
شنیدہ ایم بسے داستانِ مہر و وفا　　مگر بہ ہیچ کسے ہیچ اعتبارے نیست
چناں شدہ است بہ من تنگ عرصۂ گیتی　　ہوائے مردنم اندر سرست و دارے نیست
نعوذ باللہ گر از مے دہن بیالایم　　کہ نشّہ لایقِ دردِ سرِ خمارے نیست

به پا خلیدنِ خارم ز دردِ دل هوس ست | بوادیی ست عبورم که نوکِ خارے نیست
تمام عمر به فکرِ تلاشِ یار گذشت | ولے هنوز نه بفتراکِ من شکارے نیست
بوادیی که منِ خسته تشنه لب باشم | ز قطرهٔ اثرے در بجوئے بارے نیست
غنوده یا که بخوابم و یا که بیهوشم | چو روزگارِ من القصه روزگارے نیست
ز رنج و درد کنم ناله کس نمی شنود | مگر بخلقِ جهان گوش و گوشوارے نیست
به ملکِ هند کس از کس خبر نمے دارد | دگر بگوے که از ملکِ من دیارے نیست
فقط به گوشِ من آواز می رسد از دور | صدائے سنجرِ غمدیدهٔ که یارے نیست
ز نارسائیِ من بین که من باو نه رسم | ز پایِ او بنگر کش به من گذارے نیست
چه خوش بود که من و سنجرِ سخن آرا | شویم یار درین دم که غمگسارے نیست
مرا گهی نه بود از عذابِ تنهائی | که به ز حضرتِ ایشان صلاحِ کارے نیست
ز بختِ بد چه بود شکوه هاے سنجر زند | که زر بدستِ من ست و بگنج مارے نیست

مزمّلا بجوابِ غزل سرائیِ دوست
غزل بخوان و زر افشاں که گیر و دارے نیست

[illegible]

---

(۲۳)

اگر یار حرفے بلا می زند | نه لا بلکه تیغِ بلا می زند
سرم بشکند تیر بر من زند | نگویم که آخر چرا می زند
اگر سرزنش کرد و گر گفت بد | نگویم سخن ناروا می زند
غلط کرده بر من نگه افگند | ندانسته تیر از خطا می زند
مخاطب بغیر ست و شکوه ز من | سخن خیره بر گوشِ ما می زند
دلِ من ز دنیا ندارد هوس | برین پرده غل لیتِ پا می زند
شده نوشِ من نیش در کامِ غیر | همان نیش بر جانِ ما می زند

منہ گوش بر عو عوِ نکتہ چیں — کہ مہ تابد و سگ صدا می زند

سخن فہم از شعرم آید بوجد — سخن ناشناسے طعنہا می زند

دہانِ سخن چیں بگیری اگر — نماند سخن از قفا می زند

مزمّل بہ حکم قضا تن سپار

کہ او میز ند بہ ملامی زند

ملاحظہ شدہ است
سنجر لہراتی

# نامۂ منظوم

(۲۳)

نظمے کہ از نظام سخن باخبر بود — بادِ صبا ترا بدرش گر گزر بود

از من باو سلام رساں بعدِ اشتیاق — شوقے کہ از قیاس و گماں بیشتر بود

زیں پس بطرزِ دلکش و آئینِ دل فریب — حالم بگو چناں کہ بیاں مختصر بود

مزمّلِ حزیں ست نہ در خورد تہنیت — قلبش ہزار پارہ و خاکش بہ سر بود

بخشد خدا طفیلِ محمدؐ گناہِ او

در جنتش وصال بہ لختِ جگر بود

---

(۲۴)

نے ہیچ خوبیت بوئے ہرگز بہ گلاب اندر — کے تاب چو دندانت در دُرِّ خوشاب اندر

صد حقّہ عنبر بمشامم نہ رسانند — بوئے کہ بکوئے تو باشد بہ تراب اندر

گر جلوۂ حسنِ تو بیند بگہِ مستی — در شیخ شود پیدا شورے کہ بشاب اندر

گر پرتوِ لطفِ تو بر پرِّ مگس افتد — شہپر زند از قدرت در چشمِ عقاب اندر

للہ خلاصم کن و از ہجر نجاتم دہ — خوشنودی یزداں ست در عشق ثواب اندر

گر بوسہ زلعلِ لب معشوق مرا بخشد — زیباست زکوٰۃِ حسن در حدِّ نصاب اندر

از گفتۂ من دشمن باشد بہ تب و تابے — چوں میّت زندیقے افتد بعذاب اندر

ترسم نہ شود صرفِ اشعارِ طرب افزا — صد نکتہ کہ می دارم در رائے صواب اندر
سرشارم و ہشیارم۔ چوں صوفی سرحلقہ — باکارم و بے کارم چوں چشم بخواب اندر
صد قافیہ می دارند زیں رو غنی و حسرت — تا من چہ زنم حرفے حالا بہ جواب اندر

بیچارہ مزمّل را ارشادِ غنی دارد
در فکرِ غزل گفتن چوں پا بہ رکاب اندر

---

(۲۵)

ز — گیسوئے دلبرِ من مشک فشان ست ہنوز — اندریں سلسلہ صد بستہ نہان ست ہنوز
دل گرفتارِ خمِ زلف بتان ست ہنوز — واں دراں سلسلہ دیوانہ ہمان ست ہنوز
مردم از کش مکشِ ہجر بہ تحقیق مگر — دل بامید وصالِ تو تپان ست ہنوز
استخوانم سگِ تو خاید و زاں خرسندم — کہ زمن بر درِ تو نام و نشان ست ہنوز
جگرم سوخت مگر مہرِ تو در دل باقی ست — خاک شد دیدہ ولیکن نگران ست ہنوز
کشتۂ عشق شدن عینِ حیاتِ ابدی است — قصۂ لیلی و مجنوں بہ جہان ست ہنوز
پا مکش از سرِ نعشِ منِ مسکیں قاتل — کہ بجانان نگراں دیدۂ جان ست ہنوز
ز پئے قتلِ منت حاجتِ تشہیر چہ بود — کہ سگِ کوئے توام پاپے کشان ست ہنوز
سالہا شد کہ مرا بال و پرِ ولولہ ریخت — لیک بریادِ تو دل را طیران ست ہنوز
یک نگاہت بدلِ مردۂ من جاں بخشد — للہ الحمد کہ ام بخت جوان ست ہنوز
کعبہ ہا گشتہ ام و صومعہ ہا گردیدم — دلِ من شیفتۂ پیرِ مغان ست ہنوز

بمزمّل چہ فرستاد غزل فرخندہ
تا چہا کرد کہ مسکیں بہ فغان ست ہنوز

---

(۲۶)

ل — بیا بشنو ز من افسانۂ دل — بچش یک جرعہ از خمخانۂ دل

دلِ من اے کہ عرشِ ذوالجلالی | بیارا از صفا کاشانۂ دل
نگہدار احترامِ قلبِ مومن[1] | حریمِ کعبہ باشد خانۂ دل
بہ راہِ پیچ در پیچِ صعوبات | بود ہادیِ من فرزانۂ دل
شود آسان ہزاراں کارِ دشوار | بہ سعیِ ہمّتِ مردانۂ دل
بیفتد تفرقہ در جمعِ اعدا | زپا مردیِ بے باکانۂ دل
ہزاراں آتشِ حسّادِ بدخواہ | بمیرد پیشِ یک خس خانۂ دل
بسوزاند دلِ اعدائے بدبخت | شرار و جوشِ آتش خانۂ دل
دلِ من راز دان و راز جوئے ست | ہمہ دان ست ایں دیوانۂ دل

مزمّل چند چوں سنجر بخوانی
بہ حسرت[2] نالۂ مستانۂ دل

(۲۷)

گرچہ من پیر و نحیف و ناتوان و خستہ ام | دل نشیں باشد ولے ہر مصرعہ برجستہ ام
فیض یابم از دبستانِ کمالِ سنجری | ہست افسوں در کلامِ شستہ و شائستہ ام
از گلستانِ مضامینم شود تازہ مشام | در نگاہِ قدر دانانِ سخن گلدستہ ام
بارِ عصیاں بر سرست و قلبِ بریاں در بغل | یا الٰہی رحم فرما بر وجودِ خستہ ام

از تہی دستی نباشد شکوۂ ہرگز مرا
نقشِ مزمّل بہ بازو از ارادت بستہ ام

(۲۸)

شمارِ شوق ندانم حساب را چہ کنم | دماغِ بحث ندارم کتاب را چہ کنم
بوقتِ ہجرِ تو عہدِ شباب را چہ کنم | بروزِ وصل ندانم حجاب را چہ کنم
بتابِ روئے نکو آفتاب را چہ کنم | ببوئے سنبلِ مو خود گلاب را چہ کنم

---

[1] "قلب المومن عرش اللہ" (حدیث نبوی) مرتب

[2] مراد حضرت حسرتؔ شروانی مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں الملقب بہ نواب صدر یار جنگ
مرتب

فغاں کہ جانِ دلم سوخت عشقِ عشوہ گرش     ازاں سپس خرد و خورد و خواب را چہ کنم
بمہر و قہر تو کارم فتادہ است دگر     ثواب را چہ کنم یا عذاب را چہ کنم
مرا خلوص بہ پیرِ مغاں بود ز قدیم     جنابِ شیخ مشیخت مآب را چہ کنم
مرادِ من ز لبِ لعل و دُرِّ دندان ست     بگو کہ بُسَّد و دُرِّ خوشاب را چہ کنم
عمل بگفتۂ ناصح تواں نمود اما     تپیدنِ دلِ خانہ خراب را چہ کنم
بصد ہزار مشقت تواں رسید بدوست     نقاب را چہ کنم سدِّ باب را چہ کنم

غزل چو حضرتِ حسرت نمی تو انم گفت
مزملا ہوسِ انتخاب را چہ کنم

(۲۹)

تیغِ ابرو بر منِ مسکین نباید آختن     بستۂ ہیچون منے را خویش بود نبواختن
آرمیدن می نخواہم من بجنّات النعیم     بس ہمی خواہم کہ اندر کوئے تو سر باختن
شد کمیتم لنگ و سینہ تنگ و عقل و ہوش دنگ     دور منزل کار مشکل تیند نتواں تاختن
می توانم ساختن با زہرِ مار و نیشِ خار     با رقیبِ زشت خو واللہ نتواں ساختن
با رقیباں مہر ورزد با حبیباں مہر جو     کار ہر کس نیست آرے آدمی بشناختن
عشق اگر خواہی بدریاے مذلت غوطہ زن     ورنہ کے زیبد کہ خود را در بلا انداختن

اے مزمل یابی چوں در حریم کوی دوست
بایدت از عقل و ہنگ و ہوش دل پرداختن

بتاریخ ۳ ستمبر در راہ علی گڑھ از سفر

---

بتاریخ دہم مئی ۱۹۱۰ء یوم عرس خاکسار بمقام ڈھولنہ محمد احمد سعید خاں صاحب رئیس دادوں کہ ذوق صوفیانہ و عقیدت بحضرات چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم دارند طرح ذیل باین حقیر دادہ فرمائش کردند کہ اگر چیزے دریں گفتہ شود خوب است ۔ جرأت کردم و

پا از اندازہ بیروں نہادم متوکلاً علیٰ فضل اللہ العلیم۔

حضرت واقف لاہوری فرماید ؎

صد غنچہ بشگفت الآ دلِ من　　اے وا دلِ من صد وا دلِ من

عرض مشود

از دستِ جاناں رسوا دلِ من (۳۰) غارت دلِ من یغما دلِ من

چیزے کہ جویم یا ہم دریں دل　　دنیا دلِ من عقبےٰ دلِ من

از خویشتن رست با دوست پیوست　　زیرک دلِ من دانا دلِ من

از تارِ زلفش زنّار بستہ　　ہندو دلِ من ترسا دلِ من

در بحرِ عشق و در باغ حسنش　　لولو دلِ من لالہ دلِ من

بر روئے و موئے آں شاہِ خوباں　　والہ دلِ من شیدا دلِ من

یاقوت و گوہر باشد بہر سو　　معدن دلِ من دریا دلِ من

گر آرزوئے وصلِ تو دارد　　ہرگز نلاید بیجا دلِ من

از بہر جور و ظلمِ تو باشد　　ملجا دلِ من ماوا دلِ من

اندر شعاعِ شمسِ جمالت　　صد رنگ آرد حربا دلِ من

وقت نظارہ تا سیر بینم　　یا رب بماند بر جا دلِ من

بہر نثارِ پائے محمدؐ　　اے کاش بودے صدہا دلِ من

یا رب دمِ نزع بر مدح احمدؐ　　باشوق باشد گویا دلِ من

یک با غنی دادے یک بہ سنجر　　گر کاش بودے جوزا دلِ من

ہست از رحیقِ عرفاں لبالب　　ساغر دلِ من مینا دلِ من

در بزمِ قالِ سلطانِ اجمیر　　با مرغِ بسمل مانا دلِ من

مزمل آخر تا چند باشد　　با یاس و حرماں پویا دلِ من

(۳۱)

این دلِ بیچارہ روزے ممتحن خواہد شدن — از گدازِ نالہ شمعِ انجمن خواہد شدن

اے دلِ بیہودہ بیں جانت ز تن خواہد شدن — جسمت اندر گور آخر مرتہن خواہد شدن

گر بمیری در بیاباں رستہ از قیدِ وطن — بارک اللہ فارغ از بارِ کفن خواہد شدن

در بیاباں ہا صبا بر دوش گیرد خاکِ تو — بے نیاز از غمزہای گورکن خواہد شدن

فخرِ بیہودہ مکن بر زورِ بازوے قوی — ایں تنِ بالیدات روزے کہن خواہد شدن

مرگ باشد ناگزیر از دستِ غم آزاد شو — خاکہا بر فرقِ شیخ و برہمن خواہد شدن

تا بکے باشی بفکرِ اطلس و دیبا و خز — فکرِ روزے کن کہ خاکت پیرہن خواہد شدن

اے مزمّل نعمتِ دنیا نباشد جز فریب
ہر تفرّج گاہِ تو بیت الحزن خواہد شدن

(۳۲)

ازیں رو می کشم آہِ رسا آہستہ آہستہ — نگارِ من شود تا آشنا آہستہ آہستہ

پیاپے دہ لبالب دہ بمن ساقی ز جامِ مے — کہ فصلِ گل بکام ست و صبا آہستہ آہستہ

جوانستم مکن از شغلِ مے منعم کہ اے واعظ — بہ پیری می تواں شد پارسا آہستہ آہستہ

بکوے یار شوقم می برد پویا بصد سرعت — ادب گوید "الا بگزار پا آہستہ آہستہ"

خدارا زود آرید آں مسیحا دم طبیبم را — کہ جانم می شود از تن جدا آہستہ آہستہ

بتِ سنگیں دلم تیرِ نظر از ترکشِ مژگاں — کند بر بسملِ جانم رہا آہستہ آہستہ

ز نفرت شوخِ من بگزشت رغبت را ہویدا شد — بفضلِ اللہ یابم مدعا آہستہ آہستہ

گہے نخچیر و چوگاں باز و برق انداز و صحرائی — گہے در گلستاں با دلربا آہستہ آہستہ

مزمّل وقتِ فرصت گاہ گاہے شعر می گوید
ترقی می کند فکرِ رسا آہستہ آہستہ

---

ملاحظہ: ایں غزل را گاہ گاہے نواب صاحب مرحوم و مغفور برائے اربابِ ذوق و ہم نشیناں باشوق می خواند بطورے کہ آواز خود را آہستگی منتقل و جسم را در رنگِ مجسّم می نمود و لطفِ سخن را بمدارج می افزود

مرتب

ی

غزل کہ بر طرح مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب حسرت گفتہ شدہ

اے قدِ تو رشکِ سروِ کشمری (۳۳) سنبل از زلفت بجوید برتری

اے جبینت ماہ ابرویت ہلال — عارضِ تو رشکِ شمعِ خاوری

بوسۂ خواہم زنقشِ پاے تو — گر نصیبِ من نماید یاوری

صد ہزاراں عشوہ دارد شوخِ من — یک نباشد زاں بہ کیشِ کافری

استخوانِ من ازیں خواہد گداخت — شورشِ عشقش نباشد سرسری

زاہد از پیری ندارد تابِ عشق — ”عصمتِ بی بی است از بے چادری“

عشق جاں بخش ست چوں آبِ حیات — اے سکندر تا کجا پے می بری

کیش و آئینے نداند عشقِ دوست — نہ موحد باشد و نہ نیچری

آں پریشاں می کند ایں جاں دہد — شورِ عشقش خوش ز شورِ محشری

موے بہرِ جنونم خاص نیست — نزدِ شش یکساں ست جن و جنوری

شعر گفتن گوہرِ جاں سفتن ست — ایں نہ نجاری ست نے آہنگری

سخت حیرانم من از اشغالِ خود — کہ زمینداری کنم یا شاعری

من نمی دانم عروض و قافیہ — شعر می گویم بہ از شکر تری

نظمِ من فہمد نہ ہر شوریدہ سر — ”قدرِ گوہر خوب داند جوہری“

ایں غزل از حکمِ حسرت گفتہ ام
اے مزمل گو مفر از چاکری

ملاحظہ شد
نجم طہرانی

[illegible]

---

سلہ آغاے موصوف ہر شعر ایں غزل را ص فرمودہ خدا داند کہ با غزل طرحی چہ معاملہ کرد۔ ”الفضل للمتقدم“ ۔ مرتب

# قصیده

(۱)

می سزد امروز گر سر بر فرازم تا سما — یا بیارم بر بفخرِ خویشتن حق را گوا
زیبد ار خود را شمارم کامگار و کامیاب — بر کشم از خوبیِ طالع نوائے جاں فزا
فی المثل خود را اگر گویم کہ من شاعر شدم — بے دلیل البتہ ایں دعوی کجا باشد روا
زانکہ دارائے خصائل کردہ تا من مرحمت — زانکہ سرخیلِ افاضل کردہ بر من اعتنا
حضرتِ عبدالغنی خاں فاضلِ عالی مقام — شاعرِ شیوا بیان و صاحبِ علم و ذکا
اوستادِ فیض بخش و فیض بخشِ مہرباں — مہرباں کامراں و کامرانِ با عطا
بر کمالِ او کمالِ علمِ او باشد دلیل — بر کلامِ پاک او علمِ کلامش زد صلا
ذاتِ پاکش را ستائش کے سزد از چوں منے — گنگ را شاید نیارد مدح ذاتِ کبریا
مختصر امروز آں حضرت کلامِ خویش را — نزدِ من ارسال فرمودہ باشفاق و ولا
جوششِ احسانش بجانِ ناتوانم در گرفت — دست بردم بر قلم تا شکرِ او سازم ادا
فی البدیہہ شعرہائے چند را آراستم — گرچہ باشد جملگی بے معنی و لغو و خطا
پیشِ استاداں غلط گفتن بلے فخرِ من ست — تا کہ از اصلاحِ شاں گردم بمطلب آشنا
کارہا بسیار و وقتِ تنگ و جانِ بے ہنر — از گلیمِ خویش پا بیروں منہ عزّ و علا
با دعائے خواجہ گوشِ ہوش کن الہامِ قدس — ہاتفِ غیبی بود مصروفِ آمین و دعا
رحمتِ حق باد بر خواجہ جہاں اندر جہاں — باد قائم ذاتِ او با صد ہزاراں اعتلا

من بہ شغلِ وصفِ او باشم ہمیشہ تر زباں
او بہ شغلِ شکرِ حق باشد ز تسلیم و رضا

(۲)

مرحبا اے ہم نشیں بادہ بیا مرحبا — الصلا اے مہ جبینِ مہر سیما الصلا
شاد باش و خوش نشیں و بادہ پیما دمبدم — ساز برکن نغمہ سرکن بر ترنم لب کشا

بوسۂ بخش و مرا می دہ کہ بس تشنہ لبم — تا کہ جانِ تازہ ام بر تن دمد سرتا بپا

تو ز من خورسند باشی من ز وصلت شادکام — تو بہ شغلِ بادہ باشی من ز حسنت جاں فزا

از سرور بادہ مست و فارغ از فکر جہاں — شکر احسانِ شفیقے مہرباں سازم ادا

مہربانے کز کمالِ لطف و اشفاق و وداد — ۱ کرد تاریخے بہ من ارسال خوب و بے بہا

تازہ تاریخے چو تقویم مجسطے مستند — ۲ علم معنی را دلیل و طالباں را رہنما

مختصر چوں عمر بدخواہش رواں چوں طبع من — ۳ پاک از حشو و زوائد چوں دلِ من بے ریا

شانِ الفاظش رفیع و شرح معانیش وسیع — ۴ نظم و ترتیبش صحیح و باصواب و بے خطا

خالی از اغلاق و اہمال ست و سہلِ ممتنع — ۵ پر ز اقسامِ نفائس ہمچو خوانِ اغنیا

با دو بیت و چار مصراعش ازاں ترتیب کرد — ۶ شاعرِ شیوا بیاں یعنی جنابِ[۱] ارتضا

تا بود ایما کہ دو عالم نہان و آشکار — ۷ یافت از اربع عناصر انتظام و ابتدا

یا کہ خود بعد از خدا و احمدؐ اندر ہر دو کون — چار یارِ مصطفیٰؐ[رض] ہستند ما را پیشوا

یا مگر زیں رو کہ ارکانِ شریعت چار امام — ۸ متبع ہستند با پیغمبرِ دین ہدٰی

یا مگر زیں رو کہ ہر دو یعنی آں دانا و من — ۹ چار وصف و چار ذم داریم فاش و برملا

آں بود دانا و عاقل کامل و شیریں سخن[۲] — ۱۰ من عجول و عاصی و بے علم محض و ژاژخا

جانِ من از بہر جنبید و سنش کردم گسل — از کمالِ شوق و از راہِ خلوص ایں شعرہا

گرچہ مقبول خرد نبود کہ یک بے مایہ — از لپشیزِ کہنہ آرد ہدیۂ پیشِ کیا

لیک دارم قصۂ در یاد از تاریخ مصر — با کلافے زالکی کرد یوسفؑ اشترا

او چو یوسفؑ با جمال و باکمال ست و امیں — شعرِ من ہمچوں کلاف و من چو زالِ بینوا

گر شود مقبول طبعش ایں متاع کاسدم — منتش بر جانِ من روحی باحسانش فدا

ور شود مردود ایں جنسِ بخیص و بس رخیص — شکوہ بیجا نگویم زانکہ رو باشد سزا

مختصر در ہر دو حالت حالت رد و قبول — شیوہ ات باشد و نعارہ و مدح لیس مز قلا

[۱] با سرطار [illegible] علی مرتضیٰ [illegible]
[۲] [illegible]

دستِ خود بہرِ دعا بعدِ ثنا بفراز و ہاں قلؔ[1] از زبانِ خویش گویا شو کہ یارب العلا

انّنی عبدٌ ظلومٌ انت غفّار الذّنوب ۱ فیك توفیقی الیك الخیرُ منك الاهتدا

کن باحسانٍ وانعامٍ ومنٍّ بعد فضل ۲ لاتکن بالقہر من عبدك محمّد ارتضا

امنکن فی قلبنا حب النبی الہاشمی ۳ اختتم بالخیر والرضوان فی حین القضا

اشتعل فی قبرنا من نورِ وجہ المصطفیٰ

اجرنا خیراً بیومٍ انت تقضی بالجزا

(۳)

نسیمِ عیش می وزد پس از صد انتظار ہا الا کہ دورِ غم گزشت و وقتِ انتشار ہا

خروشِ و جوشِ و ہائے و ہو کنند می گسار ہا سرور و وجد و خرمی نصیبِ ہوشیار ہا

غرضکہ وقفِ عشرت ست شہر ہا و دار ہا

نہ شہر ہا کہ دہر ہا نہ دار ہا دیار ہا

زہر طرف کہ بگزری صدائے نغمہ بشنوی بہ ہر مکاں کہ بنگری نگار خانہ بشمری

چمن بصورتِ پری سمن بشانِ دلبری بسر کلاہِ خاوری بہ بر قبائے بختری

ستادہ سروِ کشمری بطرفِ جوئبار ہا

چمن بہل بہ یک طرف بہ دشت و کوہسار بیں زکارِ باغباں گزر بہ صنع کردگار بیں

بہ ہر شجر ہزار گل بہ ہر گلے ہزار بیں ہزار را ز جوشِ عشق مست و بیقرار بیں

چگونہ رقص می کند بفرقِ شاخسار ہا

---

[1] حضرت آغا اشعار دہ گانہ نشان زدہ را ص فرمود "تلك عشرة کاملة" و چار گانہ آخر را بسیار خوب نگاشت " منہا اربعۃ حرم" مرتّب

ہوائے دشتِ عنبریں فضائے کوہ دل نشیں — بساطِ سبزہ بر زمیں خنک چو فردِ ریشمیں
رخِ زمیں زمرّدیں حریرِ چیں بساطِ ایں — نگار و نقش بر جبیں ز نسترن ز یاسمیں
خوش از ہزار باغِ خلد طرفِ مرغزار ہا
مے کہ غم برد ز دل ز سر برد خمار ہا

بمن ہزار حیف اگر دریں زمانِ خوب تر — بمدحِ یارِ نامور زکانِ طبعِ پُر ہنر
نثار ہا نیاورم ز شعر ہائے چوں گہر — بہائے شعر ہائے من خراجِ چین و کاشغر
ہزار چین و کاشغر نثارِ فرقِ یار ہا

ازیں چہ خوش نصیبِ من کہ یارِ من حبیبِ من[1] — عزیزِ من قریبِ من ادیبِ من اریبِ من
بہ درد و غم طبیبِ من پناہم از رقیبِ من — ز دشمناں حسیبِ من بہ دوستاں لبیبِ من
سزاست بر محبتش مرا صد افتخار ہا

فقط مرا نہ فخر ہاست بر نیاز مندیش — زمانہ فخر می کند بہ بخت و ارجمندیش
سرِ بلند و بارگاہ نگوں بہ سر بلندیش — منظم ست عالمے ز عدل و حق پسندیش        عقل
ز ملکِ ہند تا دکن ہزار جاں نثار ہا

خطابِ صدر یار جنگ دلیر و چیرہ چوں پلنگ — بہ جبر و جنگ چوں نہنگ بہ کار بذہی پشنگ
امیرِ ذی شعور و ہنگ رئیس با وقار و ننگ — ز علم تو زمانہ دنگ زدی بذیلِ کعبہ چنگ
ز ندوہ و ز کانفرنس ز شکریست بار ہا

منم برادرِ ہمیں معرّفِ تو اوّلیں — چکد ز کلکم انگبیں بمدحِ تو زآن و ایں
تو بہ مہرِ من کنی یقیں ہنر قلّ ست و نہ آفریں — چہ بود مصیبتے بیش ازیں منم از تغافلِ تو غمیں
کہ بہ یار ہا بدیار ہا نکند ایں ہمہ کار ہا

[illegible]

---

[1] مولٰنا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خاں — مرتب

(۴)

ت

خواجہ سر[1] ہار کورٹ بٹلر ہست — کہ بفضلِ خدا گورنر ہست

عالم و فاضل و[2] ادیب و عقیل — بر سرِ اہلِ علم افسر ہست

ہمہ ارکانِ کالج اند نجوم — پیٹرن ہمچو ماہِ انور ہست

صاحبِ عزم و سطوت و اقبال — ہر کجا ہست او موقّر ہست

خوبصورت خلیق و خوش اطوار — دولتش رام و بخت یاور ہست

این نہ گوید مگر ہماں کہ کند — بکند آنکہ خوب و خوشتر ہست

انچہ گفتم دریں مبالغہ نیست — سخنم نزدِ عقل باور ہست

آمد و لطف[3] کرد بر کالج — دلِ اسلامیاں مسخر ہست

کرد اصغائے عرضِ حالِ زما — گفتہ است انچہ خوب و خوشتر ہست

الغرض گفت و گو تمام شدہ است — شکرِ نعمت ہنوز مضمر ہست

کیسۂ رندِ قوم خالی بود — از عطائے تو می بساغر ہست

ہاں بگویم دعائے دولتِ شاہ — جارج پنجم کہ بندہ پرور ہست

تا جہان ست شاہِ ما ماند — آنکہ بر بحر و بر مظفّر ہست

لطفِ شہ باد بر گورنرِ ما — این دعا از مؤمّل اکثر ہست

ہیچ دانی کہ کیست مؤمّل

پیشِ سرکار و قوم چاکر ہست

---

[1] آخرین لفٹنٹ گورنران و اوّلین گورنران صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کہ دو بار بر گورنری این صوبجات دو بار بر گورنری بہما فائز شد مرتب [2] ایم اے او کالج علی گڑھ مرتب

(۵)

آصفی آنکه در ولایتِ شعر — حکمران ست و مقتدیٰ باشد
نام نامیش عبدِ جبار است — منکسر بندهٔ خدا باشد
آنکه در این زمانِ تاریکی — دیدهٔ علم را ضیا باشد
آنکه در این زمانِ بے ہنری — ادب آموزِ اذکیا باشد
آنکه در این زمانِ بے خبری — واقفِ رازِ ماسوا باشد
آنکه در این زمانِ بے علمی — عالمِ شرعِ مصطفیٰ باشد
آنکه در این زمانِ گمراہی — سالکِ مسلکِ رضا باشد
آنکه نظمش نظام را محبوب — نثر مقبولِ پادشا باشد
در بلادِ علوم و بحرِ فنون — رہنما ہست و ناخدا باشد
شعرِ غرااش سکّه بر زرِ نظم — طبعِ والااش نکته زا باشد
سخنش نسخهٔ شفاے صدور — علّتِ جهل را دوا باشد
برسد بر لطافتِ سخنش — ہر که زین فن آشنا باشد
شهره اش از شمال تا به جنوب — ہر کجا باشد آن بجا باشد
رام پور ست مولد و وطنش — حیدرآباد متّکا باشد
به مزمّل که از خزینهٔ علم — ق مفلسِ محض و بے نوا باشد
بفرستاد گنجِ تصنیفات — طرفه گنجے که بے بہا باشد
نثرِ او خوب و نظم خوب ترست — خرد افروز و جاں فزا باشد

لفظِ او از معانیش روشن — ذہنِ نقّاد را جلا باشد
بیتِ او از شکوہِ الفاظش — طبعِ وقّاد را اصلا باشد
فقرۂ نثرِ او فصیح و بلیغ — دفترِ فضل و ارتقا باشد
این ہم از فیضِ او بود کہ مرا — سوے این نظم اعتنا باشد
شکر واجب بود بذمّۂ من — طبعِ من گرچہ نارسا باشد
گفتہ ام زود زود این اشعار — فرصتِ فکرم از کجا باشد
اے مزمّل گزر ز طولِ کلام — ختمِ نظمِ تو بر دعا باشد
لطفِ شاہِ دکن بفضلِ الٰہ — بر تو ہر صبح و ہر مسا باشد
ہر مرادے کہ ہست در دلِ تو — نارسیدہ بہ لب روا باشد

حشرِ تو باد با رسولِ کریم
بر تو انعامِ کبریا باشد

بسمہ تعالیٰ شانہ،

(در تہنیت سال نو ۱۹۱۹ء)

(۶)

سالِ نو آمدہ ۔ بسیار مبارک باشد — بہ رعایا و بہ سرکار مبارک باشد
بہ شہنشاہِ فلک جاہ سلیمان درگاہ[1] — نصرتِ ایزدِ غفّار مبارک باشد
فتح در ساریِ افواجِ دلیرِ شاہی — صلحِ[1] این سالِ سزاوار مبارک باشد
بہ امیرِ خرد آگاہ جنابِ میرس[2] — دولتِ طالعِ بیدار مبارک باشد
پسرش باد ز انعامِ خدا مالامال — علم و دانائی و ایثار مبارک باشد

بہ مزمّل بود از میرسِ ذی رتبہ کرم
خواجہ را رحمتِ دادار مبارک باشد

[1] صلح نامۂ ورسائی ۱۸ جون ۱۹۱۹ء کہ جنگ عظیم باختتام آمدہ بود ۱۲ مرتب

[2] سر ولیم میرس کہ بزمانے در علی گڑھ کلکٹر بود ۔ بعد ازاں بمراتب جلیلہ مختلفہ فائز شد و بعد از گورنری آسام گورنر صوبجات ما گشت ... گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ از ترتیب و تدوین اوست ۔ فارسی ہم می دانست ۔ مرتب

بسم اللہ المغیث والمعین تبارک و تعالیٰ شانہٗ

(۷)

سالِ نو آمد و ایں سال مبارک باشد
ہمہ وقت و بہر حال مبارک باشد

بہ شہنشاہِ جواں بخت و جواں دولت و سال
شوکت و حشمت و اجلال مبارک باشد

فتح[1] مردانۂ افواجِ شہنشاہ بہ پار
صلحِ[2] فرزانہ امسال مبارک باشد

عزت و دولت و آسودگی و امن و اماں
بہ رعایاؤ بہ عمّال مبارک باشد

بہ ہملٹن[3] کہ بود ملٹنِ ثانی بہ علوم
فضل و ادارِ ذوالافضال مبارک باشد

طالعش رو بہ ترقّی بود و بخت بہ کام
نعمتِ صحتِ احوال مبارک باشد

خوشی و خورّمی و شادی و آبادی و عیش
بیش زا مانی و آمال مبارک باشد

ذوق و شوقِ سخنِ پارسیش میموں باد
ہم بہ آغای خوش اشغال مبارک باشد

بہ مزمّل بود الطاف ہملٹن شایاں
خواجہ را دولت و اقبال مبارک باشد

ابتدای ۲۵ر دسمبر ۱۹۱۸ء اختتام ۲۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ کہ از غایت خلوص و محبّت بمدحِ دوستِ یک رنگ و محب با فرو فرہنگ
چودھری محمد حمید اللہ خاں صاحب رئیس سہاور ضلع ایٹہ گفتہ شد از تاریخ

---

[1] مراد از جنگِ عظیم ۱۹۱۴-۱۸ء مرتّب [2] مراد از صلح وارسائی ۱۹۱۹ء مرتّب
[3] در علی گڑھ جنٹ مجسٹریٹ بود۔ بفارسی ذوق وافر می داشت مرتّب

(۲۸ مئی ۱۹۰۱ء وقت سہ پہر شروع کردہ بتاریخ ۲ جون ۱۹۰۱ء وقت سہ پہر تمام کردہ شد)

(۸)

مزمّل را بجز حسرت[۱] کسے گر مہرباں باشد / جواں بخت و جواں دولت حمید اللہ خاں[۲] باشد

تعالیٰ شانہ الباری چہ نام ست ایں کہ جانم را / چو اسم اعظم یزداں ہمانا حرز جاں باشد

مرا فخر ست بر مدحش کہ فخر دودماں ست او / چہ فخر دودماں باشد کہ فخر انس و جاں باشد

چہ گویم از صفات ذات والایش کہ البتّہ / ز صد یک گفتنم مشکل گرم یک صد زباں باشد

مگر فرض ست بر من شکر احسان ولائے او / بیارایم صف معنی کہ کلکم در بیاں باشد

ز توصیفش چہا گویم چو نتوانم چرا گویم / مثالے برملا گویم عیاں را چہ بیاں باشد

زمانہ طرز و آئین نوی بست ست و معذورم / وگرنہ من ظہیری باشم و او ارسلاں باشد

روم بر عتبۂ والا بخوانم چامۂ غرّا / بتوصیف و ثنائے او زبانم دُرفشاں باشد

ز کوس مدح او آواز برخیزد چو برگردد / سہا و مرکز او محور ش ہندوستاں باشد

بہ شوق مدح و تعریفش ز حسن اعتقاد من / مرا وجدے شود طاری کہ ہر مویم زباں باشد

کنم انشاد تازہ مطلعے در شان ممدوحے / کہ از ذکرش بجسمم جان و جانم را تواں باشد

الا ممدوح من در باغ خوبی باغباں باشد

بہ میدان وغا پیل دماں شیر ژیاں باشد

بہ بزم دوستانش نیک دل یابی چو یعقوب[ع] / بہ صبر ایوب[ع] باشد موسیٰ[ع] معجز نشاں باشد

بہ پیش ذکر رایش رائے افلاطوں خجل گردد / بگاہ وصف جاہش جاہ افریدوں گماں باشد

---

[۱] مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی

[۲] [illegible]

[۵۲] نقل فقرہ تحریر ممدوح :

"جو کچھ آں جناب نے تحریر فرمایا وہ آنجناب کی شایان شان تھا ورنہ میرے حسب حال توفی الواقع اس طرح پر ہے کہ ؎

دریں عالم مزمّل را کسے گر مدح خواں باشد

نگوں بخت و زبوں دولت حمید بے نشاں باشد"

(تحریر ۳۰ جون ۱۹۲۶ء - پرچہ تراشیدہ از خط چودھری محمد حمید اللہ خاں صاحب ممدوح - مزمل اللہ - ۲ جولائی ۱۹۲۶ء)

بهنگامِ گهربخشی بوقتِ مسند آرائی
چو بحرش آستین و آسمانش آستان باشد

یلی چون رستم و گردی چو گیو و مرد چون بهمن
ولیکن این عیان آن داستانِ باستان باشد

بپشتِ زین چو بنشیند فروغ از برق برچیند
گهی نخچیر چون بهرام در دشتش ستان باشد

بفر و حشمت و شوکت بطغرل همرکاب آید
بجود و دولت و ثروت بسنجر هم‌عنان باشد

اگر گیرد بهنگامِ ستیزه تیغ برق افگن
بدشمن نارسیده سینه‌اش از غم تپان باشد

بگاهِ بزمِ جمشیدی فروزان همچو خورشیدی
بتختِ بخت و دولت اردشیرِ بابکان باشد

برای اجتماعِ قوم گر مندیل گرداند
تعالی الله که مندیلش درفشِ کاویان باشد

مبارک منزلش باشد بهر یک بخت وا ژونی
برای هر ستم دیده بلی دار الامان باشد

مکانِ او جهانِ او جهانِ او مکانِ او
عجب عالی مکان باشد سلیمانِ زمان باشد

چو فردوسی سخن پرور چو سعدی زبان آور
چو قاآنی و خسرو ماهر و شیرین بیان باشد

اگر سقراط و بقراط است و گر لقمان و بن مقنع
بوقتِ ذکرِ رایش جمله را عقد اللسان باشد

ز حاتم در سخا اولیٰ ز نعمان در کرم اعلیٰ
نصیبش از همه بالا که او را میهمان باشد

تو بی‌مثلی و یکتائی تو بی‌مانند و همتائی
چه از وصفِ سخن رانم چه بهمان و فلان باشد

مرا عمری ست تا مهرِ تو مهرِ جان و دل دارم
مرا فرضی ست تا ذکرِ تو ام وردِ زبان باشد

شدم سی سال و شش بالا که جز مهرت نیم کالا
برین کالا دلم شیدا مرا خورسند جان باشد

ز ایامی که هر دو طفلها بودیم تا اینک
من و یزدان که حبّت راحتِ روحِ روان باشد

محبتها و الفتها و صحبتها بفرصتها
میانِ ما همی رفتی که ذکرش داستان باشد

مرا با تست نسبتها چه نسبت نسبتِ ادنیٰ
که ذکرِ برخی از آنها طرازِ داستان باشد

تو گر از پارسی و تازی آخر بهره ور گشتی
الوش خوانِ استادان مرا هم قوتِ جان باشد

تو وقتی داشتی ذوقی به علمِ حرفِ انگریزی
مرا هم خوب تر شوقی بانگریزی زبان باشد

تو گه گه نظم می‌گفتی چو می‌گفتی گهر سفتی
ز من امروز هیکلپور رشکِ اصفهان باشد

تو مرد قادر اندازی بہ بزمِ صید ممتازی
مرا ہم نیک می دانی بفرصت شغلِ آں باشد

ترا محبوب باشد گر حبیب[1] آں صدرِ دانشور
مرا ہم باہمہ حسرت[2] نیازش بیکراں باشد

ترا پیرِ طریقت[3] بود پیر و مرشدِ برحق
کہ روحِ پاک والایش بہ گلگشتِ جناں باشد

بحمد اللہ کہ ایں سنّی و حنفی نقشبندی را
ازاں حضرت ز بیعت نقشِ ایمانی بجاں باشد

مرا یک نسبتے تازہ بدست افتاد و خوش آمد
کہ ایمایم ازاں نسبت بسوئے ڈھولناں[4] باشد

ز نسبتہا کہ من گفتم مجازاً با تو پیوستم
خداوندا کہ گر جزئے حقیقت درمیاں باشد

فقط ایں قدر می دانم تو دانا بندہ نادانم
باقلیمے کہ شاہی تو گدا ایں خستہ جاں باشد

تو گر خورشید سیمائی منم چوں ذرّات شیدا
گرش خورشید بنوازد فروغِ خاکداں باشد

مہا، میرا، خردمندا، جوانا، بخت بیدارا
مزمّل عرضکے دارد اگر اصغائے آں باشد

قدم رنجہ کن وانیجا بیا و لطف برمن کن
کہ دہقاں آبرو دارد چو شاہش میہماں باشد

بقولِ شیخ شیرازی شود دہقاں ازیں اضحی
کند با خور ہم انبازی مگر شہ ہمچناں باشد

مزمّل تا کجا حسرت غنیمت می شمر فرصت
خیالِ مقدمش راحت دہِ عالیش بر زباں باشد

الٰہی عزّت و اقبال و دولت را قریں باشی
ز ماہ و مہر برجِ طالعت را اقتراں باشد

خدایا دولت و اموالِ دنیا بخش و دیں بخشش
عطا اولادِ صالح کن دلِ او شادماں باشد

خداوندا کرامت کن بادپوری کہ چوں یوسف
چراغِ خاندانِ سعدِ نوراللہ[5] خاں باشد

الا در سایۂ بال و پرِ روح الامیں باشی
نگہبانت خدا مانَد ز حسّادت اماں باشد

فلاحِ ہر دو عالم باتو و بر دوستانِ تو
پشیمانی و حیرانی نصیبِ دشمناں باشد

بہ دنیا کامراں باشی بہ عقبیٰ شادماں باشی
ضیاءِ ملّتِ بیضا دلیلِ کارواں باشد

[illegible]

---

[1] مولوی حبیب الرحمن خاں شروانی نواب صدر یار جنگ مرتب [2] کنایۂ بلیغ بلکہ ابلغ بہ تخلص حسرت شروانی (ھم)
[3] حضرت شاہ عبد الغفور خاں علیہ الرحمۃ شاہ جہاں پوری مرتب [4] مادح و ممدوح ہر دو را در موضع ڈھولنہ ضلع ایٹہ قرابتِ صہریہ بود و زنانِ ہر دو از یک پدر و مادر بودند مرتب [5] پدرِ ممدوح - نوراللہ مرقدہ سال فوت اوست ۱۹۱۰ء مرتب

(۹)

پیامِ برق زنوّابِ[1] نامدار آمد
کہ قم مزمّل و غافل مشیں بہار آمد

بہ رام پور کہ دارالسرور ہست بیا
ترا بحضرتِ ما صدقِ بے شمار آمد

ازیں خبر بہ تنِ خستہ ام تواں برسید
بجانِ مضطرِ من زیں خبر قرار آمد

زجاے جستم و برخاستم دواں گشتم
زباں بہ کلمۂ لبّیک دُرّ نثار آمد

ہجومِ کار کہ زنجیرِ پاے آزادی ہست
پیم گرفت و مرا مانع از فرار آمد

گستہ بندِ علائق ز فرق ساختہ پا
دواں رسیدم و بر درگہش قرار آمد

ملاذِ عالم و محمودِ خلق حامد علی
کہ میر و سیّد و سردارِ کامگار آمد

بلے تو شاہِ جہاں صاحبِ قِران استی
گواہِ دعویم ایں حصنِ استوار آمد

عمارتش ہمہ کہنہ بناے تو ہمہ نو
ثناش قصّۂ وصفِ تو آشکار آمد

تبارک اللہ زنظم و زنسقِ مملکتت
رعیّتت ہمہ منقاد و جاں نثار آمد

بہ راے و علم و عمل حسنِ صورت و سیرت
کسے مثیل و نظیرت نہ زینہار آمد

مزمّلا ادب آموز و قدرِ خود بشناس
کجات حوصلۂ مدحِ شہریار آمد

دعا وظیفہ کن و عذرِ عجزِ خود می خواہ
اجابت از درِ حق بہرِ انتظار آمد

عطاے حضرتِ منّان بر تو بے پایاں
چناں کہ بذلِ تو بر خلق بے شمار آمد

رسول از تو بود راضی و معینِ تو باد
کہ حبِّ آلِ محمدؐ ترا شعار آمد

ہمیشہ قلبِ ہوا خواہِ تو بود ایمن
گلوے دشمنِ تو زیرِ ذوالفقار آمد

دو شب در بھیکم پور و قدرے درا ثناے راہ رام پور و باقی در رام پور جملہ

---

[1] مراد از ہز ہائی نس نواب حامد علی خاں بہادر والی رام پور۔ مرتب

بست و چہار ساعت جستہ جستہ موزوں کردم - ۱۳ / اپریل سنہ ۱۹۱۶ء مہمان خانہ رام پور پنج شنبہ -

---

(۱۰)

رسید مژدہ کہ گل سوئے گلستاں آمد — بہار آمد و گلزار گل فشاں آمد

ہوا لطیف و نظیف ست و عنبر افشاں ست — نوائے بلبل و قمری ز بوستاں آمد

بہ ہر کجا کہ روی شادی ہست و فرح و سرور — نوید خیر قدوم ز ہر مکاں آمد

زبس کہ شکر خدا ورد ہر زباں شدہ است — صدای نعم عبادی ز آسماں آمد

دریں میانہ ز ہاتف سبب بپرسیدم — ندا رسید کہ احمد سعید[۱] خاں آمد

سمی احمد مرسل سعید روز ازل — خطاب خان ز میراث لال خاں آمد

تو راجپوتی و از نسل شیر[۲] مردانی[۳] — بفوج شاہ ترا رتبہ کپتاں آمد

تبارک اللہ کہ ہستی تو حافظ قرآں — محافظ تو خداوند دو جہاں آمد

چھتاری ہست بہ نوابی تو فخر کناں — کہ چوں تو حضرت عالیش مرزباں آمد

منسٹری و سپش ہوم ممبری ہر دو — برائے ما ہمہ صد گونہ امتناں آمد

ز کے سی ایس آئی و کے سی آئی ای — ز ایم بی ای خطابات شایگاں آمد

گورنری بہ تو بخشید جارج پنجم ما — شہنشہے کہ بر آفاق حکمراں آمد

دگر ز ملک دگر - تو ز ملک ملک ما — ز تو تفاخر و اعزاز ہندیاں آمد

جمال و جاہ و جلال از جبین تو پیدا — ز حسن خلق تو در دہر داستاں آمد

۲ ہمارے مورث اعلیٰ شیر خاں
۳ ہمارے مورداراں علی خاں

---

[۱] بموقع ورود نواب حافظ احمد سعید خاں صاحب رئیس چھتاری در علی گڑھ بحیثیت گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ — مرتب

بہ ہندو و بہ مسلماں خلوصِ تو یکساں — بہ ہر کدام عنایاتِ بیکراں آمد
ز سادگیِ لباس و بہ سادگیِ مزاج — ثنا و وصفِ تو از پیر و از جواں آمد
ترا ز اچکن و پاجامہ و بہ سر تر بان — ہزار گونہ وقار و شکوہ و شاں آمد
بجاست فخرِ علی گڑھ کہ میزبانِ تو ہست — خوشا نصیب کسے کش تو میہماں آمد
ہزار شکر کہ اولادِ تو بفضلِ خدا — سعید آمدہ و فخرِ خانداں آمد
نعوذ باللہ ز کذب و تملّق و افراط — مرا فقط سخنِ راست بر زباں آمد
دعا بگویم و ختمِ کلام می خواہم — دعائے دوست پئے دوست حرزِ جاں آمد
تو زندہ باشی و خرسند و شادماں باشی — ز حادثاتِ زمانہ ترا اماں آمد
بہ نفعِ خلق بکوشی و مہرباں باشی — چناں کہ خالقِ تو بر تو مہرباں آمد
بہ شکرِ نعمتِ حق کوشی و بخدمتِ خلق — کسے کہ خادمِ خلق ست کامراں آمد
چناں بزی کہ ز جودِ تو خلق آسایند — چناں کہ جدِّ تو زر بخش و زرفشاں آمد
بہ حجِ کعبہ روی و زیارتِ طیبہ — کہ جلوہ گاہِ شہنشاہِ انس و جاں آمد

بورد سورۂ مزّمّل ار دعا بکنی
ز استجب لکم البتّہ اقتراں آمد

---

بسمہ تعالیٰ شانہ

(۱۱)

منوّر فلک تا بہ انجم بود — شہنشاہِ ما تا رج ینجم بود
بہ فرقِ ہوا خواہِ او تاجِ فخر — سرِ دشمن از دوشِ او گم بود
نصیبِ عدو بوریا و پلاس — برِ دوست سنجاب و قاقم بود
بہ ملکش ہمیشہ سکون و قرار — بہ اقلیمِ دشمن تلاطم بود
بہ بحر و بہ بر لشکرش فتح یاب — بہ افواجِ دشمن تصادم بود

بود قہر بر عسکرِ خصمِ او　　از ایزد بہ فوجش ترحّم بود
چو جولاں کند اسپ شہ در مصاف　　سرِ خصم پامالِ ہر سُم بود
بود خادمِ شاہِ ما عزّ و جاہ　　غلامش نشاط و تنعّم بود

مزمّل مدیحش بگوید بسے
ز نظمش جہاں پُر ترنم بود

---

بسمہ تعالیٰ شانہ

## (بموقع تشریف آوری ہز اکسیلنسی لارڈ کرزن ویسرائے وگورنر جنرل ہند در مدرسۃ العلوم علی گڑھ)

(۱۲) حبذا اے طالعِ بیدارِ قومِ حق گزار　　مرحبا اے کوکبِ اسلامیانِ باوقار
اے خوشا وقتِ علی گڑھ اے مبارک مدرسہ　　اے زہے قسمت کہ ما گشتیم زینساں کامگار
از چہ بر ما آسماں اینک درِ راحت کشود　　از چہ مستِ شادی استیم از صغار و از کبار
چیست تا عیشِ ابد ما را نماید ہر طرف　　چیست تا دارد دلِ ما شادمانی بے شمار
تا چہ باشد باعثِ ایں بہجت و وجد و سرور　　از چہ ہر فردِ مسلمان ست با عشرت دوچار
ما کہ بودستیم یکسر در غمِ شہ خستہ حال　　ما کہ بودستیم یکرہ سینہ کوب و دل فگار
ما کہ مے بودیم از دستِ زمانہ در تعب　　ما کہ از جورِ فلک داریم رنجِ بے شمار
از وفاتِ خسروِ عالی گہر وکٹوریہ　　ہر یکے را سینہ بریاں بود و چشماں اشکبار
در چنیں وقتے پئے تسکینِ خاطر ہائے ما　　از فلک آمد ملک گویا بفضلِ کردگار
لاجرم باید شنیدن تا کہ ما چوناں ہمہ　　سر بسر شادی شدہ استیم و ہمہ فرخندہ کار
در ہمہ تخییل بودم گفت ناگہ ہاتفے　　پنبۂ غفلت ز گوشِ خویشتن آخر برآر

ہاں مگر نشنیدۂ کامروز از فیضِ قدوم | میر ما بخشیدہ ما را صد ہزاراں افتخار

جارج نتھنل لارڈ کرزن بیرن آف کیڈلسٹن | ویسرائے انڈیا۔ آں داورِ دارا دثار

پی سی جی ایم ایس آئی جی ایم آئی ای | زیں ہمہ القاب بالاتر در اعزاز و وقار

آسمانِ مکرمت صدرِ جہانِ معدلت | بر زمینش دستِ قدرت بر زمانش اختیار

ماہرِ علم و ہنر دانا امیرِ دادگر | قامعِ ظلم و ضرر زیبا مشیرِ مستشار

ہم بہ پارلیمنٹِ لندن پالیسیش مستند | ہم بہندوستان دارو حکمہایش اعتبار

تجربا تے خوب آوردہ فراہم از سفر | دیدہ کابل را و زابل را و توران و تتار

حالیا بر نظمِ ملکِ ہند باشد مستند | بہر تدبیراتِ ملکی جملہ و نقش و قفِ کار

وصفہایش را اگر خواہم کہ آرم در بیاں | قصہ طولانی شود و انگہ نیاید در شمار

مختصر گویم کہ ذاتِ پاکِ آں عالی گہر | مثلِ بدرٍ فی الدجیٰ والشمس فی نصف النہار

الغرض از راہِ لطف و مہر و اشفاق و وداد | کالجِ ما را شرف بخشیدہ آں نصفت شعار

آمدہ از صیدگاہِ شرزہ شیراں بامراد | می کند اینک دلِ شیرانِ اسلامی شکار

اے فلک درگاہ۔ از نطقِ فصیحِ آں جناب | جملگی گشتیم خورم چوں گلستان در بہار

اے کہ وقتِ ما ہمہ خوش کردی از لطفِ بیاں | بر تو و بر خاندانت رحمتِ پروردگار

گر اجازت باشد اے صدرِ جوادِ محترم | مطلعے خوانم بہ مدحِ قیصرِ عالی تبار

حضرت ایڈورڈ ہفتم بادشاہِ تاجدار
مالکِ تخت و نگیں آں شہریارِ نامدار

داورِ دارا مناقب خسروِ جم مرتبت | امپراطورِ معظم قیصرِ حشمت مدار

پیش او از چاکرے کمتر بود افراسیاب | نزد او از نوکرے احقر بود اسفندیار

یورپ و ہم ایشیا امریکہ و افریقیا | تابعِ فرمانِ ایشانند آرے ہر چہار

کیست مثلِ او بعالم کش بود ایں گونہ ملک | کیست چوں او کش بود بر ربع مسکوں اختیار

شہرۂ فوجِ ظفر موجش بہ افریقا و چیں
قوّتِ بحریش باشد بر جہانے آشکار

شاعرِ ایشیا ہر چند بدنام ست لیک
حاش للہ! من نمی گویم سخن نا استوار

مدحتِ ممدوحِ من از ایں ہمہ بالاتر ست
آنچہ من گفتم کم از کم باشد و یک از ہزار

بہتر آں باشد من قلّل از ثنا دم در کشی
ختم سازی چامہ ات را بر دعائے شہریار

یا الٰہی یا کریمی یا مجیبُ السّائلین
استجب دعواتنا لا تلقنا فی الانتظار

نیّرِ اقبالِ شاہنشاہِ ما تابندہ باد
دشمنش مخذول و منکوب و ذلیل و خوار و زار

نصرت و فتح و ظفر شد یزادرا ہمرکاب
صحّت و شادی و دولت باد با او ہمکنار

شاہِ ما ایڈورڈ ماند گرزنش باشد وزیر
در دعائے ہر دو نطقِ من بود گوہر نثار[1]

---

(۱۳)

بناز بلبلِ شیدا کہ نو بہار رسید
صبا بہ تہنیت گل زکوہسار رسید

زبسکہ سبزہ دمیدہ ست در نشیب و فراز
گمانِ کانِ زمرد بہ سبزہ زار رسید

قبائے سبز ببر کردہ شاہدانِ چمن
ز حلّہ ہائے بہشتی کہ بے شمار رسید

بسانِ شاہد سر گرم رقص در محفل
غزال مست خرامش بمرغزار رسید

زکثرتِ گلِ نسریں گماں برم کہ مگر
فلک بہ صحنِ گلستاں ستارہ بار رسید

ز دانہائے فراموش کردۂ دہقاں
ببیں بمزبلہا تا چہ کشت زار رسید

---

[1] خود ممدوح ہز اکسی لنسی فرمودند "I congratulate you on your successful poem; you are the poet of the day"

زفیضِ صانعِ قدرت نگر کہ در گلشن ۔۔۔ سرِ غلام وشہنشاہِ تاجدار رسید

(خاصان) زمینِ صحبتِ پاکانِ بارگاہِ چمن ۔۔۔ نسیمِ غالیہ افشان ومشکبار رسید

زبس ہجومِ ریاحین وکثرتِ گلہا ۔۔۔ بساحتِ چمنستانِ خلفشار رسید

(گلشن) نہ قطرہا بجبینِ گلست در گلزار ۔۔۔ وے سحاب دُرافشان و دُرنثار رسید

صدائے بربط وتنبورہ وچنگ وارگن ونے ۔۔۔ فدائے نالۂ بلبل کہ در بہار رسید

بہ رلباسِ مکلّف بسر کلاہِ شرف ۔۔۔ ہزار طفلِ بہاراں بہ لالہ زار رسید

چو بادہ خوار زجوشِ بہار مست وبوجد ۔۔۔ ہزار مرغِ غزلخوان لشاخسار رسید

مزمّل ایں ہمہ را منزلِ شباب شمرد

بخواب دید خزاں بر سرِ بہار رسید

(بظاہر ایں نظم ناتمام ست مرتب) ۔۔۔ (از ۱۴ر اکتوبر بہ جبیکم پور شروع کردہ شد)

---

(۱۴) مبارک باد بر سر ولیم میرس خطاب سر ۔۔۔ زکے سی آئی ای بادشِ عالم رونقِ دیگر

بہ میدانِ ترقی اسپِ اقبالش کند جولاں ۔۔۔ بہ شان وشوکت واجلال وجاہ واحتشام وفر

اگرچہ ذاتِ او از خواہشِ القاب مستغنی است ۔۔۔ ولیکن قدر خدمت بادشاہاں را بود زیور

اگرچہ ذاتِ او را نیست پروائے ثنائے کس ۔۔۔ خصوصاً دعوئے مداحیِ او از منِ کم تر

ولیکن واجب آمد بر ہوا خواہانِ دیرینہ ۔۔۔ بہ تبریکے دعا افشاندن از کلک وزبان گوہر

بہ مزمّل سروشِ غیب گفتہ از سرِ بہجت ۔۔۔ سنہ ہجریش برخواں۔ "میرس فی جاہ ونام آور"

۱۳۳۵ + ۲ = ۱۳۳۷ھ

(۳ر جنوری سنہ ۱۹۱۹ء)

---

در ستایش و نیایش حضرت امیر ذی جاہ و شیر شرزہ بارگاہ نواب جلالت مآب و معلّیٰ القاب سر اینٹونی[۱] پیٹرک میکڈانل جی سی ایس آئی، سی آئی ای، بی اے سی ایس لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر ملک اودھ

دام مجدہٗ و اقبالہ العالی

گزرانیدۂ کمترین نیازمندان ارادت کیش حضرت موصوف محمد فضل اللہ خاں

رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ

(از جون ۱۹۰۱ء شروع کردہ بہ اوّل ہفتہ جولائی سن مذکور تمام شد)

بنامِ یزدانِ بخشایندۂ مہرباں

حبذا اے شاعرِ فرزانۂ شیریں کلام (۱۵) مرحبا اے آسمانِ شعر را ماہِ تمام

بارک اللہ بر خیالاتِ درست و نظمِ چست — سعی تو مشکور شد اندر بہ پیشِ خاص و عام

خاص ازیں بہتر چہ خواہی نائبِ شاہت ستود — عام ازیں اکثر چہ جوئی شہرہ ات در صحن و بام

جارج نیتھنل لارڈ کرزن بیرن آف کیڈلسٹن — ق — ویسرائے انڈیا فرخندہ بخت و شاد کام

در علی گڑھ چوں بمدح دادرِ عالی گہر — چامہ خواندی تا چیاں بستود و کردت احترام

"کانگریچولیٹ یو فار یور سکسیز فل پوئم" — "پوئٹ آف دی ڈے" ترا فرمود آں فخرِ کرام

جوشِ فخر افگند در جانم قبولِ آں جناب — در دلِ من ذوق و شوقِ شاعری را شد مقام

---

۱ دراواخرِ صدی مسیحی گزشتہ لفٹنٹ گورنر ممالک شمال و مغرب (حال صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ) بود۔ فتنۂ اردو و ہندی و زمیندار و کاشتکار در عہدِ او خاست و غبارِ عناد در دلِ رعایا نشست و تخم فساد جا گرفت — مرتب

نظمہاے خوب گفتم کِش بہا یک بحر و کاں — شعرہاے نغز گفتم کِش صلہ شیر از دو جام

چوں مہارت دست داد از فیضِ یزدانی مرا — فکر کردم تا چہ باشد خوشتر اسلوبِ کلام

با دلِ خود گفتم اے دل اے کہ جانِ من توئی — با تو ام صد غم حلال و بے تو یک شادی حرام

مشورہ کن با ضمیر و گیر فتوے از خرد — کاشہبِ طبعِ رسا را تا کجا رانم بگام

قصّہا از عشق گویم یا گلہ از بختِ بد — شکوہ از گردوں کنم یا از زمانہ انتقام

یا نویسم نوحۂ بر حالِ زارِ قومِ خویش — یا کہ از تحصیلِ علمِ معرفت رانم کلام

عقلِ دور اندیشِ من گفت اے ادیبِ نکتہ سنج — حیف باشد از تو با ایں گونہ استغناے خام

ہاں مگر نشنیدۂ ضرب المثل از پاستاں — "عاقلاں فرمودہ اند اوّل طعام آخر کلام"

شکرِ احسانِ جہاں آخر غذاے روحِ تست — ایں مُہمِ سعد را بنماے اوّل انصرام

کوش اندر مدحتِ صدرے کہ اندر روزگار — نوشداروے ثنایش جوش آرد در مسام

مطلعے ترتیب کن شائستہ اندر مدحتش
دادگر صدرِ معظّم نامور فخرِ انام

انتونی پیٹرک میکڈانل ذی احتشام — جی سی ایس آئی عالی قدر میرِ نیک نام

راد لفٹنٹ گورنر قہرمانِ کامیاب — حضرتِ چیف کمشنر مہربانِ خاص و عام

فخرِ اسلافِ گرامی عزّتِ اخلافِ قوم — شمعِ بزمِ کامیابی شمسِ چرخِ انتظام

وادہ حجم مرتبت ماہِ سپہرِ مکرمت — آفتابِ داد و دولت آسمانِ افتخام

علم را سازد علَم چوں حکم را باشد حَکَم — عقل را بندد عقال و حزم را بخشد حزام

ہمچو تدبیرش بود تقدیر منقاد و مطیع — در حضورش حشمت و اقبال کمتر از غلام

ملکِ متوسط بیادِ اوست خرسند و شکور — اہلِ بنگالہ ثنا گویش بایقاظ و منام

در زمانِ لارڈ ایلگن کونسل نازاں از و — ہسٹری جنگِ آفریدی زمنٹ او بدام

در شمالِ مغربی و اودھ زیں بیشتر — جز بہ او کے حاکم و محکوم بود ایں گونہ رام

کیست کو خائف نبودست از بیوباتک پلیگ — کیست کو آگہ نباشد تا چہ کردی انتظام
کیست کو را دل نباشد ریش از آفاتِ قحط — کیست کز فیمن رلیفِ تو ندارد التیام
کیست کو بے علم باشد زانچہ کردی اردگیر — بر بہ پولیس تا شود مخلوق فائز بالمرام
تا توجہ سوے پبلک سروست شد بے دریغ — آن چنان نظم و نسق دادی کہ شد پاک از ہوام
ایجوکیشن اریگیشن لیجس لیشن سیٹلمنٹ — در نظامِ جملہ ذات کردنیسکو اہتمام
صیغۂ مینونسپل را آن چنان آراستی — کاندرو از جبر و رشوت نیست نانا ہیچ نام
از براے یادگارِ خسروِ[له] غفران پناہ — جہدہا کردی کہ ماند یادگارِ او مدام
باوجودِ این ہمہ اشغال و افکارِ کثیر — اِن ایڈیشن ٹو اَدَر ڈیوٹی نہادی چند گام
دورہا کردی پئے فیمن کمیشن ہر طرف — شش جہت تسخیر کردی بہرِ خرق و التیام
مختصر در عہدِ دولت جہد کردی کارہا — بہرِ تالیفِ خواص و بہرِ تسکینِ عوام
ملک آئرلینڈ را بر سلطنت احسانہاست — ق از لبے اسٹیٹسمین و جنرلانِ نیک نام
تو از ان دریاے فیض آمد گرامی گوہری — اے کہ دستت بحرِ عماں را بود قائم مقام
تو بہ ملکِ خویش داری فخر و ملکِ ما بتو — فخر دارد ناز دارد شکر دارد والسلام
بر رعایائے مسلمان فیضِ تو پوشیدہ نیست — کالج قومی ماہر ہونِ احسانت مدام
مستحقان را باستحقاق دادی بلکہ بیش — کور نعمت باشد آن کس کو نماید اتہام
ہر کرا انصاف در جان ست گوید مثلِ من — خانۂ اسلام در عہدِ تو شد دار السلام
لطف بر ہندو رعایا کردہ از عدل و داد — جان ہندی در دمیدی اے مسیحا یت امام
آشتی و صلح و شفقت شیوہ و آئینِ تست — با مسلمانان سلام و با ہنوداں رام رام
اے ہنر پرور خرد آگہ امیرِ نکتہ سنج — اے کہ چون خورشید تابد فیضِ تو بر ہر کدام
حکم فرمودی کہ آموزند ہندی اہلکار — نقشِ حکمت جست اندر سینۂ من ارتسام
عزم کردم ہندی آموزم بسانِ پارسی — تا شود چون پشتو و انگریزی و تازیم رام

[له] کوئین وکٹوریا

مثلِ من لائل سٹیزن حیف باشد گر کند　　سرکشی از حکمِ حاکم گرم با غوغائے عام

لیک استدعائے من اینست اے بحرِ کرم　　پارسی در کالج و اسکول ماند بالدوام

بہرۂ خود ہندواں بردند و تو دادی بدو　　خوش بود بخشی بما گر نیز سہمے از سہام

داورا میرا خیرا خوب می دانی کہ خود　　پارسی قندست و بخشد قند شیرینی بکام

حیف باشد گر بمیرد پارسی در ملکِ ہند　　یادگارِ حضرتِ خیّام آں شیریں کلام

یک رزولیوشن کنی در صیغۂ تعلیم پاس　　فارسی ماند بہ یونیورسٹی با احترام

چوں بہ ملکِ خویش باشی بہرہ ور از وقتِ خوش　　پارسی در ہند ماند از تو با شکرِ تمام

تا کہ مثلِ من ہزاراں بذلہ سنج از خاکِ ہند　　بر ثنائے ذاتِ تو ورزند در گیتی قیام

منکہ افغانے سپاہی زادہ آزادہ ام　　در یسارِ من لگام ست و یمینم با حسام

منّت ایزد را کہ عہدِ دولتِ برطانیہ　　داد انگشتِ مرا زینت ز کلکِ مشک فام

آرزو دارم بنارِ تیغ و با آبِ قلم　　دشمنت را غرق سازم خصم را سوزم عظام

پشت در پشتم سپاہی پیشگاں بس بودہ اند　　در بعہدِ لودی و مغل و ز میران فخام

(١٨٠٣) جدِ اعلایم بہ ہژدہ صد و سہ سال از مسیح　　یافت از حکّامِ انگریزی زمینداری بہ خام

شہرۂ آفاقِ جدّم حضرتِ داؤد خاں　　لارڈ بنٹنکش ہمی فرمود عزّ و احترام

در زمانِ غدر و غوغائے بغات نابکار　　از دل و جاں کردہ خدمتہائے سرکار انصرام

شاہدش اسنادِ اسلاف ست خود باشد گواہ　　ایں زمینداری کہ من دارم مصون از ضبطِ خام

چونکہ جدِّ من سپاہی بود مخلص بس غیور　　خواہشِ انعام ناکرد او ز حکّامِ عظام

کس نداوش ہیچ او از ہیچکس چیزے نخواست　　آرے آرے شیر نوشاند کجا بے گریہ مام

شکرِ ایزداں را کہ در عہدِ تو بودم با فراغ　　جائداد افزودن و بر من پشیزے نیست وام

من نہ از کس شاکی و نے کس بود نالاں ز من　　دوست راضی دشمن ایمن چاکرانم خوش مدام

دائما لطف و کرم می یابم از حکّامِ ضلع　　ہم رئیسانِ معاصر را عنایت مستدام

قومِ من جملہ مسلماں خیر خواہِ سلطنت — آں چناں قومے کہ تخت و بخت شاں لبودے غلام

عزتم دادند و در کالج شدم سکریٹری — من بخدمت شاں بکوشم گاہ و بے گہ صبح و شام

آنریری مجسٹریٹی دارم از الطافِ تو — نیز وائس چیرمنم از جانبِ خلق و عوام

بہر زمینداران ملکِ خویش خدمت کردہ ام — در حضورت عرضہا کردم بایشاں افہتام

ہندوان و ہم مسلماناں ز تو درخواستند — ممبری کونسلم بخشی باعزازِ تمام

آرے آرے من نبودم قابلِ این دار و گیر — داور انصاف شد آزاد کردی یک غلام

من بہ خاموشی توانم خدمت سرکارِ پاک — گرچہ بر خاموشیم کردند مردم اتہام

ہیچ پروایم نباشد ز اتہامِ این و آں — زانکہ می دانی کہ چوناں کردہ ام با تو کلام

یک خطا با زعمِ مردم آرے از من فتنہ است — اینکہ در شورش ملامت کردہ ام با خاص و عام

گر ازیں رنجد کسے افسوس بر حرمانِ من — قسمتِ من نارسا بود آہ ازیں اقسام

من ز تو انصاف خواہم تا کہ از انصافِ تو — کس نیفتد از زمیندار و رعیت در بدام

چوں بعہدِ معدلت مہدت ز فیضِ لم یزل — یافتم تعلیمِ نظم و نثر و تنسیقِ کلام

حسرتِ مدحت سرایِ تو در دل داشتم — زانکہ بے مدحت بہ نظمِ من نمی آید نظام

بس ہمیں حسرت بجانم شورش و جوئے فگند — تا کہ جرأت کردم و آوردمت ایں نظمِ خام

اے جہاں داور جہاں پرور جہاں داد و جود — بسکہ جاں کاوی نمودستم دریں طولِ کلام

آنچہ من کردستم از آئینِ نو نظمِ سخن — کم کسے را بودہ باشد پیش ازیں ایں اہتمام

از تملقہا چو تو بیزار و ز اغراق دور — صنیعِ فکر مرا از راستی باشد کنام

جامۂ خود را بہ نقشِ تازہ پیراستم — مخمل کاشان انگلش گولڈ کردم ارتسام

گلشنِ ایران را با گلفرنگ آراستم — بلبلِ شیراز را آموختم انگلش کلام

اے جہانِ مرحمت و اے آسمانِ معدلت — گر قبول افتد ز رحمت گیتیم گردد بکام

قافیہ در جامہ ام چوں عیشِ خصمت گشت تنگ — بہتر آں باشد کہ آرم بر دعایت اختتام

از خدا خواہد بقایت را مزمّل کز ادب | بر خدا و بر خداوندست او را اعتصام
بارالٰہا ذاتِ ممدوح مرا خوش وقت دار | تو از و خورسند باش و ما از و جوئیم کام
تا بدنیا کامیاب و کام بخش و کامگار | چوں بہ عقبیٰ فیض یاب و شاد و فائز بالمرام

از دمِ عیسیٰ بجانش چاشنیِ ارتضا
لیڈی میکڈانل بود با مریم عالی مقام
قد تمّ الکلام

---

(۱۶)

اے صنم سیم ساق ساقیِ گل پیرہن | خیز و بیاور شراب یک دو سہ جامِ کہن
بادِ بہاراں وزید مژدہ بیاراں رسید | بادہ خورید آشکار تاکہ توان ست و تن
موسمِ عیش و نشاط مایۂ صد انبساط | جاء لتشویقنا سوّد وجہ الحزن
شغل شراب و کباب نغمۂ چنگ و رباب | خوش بود اندر شباب ویژہ بطرفِ چمن
خاصہ بوقتِ بہار با صنمے گلعذار | خاصہ پس از انتظار ویژہ بیادِ وطن
عیش فراواں بود رحمتِ یزداں بود | قائلِ کفران بود ہر کہ کند لا و لن
بادہ خورم نا صبور خیرہ بعفوِ غفور | کامدہ گاہِ سرور توبہ کنم در خزن
ترک کنم شغل مے رہن کنم چنگ و نے | تاکہ فراہم شود بہرِ کتابے ثمن
ہدیۂ قرآں کنم جدّتِ ایماں کنم | ق روئے بمکتب نہم درس دہد تا بمن
مولوی عبد الحمید[۱] مرد جوانِ سعید | ابنِ وحیدِ زماں پورِ فریدِ زمن

ن

---

[۱] فرزند مہین و بہین حضرت مولانا عبد الغنی خاں مرحوم و برادر کہین و دل نشین جناب نفیس دلہن صاحبہ حال پروفیسر فارسی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (دکن)، ہنگامِ انشادِ ایں اشعار بہار ممدوح آسودۂ وطن بسایۂ پدر و مادرِ خویشتن بود۔ اگر اندراں زماں متوطنِ دکن بودے ظاہر کہ قافیہ "دکن" ہم برائے ممدوحِ مرحوم تنگ نہ بود شاید کہ چیزے ازیں قبیل گفتے
واقفِ صد علم و فن - پاک بسرّ و علن
طالعِ اوجِ سخن - جوہرِ کانِ دکن
مرتّب

حضرتِ عبدالغنی فاضلِ عالی مقام — شاعرِ شیوا بیان بلبلِ شیریں سخن
علم و خرد مایہ اش بیش ازیں پایہ اش — فیضِ ازل دایہ اش صاحبِ علم و فطن
شاعرِ شیوا بیاں مفخرِ ہندوستاں — اے کہ صفاتت عیاں لے کہ ثنایت علن
خطِ تو مرغوب تر خلقِ تو محبوب تر — زیں ہمہ بس خوب تر نظمِ طرازِ سخن
جوہرِ ذاتی تو بہ ز صفاتی تست — کاملِ بے اکتساب شایقِ ہر علم و فن
وقتِ سبابے تو ہا پاک دل و پارسا — اے بجوانی چو پیر پیرائے رہ زینت کہن
شخصِ تو فخرِ زمیں خطِ تو ارژنگِ چیں — امرِ حقیقی ہست ایں ہا نہ گماں ہست و ظن
وصفِ تو کم گفتہ ام بحری و نم گفتہ ام — مردِ قلم گفتہ ام خیز مراتیغ زن
اے کہ پدر بر پدر با ہنر و نامور — داورِ دشمن فگن صفدرِ لشکر شکن
سیف بود یا کِ تو کانِ گہر کلکِ تو — نظمِ سخن سلکِ تو غیرتِ عقدِ پرن
وصفِ تو لا انتہا فکرتِ من نارسا — ختم کند بر دعا بندہ مزمّل سخن
بہر تو عطائے خدا شافعِ تو مصطفٰے — یاورِ تو چار یار حامیِ تو پنجتن

وقتِ تو مسعود باد بختِ تو محسود باد
ذاتِ تو محمود باد از کرمِ ذوالمنن

(وقت شباب و)

## بسمہٖ تعالیٰ سبحانہٗ

(۱۷)

صبا رساں بہ حبیبم[۱] تحیّتِ مسنوں — بہ آں طریق کہ باشد مناسب و موزوں
بہ بارِ عام مجالِ سخن اگر یابی — بعزِّ عرض رساں اشتیاقِ ایں محزوں

---

[۱] مراد از مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شیروانی رئیس حبیب گنج المخاطب بہ نواب صدر یار جنگ صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ — مرتّب

به آں که در دکن او شمعِ بزمِ اقبال ست — زمن بگو که چو پروانه ام ترا مفتوں
توئی به گلشنِ علم و ادب گُلِ خنداں — منم چو بلبلِ شیدائے واله و مجنوں
به بوستانِ سخن طوطیِ شکر خائی — مرا به آئینه افشا نهاست پُر افسوں
به رغمِ انفِ عزیزاں خدائے را بپسند — ز جوشِ آتشِ هجراں بسینه ها کانوں
سوار و پیاده و دهقان و اهلِ کارِ قدیم — همه بغیرِ تو بے صبر و بے قرار و سکوں
هرا که شغلِ مهماتِ بیش از بیش ست — ز بے تو لطفِ ریاست نه ذوقِ علم و فنوں
نه شوقِ صید و شکار و نه سیرِ باغ و بهار — نه مشورت نه صلاح و نه شرحِ رازِ درون
نه اهتمامِ امور و نه انصرامِ مهام — نه حلِّ عقدهٔ لا ینحل از بُنِ ناخوں
نه اعتدالِ مزاج و نه رغبتے به مزاح — نه بزمِ ذکرِ ارسطو و شیخ و افلاطوں
کدام کس که کند شکوه از شکر رنجی — کدام کس که کنم از تلافیش ممنوں
عزیز و قوّتِ بازو کهیں برادرِ من — الا که بے تو دلِ من غمین و حال زبوں
ز سیلِ اشکِ من اندر فراقِ روئے خوشت — به نیم[1] رود تلاطم فتاده چون جیحوں
بروے تو همه خرّم فضائے بهیکم پور — بغیرِ دوست وطن بدتر ست از هاموں
عنانِ صبر ز دستم رها شده ست و دگر — هزار موعظه بے حاصل ست و صد مضموں
چه حاصل ست که گویم هزار شعرِ بلیغ — چه حاصل ست که گوئی تو عذرِ گوناگوں
غمِ فراق نه داند مصالحِ ملکی — سرِ وصال نه داند قواعد و قانوں
دوائے دردِ دلِ ما اگر بخاطرِ تست — بیا که زود بیا بے چرا و چون و چگوں
ز بارگاهِ فلک پایگاهِ شاهِ دکن — تفقد ست بحالِ تو از شمار فزوں
ز پیشگاهِ شهنشاهِ ذو الجلال و منن — بحالِ شاه بود فضل از قیاس بروں

---

[1] رودے که موسوم به "نیم ندی" است ـ بهیکم پور عین برکنارِ آں رود واقع ست

مرتب

محیِّ ملّت و دیں ماحیِ ضلالت و ظلم — ہمیشہ حامیِ او باد قادرِ بیچوں

بہ جان و مالِ عزیزاں و خیل و سلطنتش — بود عنایتِ پروردگار روز افزوں

بہ التماسِ تو شد حکمِ احترامِ صیام — وقارِ شہ بفزاید بہ امرِ کن فیکوں

دعائے شاہ بگفتم ثنائے ذاتِ تو ہم — ق — نماندہ است مگر ایں کہ گویمت اکنوں

شوی ز قدرِ مزمّل بہ آں زماں آگاہ
کہ شادماں بود زیں سرائے بوقلموں

آمین

---

(نظم سال گرہ)

شاہِ ما ایڈورڈ ہفتم مالکِ تاج و نگیں (۱۸) — آنکہ بگزشت اوجِ اقبالش ز چرخِ ہفتمیں

صاحبِ تدبیر و رای و باعثِ اکرامِ خلق — قابلِ تعظیم و تکریم و ہزاراں آفریں

حامیِ انصاف و جود و قاطعِ جور و جفا — ناشرِ امن و امان و ماحیِ بنیادِ کیں

علم و حکمت در ضمیرش ہمچو ضو در آفتاب — جود و رافت در نہادش ہمچو بو در یاسمیں

شہریارِ نامدار و تاجدارِ کامگار — بادشاہِ ملک پرور داورِ نصفت قریں

ہیبتِ فوجِ ظفرموجش بہ قلبِ بحر و بر — صولتِ حکمِ جہانگیرش بہ مصر و ہند و چیں

اے مزمّل بر دعائے شاہ کن ختمِ سخن — شکرِ نعمت واجب آمد بر گروہِ مسلمیں

ملکِ شہ آباد باشد خاندانش شادماں
ذاتِ او تا دیر ماند یا الٰہ العٰلمیں

---

بسمہ تعالیٰ سبحانہ

(۱۹)

| | |
|---|---|
| متیں میرزائے عطائے حسین | قزلباش مردِ شجاعت قریں |
| خردمند و خوش فکر و نازک خیال | سخن دان و شیریں بیاں بالیقیں |
| ادیب و اریب و لبیب و حبیب | گزین و بہین و فہین و ذہیں |
| سخن ملک او باشد از چار پشت | کند کسبِ معنی ز روح الامیں |
| بہ تبریکِ خلعت تواریخ چند | بہ من کردہ ارسال خوب و گزیں |
| مزمّل سنہ عیسویش بگفت | تواریخ راجح عطائے متیں |

۱۹۱۹ء

سنہ ہجریش نیز گفتہ دلم
جلیل المراتب عطائے متیں

۱۳۳۷ھ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

قصیدہ ایست کہ بکمال اخلاص بشان جناب مولوی حبیب الرحمٰن خان صاحب رئیس حبیب گنج
وحضرت قبلہ مولانا محمد عبد الغنی خان صاحب مدظلہم حقیر فقیر سراپا تقصیر بتاریخ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء گفتہ و
عرض کردہ

(۲۰)

| | |
|---|---|
| شبان در آمد بہ نشست ماہ سیمائے | ز عشقِ او بسرم صد ہزار سودائے |
| بہ کوہسارِ مروّت چو کبک طنّازی | بمرغزارِ محبت غزالِ رعنائے |
| بہ شاخسارِ حیا یاسمینِ نازک بوئے | بآبشارِ وفا گوہرِ مصفّائے |

جبه نکو

به قدِ کشیده الف یا چو مدِّ نستعلیق / چو با دو ابروے او خوب چهره آرائے
دو چشم نرگسِ او بر فرازِ عارضِ او / چو نقطه ها که گزارند بر سرِ تائے
دو قعرِ بینی و یک کمترک نشانِ دهن / فراز آں لبِ نوشیں نقاط بر ثائے
جو جیمِ جعدِ مجعّد، چو حاے رخش ساده / به سر کلاهِ مکلّل چو نقطه بر خائے
زمانه چوں کمرِ دال خم به تعظیمش / چو ذال نقطه بسر از عصا به چغزلائے
هلالِ ناخنِ او رائے خطِّ خوب نگار / بدست خاتم و خنصر چو نقطه بر زائے
دهن پر از دُرِ دنداں چو سینِ دندان دار / چو شیں کشاده به بازو و سینه پهنائے
بود زصاد و بوصفِ جمالِ او صد صاد / چو ضاد مختلف الصّوت نغمه پیرائے
ز مهرِ او به سرِ سینه ام خطے زازل / چناں الف که نگارند بر سرِ طائے
برائے دفعِ نظر خالِ سرمه بر عارض / بسانِ نقطهٔ موزوں فرازِ یک ظائے
چه چشم عینِ عفاف و علائے نور العین / ز غینِ گیسوئے او ماه رخ به هالائے
سرش بسانِ سرِ فا مناسب و موزوں / بقافِ شهرهٔ حسنش پریش شیدائے
فلک خمیده به حکمش چناں که مرکزِ کاف / چو لامِ زلفِ معنبر مگر چلیپائے
ز میمِ مهر و محبّت مرا کرم بخشی / به لاغری کمرش همچو موے مو پائے
شکم چو نون مدوّر ز نافِ نقطه برو / مگر چو نکتهٔ پنهانِ مردِ دانائے
بسانِ واو نکو گوشواره اش در گوش / چه ها دو گوش مذهّب چهاهوس لائے
منش مطیع که تا هرچه او بفرماید / رکوع کرده اطاعت کنم چو همزائے
به مجلسش گزرِ من مگر بصفِّ نعال / چه یا که درج شود در پسِ الف یائے
ز مهرِ او بودم فتح و قهرِ او کسرم / مگر به پیشِ رضایش دمے نه یارائے
گهے ز غصّه چو تشدید سینه بشگافد / گهے به لطفِ سکوں بخشدم بایمائے
چو دیدمش که قدم رنجه کرد و لطف نمود / ببر کشیدمش و خم شدم بمنشائے

[illegible]

چو شعلہ از بغلم جست و گفت کاے بے صبر　　نماے صبر کہ دارم ز تو تقاضاے

نثارِ او شدم و گفتمش کہ بسم اللہ　　بجز اطاعتِ حکمت نیم تمناے

بسانِ غنچہ بخندید و گفت شاعر کم　　ق　مگر تو یاد نداری کہ دوش در جاے

دو مردِ زیرک و دانا و فرد و کاملِ فن　　ز شعر خود چہ منت کردہ اند شیداے

بیا بہ مدحتِ شاں کوش چامۂ بنگار　　کہ تا دہانِ تو بوسم ز لعلِ ہمزاے

بوجد آمدم و ست گشتم از شادی　　بہ من ز فیضِ ازل گشت مطلع القاے

مرا ستودہ با شعارِ دوش یکتاے
کہ ہست در سخن او طوطیِ شکر خاے

زبان کشودہ بتائید او خردمندے　　بعلم و فضل مرا مفخری و مولاے

یکے جوان بفتانت چو پیرِ دانشمند　　دگر چو پیرِ طریقت بعقل برناے

یکے بہ شعر بود در مذاقِ جان شکّر　　دگر بہ نطق حدیثش بود چو حلواے

یکے چو کانِ بدخشاں لبانِ او پر لعل　　دگر ز گوہر معنیش طبع دریاے

یکے امیر بہ فنِّ معانی و منطق　　دگر بہ ملکِ فصاحت بود چو پاشاے

یکے بہ بزمِ سخن کامگار جمشیدے　　دگر بہ رزمِ بیاں کام بخشِ داراے

یکے بلند نشینے بہ اوجِ فضل و کمال　　دگر علوّ گزینے سپہر فرساے

یکے برزمِ زباں آوری چو فردوسی　　دگر بہ بزمِ نظامیِّ معنی آراے

یکے بہ مرتبہ چوں بو قبیس و اعلیٰ تر　　دگر بہ رتبہ بود ہمچو طورِ سیناے

یکے شکار مضامیں کنند ز طائرِ قدس　　دگر اسیرِ سخن آورد ز عنقاے

یکے بہ شعر بود رشکِ انوری و ظہیر　　دگر بہ عقل ندارد نظیر و ہمتاے

یکے ہمی کند م قدر در سخن سنجی　　دگر ز لطفِ بیان ست قدر افزاے

یکے حبیبِ لبیب ست و مایۂ فخرم　　دگر غنی ست کہ باشد فصیح گویاے

یکے کہ جانِ من از لطف او بود مختوم  دگر بہ قلبِ من از مہر اوست طغرائے
صفات ہر دو ز توصیفِ من بود ارفع  کہ یافتند ز یزداں مقامِ اعلائے
کجا زبانِ من و کو بیانِ شانِ حبیب  کجاست کعبۂ اطہر کجا کلیسائے
ندائے
کجا صدائے گدا و کجا ثنائے غنی  کجا صنم کدہ و کو مقامِ بطحائے
کجا بیانِ صفاتِ جنابِ لم یزلی  کجا زبانِ یکے گنگ و ہرزہ پیمائے
بہ مدحِ شاں چو منِ بے ہنر سخن گر گفت  جنابِ حضرتِ شاں را بود نہ پروائے
ہم از محبتِ شان ست کہ بہذلِ فقیر  ز لطف و جود نمایند سمع اصغائے
مرا مجال کہ دم از سخنوری رانم  عجب کہ دعوئے لینت ز سنگِ خارائے
مثالِ نظمِ من و شبہِ جامۂ ممدوح  چناں کہ در طبقِ گل نہی تو خزفائے
بہ پیشِ سحر بیاناں دم از فسوں سازی  مرا مجال نرسد ایں چنیں معمائے
فقط اطاعتِ حکمِ حبیب ہست کہ من  ز سلکِ نظم شدم دُرفشاں چو دریائے
بہ شکرِ لطف خزف پارہ چند آوردم  ازاں کہ وزن شود سیم و زر بہ خارائے
و یا کہ غرّہ شدم ز التفاتِ حضرتِ شاں  کہ ہر یکے ست مرا جاں فزا مسیحائے
بحسنِ علم و عمل ہر دو آمق و یوسف  خلوصِ من کند عذرائے و زلیخائے
سزد چو ناز کنم بر نیازمندیِ خود  کہ ہمچو من بدرِ شاں ہزار مولائے
ازیں تفاخرِ جائز بجاں مرا ہوس ست  کہ مطلعِ دگر آرم بمدحِ یکتائے
خوش ست کز پئے تعمیم سر کنم تخصیص  جدائیگانہ نہم نکتۂ بہر جائے

حبیبِ من نہ غلط - بل حبیبِ مولائے
کہ حُبّ و رحم بود اسم را مسمّائے

مماثل ست بنام و سخن بہ قاآنی  مقابل ست بہ لقمان ہر دو دانائے
امیر و عالم و صالح فہیم و دانشمند  کریم ابنِ کریم و جوان رعنائے

بود سلیم و حلیم و متین و دور اندیش
خلیق و برّ و تقی و فرشته سیمائے

سخن رس عربی فارسی و انگریزی
برائے کسبِ علوم و فنون شیدائے

چو من که عاریم از خیر او ز شر عاری است
چو من که بد کنم او نیک کار فرمائے

اگر منم بجهان زنده و نفس نه هلم
فقط جزایں که ز بخشش کنم مداوائے

دریں دیار که کس از کسے خبر نه بود
برائے من بود او غمگسار مولائے

مگر نه بحرِ تفقیلش کشم به جانبِ خویش
بکامِ تشنه لبم لطف او دهد مائے

زمینِ مقدمِ او من چو فکرِ شعر کنم
ز مطلع دگر آرم به دست یغمائے

طلوعِ مطلعِ من مدحِ مسند آرائے
خجسته حضرتِ عبد الغنیِ دانائے

عروج و اوجِ کمالش برونِ اندازه
بوصفِ او نه رسد خود گمان رایائے

بکامِ علم و فراست بود چو آبِ حیات
بجانِ شعر و سخن تازه کن چو صهبائے

به تشنگانِ هنر فیضِ او رساند آب
کند توا ضعِ معنی بمن و سلوائے

سحابِ فضل و عطا آفتابِ حلم و حیا
بآب صدق و صفا خوش بیان و شیوائے

به علم و فضل بود فخرِ رازی و طوسی
به صرف همچو خلیل و به نحو فرّائے

کمالِ او به عروج و عروجِ او بکمال
خداش داده کمالے فزون ز احصائے

شگفت نیست گر از مین صحبتش چو منے
دریں قصیده کند فخرِ شعرِ غرّائے

خوشا که بهر نثارِ سرِ مبارکِ او
متاعِ کاسدِ خود آورم و کالائے

غرضکه انچه توانم به مدحِ او کوشم
اگرچه هیچ نخیزد ز من گل اندائے

مزمّلا نگزر از حدِ ادب بشناس
که آخرش کند آرام راه پیمائے

دعا کن و ز جلیسانِ خویش آمین خواه
که هر جلیس بود محوِ صد تماشائے

دعاء شاں چو ثنا شاں گزار یکجائی
که رب یکے ست علیم و خبیر و دانائے

یعنی من در نظمِ فارسی دست داری

غنی ز خلق بود بے نیاز و مستغنی — حبیب مایۂ نازش عزیز دلہائے

برائے قاضی و دانی جناب شاں ملجا — برائے حلِ معانی بوند ماوائے

مرا معاینہ حبِ حبیب ایماں باد

نہ دیگرے بسرم باد شور و سودائے

## بسمہ تعالیٰ سبحانہ

(۲۱)

مژدہ اے دل سنجرِ عالی تبار آید ہمی — آنکہ اقلیمِ سخن را شہریار آید ہمی

قاصدِ فرخندہ خو یعنی بشارت را بشیر — بر درِ من بے غبار و پُر غبار آید ہمی

مژدہ آرد کہ از تاثیرِ پُر تنویرِ آں — دل درونِ سینۂ من نور بار آید ہمی

یعنی آں صدرِ فصیحاں با زبانِ بذلہ سنج — باز در بزمِ احبا دُر نثار آید ہمی

دوش در بزمِ حریفاں بادہ خوردہ شب گزاشت — تا چہ گرد ستم گر با دل فگار آید ہمی

مضطرب گشتم ز جا بر جاستم آسیمہ سر — دل درونِ سینۂ من بے قرار آید ہمی

منکہ بودم در فراقش از زمانے سینہ ریش — تا چہ شد کاینک دلِ من داغدار آید ہمی

آمد و جاء دگر بگشود او بارِ سفر — ایں چہ رسمِ تازہ از آں نامدار آید ہمی

بر جگر دنداں فشردم قاصدے کردم گسُل — تا بداند ز چہ رو ایں شعار آید ہمی

گفتمش از من بگو بعد از سلام و صد نیاز — کار با جاں اوفتاد و جاں بکار آید ہمی

تا چرا رو تافتی ما را پریشاں ساختی — شکوہ از تو بر لبم بے اختیار آید ہمی

صورتت در منزلِ دل انتظارت می کشد — نامرادت اندر فراقت اشکبار آید ہمی

قاصدم رفت و بگفتش آنچہ بودش گفتنی — باز آمد داد پاسخ وقت چار آید ہمی

چارہ را باقیست شش ساعت کجا صبر و شکیب — سخت تر از موت گویند انتظار آید ہمی

فکر کردم تا چگونہ خیر مقدم گویمش — در ہمیں حیرت کہ خوابِ خوش گوار آید ہمی

قلعۂ ملکِ تنم را خواب چوں تسخیر کرد — صیحۂ ہاتف بگوشِ اعتبار آید ہمی

دستِ تسکیں بر دلم بنہاد از روے کرم — وز زبانش چند شعر آبدار آید ہمی

گفت ایں اشعار را اندر خاطرِ فاطر گزار — خیر مقدم خوشتر از ایں نہ بہار آید ہمی

دل ز غماں چوں خفتہ بودم شاد دل برخاستم — بہر زبانم شکرِ ذاتِ کردگار آید ہمی

شعرہا را درج کردم با کمالِ عقل و ہوش — تا بخوانم پیش آں کو ہوشیار آید ہمی

باز گویم آفریں استاد کارے کردہ — کز خیالش مر مرا صد شرم و عار آید ہمی

خانۂ من خانۂ خود دان و فارغ دل نشیں — خانۂ یاراں ہمیشہ وقفِ یار آید ہمی

ہمچو تو استادِ یکتا مثلِ من شاگرد فرد — می توانم گفت کے در روزگار آید ہمی

گر بہ شاگردی پذیری منت بر جانِ من — ورنہ خود از صحبتِ تو افتخار آید ہمی

مختصر مزمّلِ عاصی سزاے مہر نیست
کم چو او دریں زمانہ مردِ کار آید ہمی

بسم اللہ خیر الاسماء

(۲۲)

اے صنادیدِ قومِ شروانی[1] — وے مفخرّ بہ نسلِ افغانی

اے بزرگانِ خانوادۂ ما — وے جوانانِ ایلۂ خانی

از قدومِ شریفِ تاں امروز — فخر دارم ز فضلِ یزدانی

وز قدم رنجہ کردنِ احباب — شد دلم شاد و چشم نورانی

شکر واجب بود بہ بندۂ من — کہ چنین ست حکمِ قرآنی

بعد اظہارِ منت و احساں — عرضِ مطلب کنم بآسانی

---

[1] بموقع جلسۂ شروانی اسکول چھرہ ضلع علی گڑھ کہ بماہ اگست ۱۸۹۶ء افتتاح پذیرفت — مرتب

خوانم این شعرہائے نغز و لطیف — گر توجہ کنید ارزانی
چہ حکایت کنم ز قضیۂ خویش — اے بسا دردہائے پنہانی
دلِ من پُر ز دردمندیِ قوم — جاں بود مبتلائے حیرانی
جگرِ من کبابِ سیخِ الم — تنِ من پیکرِ پشیمانی
ہمہ روزم بہ فکر می گزرد — ہمہ شب این من و پریشانی
در خیالِ عروج و پستیِ قوم — ہمّ و صد ہزار حیرانی
یادِ ایّامِ شہریاریِ غور — یادِ آں صولتِ خراسانی
یادِ آں جدِّ پاک شاہ حسین — کہ بعز غشت کرد مہمانی
یادِ ابنائے عمّ لودی ہا — یادِ آں طمطراقِ سلطانی
یادِ اقبال و شوکتِ سوری — یادِ فرّ و شکوہِ شاہانی
یادِ اوجِ زمانِ شاہجہاں — مرحمت ہائے ظلِّ سبحانی
یادِ آں ثروتِ شجاعت خاں — واں سپہداریِ عمر خانی
یادِ شان و شکوہِ راجِ مئو — یادِ آں مردِ یوسفِ ثانی
یادِ ہنگامہائے مرہٹہ ہائے — حملۂ شیر مردِ درّانی
یادِ جنگ و جدال با جاٹاں — یادِ زخمِ سنان و پیکانی
یادِ انعام از گسائیں ہا — کاں و بنگر امیرِ لاثانی
برہ بہ اجدادِ ما کرامت کرد — آنچہ بودش بجدّ امکانی
یادِ ہژدہ صد و سہ (۱۸۰۳ء) سالِ مسیح — یادِ فتحِ عظیمِ برطانی
یادِ تسخیرِ قلعۂ کوئل — یادِ تخلیص از پریشانی
یادِ آں افسرانِ انگریزی — یادِ بخشش وسیلۂ نانی
یادِ آں باز خانِ با اقبال — بر روانش درودِ یزدانی

بود چوں شیرِ شرزہ در میداں　　جانِ ایمان در مسلمانی
یافت عزت زبیشِ انگلش　　گشت اقبالِ قوم را بانی
کرد جنگِ عظیم در دادوں　　به تفنگ و به تیرِ ترکانی
زخم ہا خورد در صفِ ہیجا　　آخرش یافت فتحِ تابانی
یادِ داؤد خاں نیک اختر　　صدر را اعلائے بزمِ انسانی
یادِ اوج و عروج و اقبالش　　ہمچو خورشید در درخشانی
یادِ حج و زکوٰۃ و صوم صلوٰۃ　　یادِ حبّ و ودادِ ایمانی
ہر یکے در محبتش کوشاں　　ہندو و ہم یہود و نصرانی
گرد برگردِ خوانِ انعامش　　عربی، کابلی و ایرانی
خوش بیانی خوش مذاق خوش تدبیر　　ماہرِ فنِّ طبِّ یونانی
در سخاوت چو حاتمِ طائی　　در محبت چو پیرِ کنعانی
صاف گو راست باز صدق بیاں　　متوکل بفضلِ رحمانی
ربط ضبطش بجا کمانِ زباں　　عزتش در عیان و پنہانی
خیر خواہیش در زمانۂ غدر　　واں خلوصش بہ تاجِ برطانی
کوششش از برائے امن و اماں　　ہمہ با صرفِ مالی و جانی
ربِّ اغفرلہ وارحمہ　　انت باقٍ و کلّنا فانی
تا کجا قصۂ سلف خوانم　　از خلف بایدم سخن رانی
آں سلف صالح و خدا آگاہ　　ایں خلف غرقِ بحرِ عصیانی
آہ از جہل و از تجاہلِ ما　　آہ از خودسری و خود دانی
آہ از کینہ و نفاق و حسد　　آہ از ابتری و ویرانی
آہ از معصیت پناہیِ ما　　آہ از جذبہائے شیطانی

روزہ نماز

آہ از غفلت و تغافلِ ما — آہ از بے سری و سامانی

آہ از کرد ہا و از نا کرد — سہل انگاری و تنعّم رانی

آہ ازیں زمانِ شہر آشوب — آہ ازیں زمانِ طوفانی

شرم از فخر ہائے بیہودہ — شرم بر عمر ہائے شترانی

آوخ از کرد ہائے ناہموار — آوخ از سلبِ ننگِ افغانی

حیف بر ما و بر شرافتِ ما — حیف بر غلبہائے شہوانی

قومِ من مستِ خوابِ ناز و غرور — وقت خواہانِ سعیِ مردانی

تا کجا کاہلی و سستی و جہل — تا کجا دستِ غم بہ پیشانی

از برائے خدا و بہرِ رسول — واگزارید راہِ نادانی

ہمہ بالاتفاق برخیزید — ہمہ با یک دلی و یک جانی

ہر یکے با کمالِ صدق و صفا — ہر یکے در رضائے یزدانی

جملہ کوشید در ترقیِ قوم — اے بزرگاں اقاصی و دانی

اُطلبِ العلم بر زباں آرید — ہمہ از دولتِ مسلمانی

دین و دنیا تلاش افغان ست — علم و دولت معاشِ شروانی

نیزہ شاں شد قلم زباں شمشیر — کاغذ آما جگاہ چوگانی

گر زمانے بریں روش باشید — حق دہد خاتمِ سلیمانی[1]

گوئمت خاتمِ سلیماںؑ چیست — علمِ دنیا و علمِ عرفانی

علم باشد عصائے ہر موسیٰؑ — علم بشر را کند نگہبانی

علم جاں بخش چوں دمِ عیسیٰؑ ست — ہم جہاں بخش و ہم جہاں بانی

علم در ہر زباں کہ بود نکوست — عربی یا زبانِ سریانی

مختصر در زمانۂ امروز — علم حاجت بود بجز رانی

[1] کنایۂ بلیغ ازیں واقعہ کہ سلیمان خاں صاحب رئیس چھرہ مال و منالِ وافر داشت و توجہ بحالِ مدرسہ موفور۔ مگر از حوادثِ روزگار و قضائے ایزدِ کردگار مجبور ماند و از اتمامِ کار معذور ”فانا للہ و انا الیہ راجعون“
مرتّب

مگر از آسماں ببارد علم — این نه آید ز مشقِ دہقانی

علم خواہد که جاں بہ من بازید — تا دہم اجر لعلِ رمّانی

علم گوید که صرف زر بکنید — تا کنم بر شما دُر افشانی

پس عزیزاں ز نوشدارو ے علم — دردِ خود را کنید درمانی

بس مزمّل زباں بکام گزار — تا کجا این ہمه غزل خوانی

تا کجا وعظ ہاے نغز و شگرف — تا کجا پند ہاے لقمانی

تا کجا رزم گو چو فردوسی — تا کجا بزم خواں چو خاقانی

تا کجا فیض خواه از سنجر — تا کجا راز جو ز قاآنی

ہاں بہ شغلِ دعاے قوم بکوش — درگذر از فلان و بہمانی

ربنا ارحم علیٰ جماعتنا — حالِ ما ایزدا تو می دانی

بہ طفیل نبی و آلِ نبی — رحمتِ خویش دار ارزانی

شوقِ علمی بہ بخش و ذوقِ عمل — حلِّ مشکل نما بآسانی

دولتِ حبِّ دین و دنیا بخش — دور دار از خراب و ویرانی

دوستاں شاد دشمناں پامال — جانِ حسّاد در پریشانی

سعی ہاے حبیب رحمن خاں — جمله مشکور کن که منّانی

درس گاهِ علومِ مدرسه را — ذاتِ او باد سید ثانی

من و سوداے خیر خواہیِ قوم — قوم و دریاے جودِ ربّانی

شکر گویانِ فضلِ تو باشم

تا بآں دم که جان بستانی

بملاحظہ سید برکت
[illegible]

# مثنوی

شعرِ لا اعلم[1]

رسم ست کہ مالکانِ تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

عرض کردہ ام

مزّمّلِ خستہ دل کہ پیر ست (۱) در مجلسِ قوم ہنوز اسیر ست
نے پائے فرار و رستگاری نے جائے قرار و استواری
نے تابِ فغان و شیون و آہ نے طاقتِ صبر قصّہ کوتاہ
نے کیسۂ زر بقدرِ ہمّت نے کار بمقتضائے فرصت
نے سنگ دلم نہ آہنی دل از دستِ دلم بہ سخت مشکل
دل گرچہ فراخ جیب تنگ ست انکارِ سوال عار و ننگ ست
در خدمتِ خلق استوارم ہر چند ضعیف و خاکسارم
مقسوم نمی تواں خریدن بہ باد نمی تواں پریدن
کشتِ اُمّید رفت برباد
فریاد خدائے پاک فریاد

(بوقت صبح بمقام کوٹھی ندری موزوں کردہ و بموقع جواب ایڈریس
مارہرہ اسلامیہ اسکول خواندہ شد - ۲۴ر فروری ۱۹۲۲ء)

---

[1] سعدیؒ در گلستاں مرتب

# حکایت و شکایت

(۱)

حبیبِ[1] ما کہ مہیّاست صیدِ دلہا را — بباک ارادہ کند خونِ صد تمنّا را

گہے بمہر کند رام مرغِ وحشی را — گہے بقہر براند ادیبِ یکتا را

گہے بہ غمزہ برد ہوش از سرِ زاہد — گہے بعشوہ فریبد ہزار دانا را

گہے حلال کند خونِ عاشقِ مسکیں — گہے حرام کند بادۂ مصفّا را

گہے بمصطبۂ شعر درسِ عشق دہد — گہے فروغ دہد منبر و مصلّا را

گہے بمنزلِ من آمدن کند وعدہ — وفا بغیر کند گاہ عہدِ فردا را

غرض کہ دوش مرا منتظر گزاشت گزشت — بہانہ کرد تماشائے کوہ و صحرا را

برائے سیر حریفِ دگر بہمرہ برد — خبر نہ کرد عزیزانِ ناشکیبا را

سفر مبارک و عمرش دراز و بخت بکام — خدا کند نہ پسندد دگر جدا ما را

قیام گاہ چو معلوم نیست نامہ گسیل — چساں کنم کہ ندانم مقامِ عنقا را

صبا پیامِ من ایں شعرِ بلبلِ شیراز — ق — رساں حلیبیں و ائیں نگارِ رعنا را

"چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی — بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را"

منِ غریب تمنّائے وصلِ تو ہیہات — بہر حریص نہ بخشند منّ و سلوٰی را

غلامِ سیرتِ خوبیم و جاں ہمی بازیم — براہِ دوست اگر خو کند تولّا را

من و خدا کہ مزمّل نیاز مندِ شماست
سوائے مہر نخواندہ است ہیچ الف بارا

---

[1] نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی — مرتب

# قطعات

## قطعۂ تاریخ

۱

تیغِ[1] فولاد و قبضۂ زرّیں (۱) کمر و فرقد و قبا و عبا
سندِ خدمت و رضامندی — بمن از وائسرائے شد چو عطا
سنہ ہجریش داں "فروغ دوام" ۱۳۳۷ھ
بعد قلّ سروش کرد ندا

(۲۴ دسمبر ۱۹۱۸ء)

---

لیس للانسان الّا ما سعیٰ

سعی کن در کار اے مردِ خدا (۲) — کار در دنیا و در عقبیٰ جزا
کارِ دنیا ہم بغیر از جہد نیست — "لیس للانسان الّا ما سعیٰ"

(بوقت سہ پہر ۳ ستمبر ۱۹۳۳ء بھیکم پور)

---

ھو الغفور الرحیم

عمرم بہ شصت و ہفت رسیدست اے خدا (۳) — از صد ہزار طاعتِ تو یک نشد ادا
قد جئت عند بابک یا غافر الذنوب — الملتجی بعفوک یا من لہ البقا

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] اجزائے خلعت بہ سلسلۂ صلۂ خدمات جنگ عظیم — مرتّب

## اللہ الصمد

(۴)

سرگرم بکلام آمدہ ام مدحِ رسا را | بکلکم ہمہ آمادۂ صد مدح و دعا را
کلکم آمدہ در مہلۂ ہر کلمہ در آرم | سدّ آمدہ در راہ سرِ مدح سرا را
ممدوحِ مرا علم و عمل حاصلِ طالع | دادار بہ کرم دادہ کرام الامرا را

مزمّلِ علّامہ دعا کردہ اعادہ
در درگہِ اللہ سحرگاہ و سارا

(حسب فرمائش مسٹر ہملٹن صاحب بہادر جنٹ مجسٹریٹ علی گڑھ
بتاریخ ۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء)

---

## ھوالقدیر

(۵)

طرفہ تر جائیست بھیکم پورِ ما[1] | نیست کس تا بہ کند ناسورِ ما
از بلائے تیرگیِ اختلاف | شد سرِ مایہ سیہ کافورِ ما

(شب مابین ۳ و ۴ ستمبر سنہ ۳۳ء بھیکم پور)

## ھوالمستعان

(۶)

رحم کن یارب بہ بھیکم پورِ ما | فضل کن بر قریۂ رنجورِ ما
دور کن از ما نفاق و اختلاف | صدقۂ جدّ و ابِ مغفورِ ما

(۴ ستمبر سنہ ۳۳ء قبل دوپہر۔ بھیکم پور)

---

[1] مولد و مستقر ریاست نواب صاحب مرحوم۔ مرتّب

بسم اللہ سبحانہ

درِ[ل] رسید زر رسیدہ نظمِ تابانِ شما (۷) شادماں گشتم ز شعرِ شکّر افشانِ شما
زر کہ در ملکِ من است البتہ انعامِ خداست ہدیۂ نظم است بر حزّ مّل احسانِ شما

(۲۷ ستمبر ۱۹۳۱ء)

---

## لاحول ولا قوۃ

حول و قوّت نیست کس را غیرِ ذاتِ کبریا (۸) با علوّ و عظمتِ او کارہا گردد روا
ایں عقیدہ پیش گیر و در عمل مردانہ کوش ہمّت از مرداں بود امداد باشد از خدا

(شب ۱۸ و ۱۹ اگست ۱۹۳۲ء)

---

ب

شعر گفتن چیست؟ گویم با تو اے عالی جناب (۹) گنجِ پنہاں را عیاں کردن برائے احتساب
خونِ دل خوردن جگر کاویدن و جاں سوختن چیدنِ گلہائے معنی در امیدِ انتخاب

(شب ۷ جولائی ۱۹۳۳ء)

شبِ ماہتاب است و غافل بخواب (۱۰) نداند بہائے شبِ ماہتاب
شبِ ماہتاب اے کہ جانِ پدر نشاید کہ ضائع کنم جاں بخواب

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

ل شاعرے و سیدے و سجّادہ نشینے رانی ساعۃ العسرۃ دست گرفتہ بودند مرتّب

(۱۱)

سالِ نو یادا مبارک باطرب　　برعبید اللہ خاں از فضلِ رب
ایں رباعی را مزمّل عرض کرد　　فی البدیہہ با خلوص و با ادب

(بجواب مبارک باد سالِ نو ایں رباعی[1] گفتہ بخدمت کنور محمد عبید اللہ خاں صاحب رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر ارسال کردہ شد - ۵ر جنوری ۱۹۰۸ء یوم یک شنبہ بمقام بھیکم پور وقت ۹½ نہ و نیم ساعت صبح نوشتم)

(۱۲)

مزمّل رحمتِ حق بے حساب ست　　کسے را کے مجالِ احتساب ست
بجائے چار بارش پنج مہ شد　　ہمہ روئے زمیں دریائے آب ست

(سہ پہر ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۳ء اثنائے راہِ دادوں)

(۱۳)

خیّام بگوید کہ جہاں جملہ سراب ست　　سرمایۂ گیتی ہمہ عیش ست و شراب ست
من نیز جہاں را گزراں دانم و لاشے　　در مشربِ من حاصلِ آں کارِ ثواب ست

(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴)

بر زمینداران[2] یوپی - عرصہ تنگ افتادہ است　　ناخدا بیچارہ در کامِ نہنگ افتادہ است
نیست چوں سرکار را اصلا سروکارے زما　　کاشتکار اغوا شدہ از ما بجنگ افتادہ است

(بہ اثنائے سفر الہ آباد - در ریل ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] مراد از چار مصرعۂ قطعہ - مرتب [2] اشارہ بمعاملات فی مابین حکومت کانگریسی و طبقۂ زمینداران - مرتب

بسم اللہ تعالیٰ شانہ

(۱۵)

در میانِ مذہب و سائنس جنگ افتادہ است
بر گروہِ حق پرستاں عرصہ تنگ افتادہ است
دورِ تیر و نیزہ و شمشیر و خنجر در گزشت
حالیا ہنگامہ با توپ و تفنگ افتادہ است

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۶)

طرفہ شغلِ شاعرم اختیار افتادہ است
کارہا بسیار و دل در انتشار افتادہ است
شب تخیلہائے مضموں روز ہا موزوں کنم
جانِ مزمّل رہینِ خلفشار افتادہ است

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۷)

ضیاء الدین احمد ڈاکٹر در علمِ اعداد ست
ضیاءِ دین و دانش از برائے او خدا داد ست
بہر کس دادِ می بخشد ز ہر باب داد می گیرد
فقط بر بندہ مزمّل نمی بہرش بیداد ست[1]

(شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۳۳ء)

(۱۸)

ما دیانے کہ ز لندن بجہاز آمدہ است
دور و دم ہست کہ از راہ دراز آمدہ است
رنگ مشکی است چو گیسوئے بتانِ طنّاز
در تگاپو ہمہ رہ شعبدہ باز آمدہ است

(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] تلمیح لطیف و ملیح بقول من عزّ و جلّ "لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطٰن" (من اولہا الی آخرہا)
مرتب

## هوالقاهر فوق عباده

هر مکینے را مکانے دیگرست (۱۹) هر زبانے را بیانے دیگرست
حکمراں در ہند بسیار ند لیک مالکم ہیلی[۱] نشانے دیگرست
(۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء در پنج دقیقہ موزوں کردم)

هرگز گماں مدار کہ شیطاں قوی ترست (۲۰) متاعِ خیر ہست و ز انساں قوی ترست
در جہدِ کارِ خیر بماں ۔ وسوسہ گزار "دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی ترست"

شاعری در موسم باراں خوش ست (۲۱) سیرِ جوئے[۲] نیم با یاراں خوش ست
موسم سرما شد و خوں سرد گشت مشق با چوگان و اسواراں خوش ست
(شب ما بین ۲۱ و ۲۲ نومبر ۳۳ء)

چیف جسٹس سر سلیماں[۳] آنکہ فخرِ قوم ماست (۲۲) بندہ را ممنون کرد و حاضریِ من بجاست
حاضرم چوں مورد پیشِ سلیمانِ نبی خواہ کُش یا دانہ دہ قربانِ تو ۔ فرمان تراست
(با ثنائے سفر الہ آباد در ریل ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[۱] سر میلکام ہیلی (حال لارڈ ہیلی) سابق گورنر صوبۂ ہذا مرتب

[۲] نیم ندی کہ بھیکم پور قدیم عین بر لب آں واقع ست مرتب

[۳] آنریبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان نائٹ ایم اے، ایل ایل ڈی، بیرسٹر ایٹ لا ۔ سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا و وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی مرتب

## حبّ الوطن من الایمان

اگر وطن چمن ست از سیاستِ مدن ست (۲۳) وگرنہ فز بلہا جائے زاغ و ہم زغن ست
باتّفاق بکوش از برائے خوبیِ ملک کہ اتّفاق سبیلِ ترقیِ وطن ست

(شب ما بین ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۲۴)
فضائے عالمِ خاکی ہمہ برباد و ویراں ست ہزاراں فتنہا در دامنِ این زماں نہاں ست
مشو نومید چوں شرّے دریں عالم پدید آید "عسی ان تکرھوا شیئاً لکم خیراً" بقرآن ست

(شب ما بین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

محمّدؐ رحمۃٌ للعالمین ست (۲۵) سزاوارِ ہزاراں آفرین ست
حدیثِ اوست شرحِ سرِّ عرفاں ہدایت نامۂ دنیا و دین ست

(شب ما بین ۱۹ و ۲۰ اگست ۱۹۳۳ء در وقفہ ہائے خواب و بیداری نوشتہ شد)

## ھو اللہ السّمیع العلیم

زباں یک مضغۂ بے استخواں ست (۲۶) ولیکن زیرِ فرمانش جہاں ست
بہ لا گفتن بلاہا بر سر آرد بلیٰ گفتن براتِ عاشقاں ست

(شب ما بین ۲۰ و ۲۱ اگست ۱۹۳۳ء)

## اللہ باقی من کلّ فانی

ریاض الحسن آں امینِ ریاست[1] (۲۷) کہ بُد صاحبِ عقل و ہوش و فراست
"ظفر منزل" ایں قلعہ را نام کردہ روانہ شدہ زیں جہاں سوئے جنّت[2]

(شب ما بین ۲۳ و ۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

۱؎ ریاست خود ۲؎ مادۂ تاریخ ۱۳۰۷ھ ہم دارد - مراد از قلعۂ نو کہ باسم "نئی گڑھی" ہم موسوم ست
مرتّب

سنه ۱۹۲۶ء

(۲۸)

درسالِ نوزده صد و بالاش بیست و هفت  ---  این خانهٔ خدا که به اتمام نقش بست[1]

یارب قبول کن زمن این ہدیۂ حقیر  ---  مزّمّلِ غریب گنہگار و بیکس ست

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۹)

بعلم و فضلِ خود نازش ذمیم ست  ---  تفاخر بر همه دانی سقیم ست

مگر آگہ شُد از نصِّ قرآں  ---  که فوقَ کُلِّ ذی علمٍ علیم ست

(۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۳۰)

مفتیِ شام که با جملہ شکوه و شان ست  ---  اے خوشا وقت که در خانهٔ من مهمان ست

شکوه ہا از طرفِ مالکِ خودش هست بسے  ---  بنده از غفلتِ یارانِ وطن حیران ست

(۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۱)

حاصلِ دنیا فقط کارِ نکو ست  ---  کارِ نیکو مغز و باقی جملہ پوست

مردِ صالح باش و از طالح گریز  ---  از همه بگسل سوائے ذاتِ دوست

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ اگست ۳۳ء)

هو العلی الحلیم

(۳۲)

کشتی قوم در تلاطم هست  ---  اتفاق از میانِ ما گم هست

بر نفاق ست انحصارِ عمل  ---  اے خدا جائے صد ترحم هست

(۱۱ جون ۱۹۳۳ء شب)

---

[1] مسجد قلعۂ ظفر منزل

(۳۳)

مسلم و اسراف ہر دو لازم و ملزوم ہست — ہر کہ مسلم نیست اندر این زمانہ شوم ہست

برکتِ اسراف بیں در خانۂ اعیانِ قوم — خانہ ویران ست بر سقفش صدائے بوم ہست

(۸ / جولائی ۱۹۳۳ء)

## قطعۂ تاریخِ باغِ دادوں

(۳۴)

جنابِ اقدسِ احمد سعید خاں مرحوم — چو روے پاک ز چشمِ جہانیاں بنہفت

دلِ عزیز ابوبکر خاں بہ ماتمِ او — ہمیشہ رنجہ بماند و بہ ہیچ گہ نشگفت

بہ یادگارِ پدر از سعادتِ ازلی — "سعید باغ" نصب کرد و دُرِّ نیکی سفت

مزمل از سرِ جودت برائے تاریخش

"بنامِ والدِ ماجد سعید باغ" بگفت

۱۳ ۲۹

۳ ج

۱۳ ۳۲ ھ

(۳۰ / جولائی ۱۹۱۸ء)

(۳۵)

اے مزمل ہیچ میدانی دلت دربندِ کیست — جلوۂ بے حاصلِ معشوقۂ دنیات چیست

حیلہ و مکر و فریب و بے وفائی و نفاق — بر چنیں محبوبہ دل بستن کمالِ ابلہی ست

(شب مابین ۲۲ / و ۲۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

(۳۶)

عجب مدار چو شعرم ز عشق و بادہ تہی ست — نہ ذکرِ مطرب و ساقی نہ گل نہ سرو سہی ست

سخن درست بگویم اگر کنی باور — گہے نہ بادہ کشیدم نہ عشق و بوالہوسی ست

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ / اکتوبر ۱۹۳۳ء)

من ملّا زخیرہ بہ فردِ تو نامِ نیست (۳۷) اندیشہ ات ز فرقِ حلال و حرام نیست
"لا تقنطوا" بیا دم و بخشا یدم خدا "در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست"

(۷ رجون ۱۹۰۲ء در اثنائے راہ علی گڑھ)

هوالله الولی

دوستانند کہ با تو ہمہ شاں خندہ لبی ست (۳۸) دشمناں را ہمہ آزردگی بے سببی ست
تو بشغلِ عملِ خویش بمان و خوش باش ایں ہمہ دوستی و دشمنی حرماں طلبی ست

(شب مابین ۹ و ۱۰ استمبر ۱۹۳۳ء و بقیہ بوقت صبح ۱۰ ستمبر)

اے آنکہ بجز ذاتِ تو فریاد رسے نیست (۳۹) غیر از تو مرا در دو جہاں دادرسے نیست
بکشائے درِ رحمتِ خود بر منِ مسکیں جز حجّ و زیارت بدلِ من ہوسے نیست

(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مولوی گر بد کند ہم مولوی است (۴۰) من اگر نیکی کنم عینِ بدی است
درسِ قرآں خوانم و درسِ حدیث مدعی گوید کہ ایں ہم جاہلی است

(شب یکم اگست ۱۹۳۳ء)

الغیاث از بارِ عصیاں الغیاث (۴۱) الغیاث از جہل و نسیاں الغیاث
المدد اے مالکِ الملک المدد الغیاث اللہ رحمٰن الغیاث ق

(شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ج

رواج ہست کہ بر ہر سرے کہ باشد تاج ⁽⁴²⁾ بہر طریق کہ آساں بود بگیرد باج
بہ ہند طرزِ نوی در جہاں نہا باشد نہ تاج باشد و نے باج در کفِ سوراج[1]

(شب ما بین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۹۳۵ء

بسالِ نوزدہ صد سی و ہم پنج ⁽⁴³⁾ شدم فارغ ز افکارِ غم و رنج
مشرف گشتم از حج و زیارت ربودم از سعادت گنج در گنج

ح

ز خوابگاہ چو خورشید بر دمد بہ صباح ⁽⁴⁴⁾ صلا دہد کہ بود خونِ بے گناہ مباح
چو سر بہ تکیۂ خواب آورد بوقتِ غروب بہ "شہرِ عاشق" شب می دہد بہ ظلم صلاح

(شب ما بین ۴ و ۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

خطبۂ صدرِ عبیدی[2] کہ بیانے ست فصیح ⁽⁴⁵⁾ بہ عبارات و بلیغ و بہ اشاراتِ ملیح
پند ہائے کہ درو بہرِ مسلمانان ست جانِ تعلیم و عمل راست چو اعجازِ مسیح

(شام و شب ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

د

در الہ آباد کہ آباد باد ⁽⁴⁶⁾ حضرتِ سپرو[3] بکمالِ وداد
گفت کہ آیم بحضورش ضرور چائے خورم غم نخورم از فساد

(باثنائے سفر الہ آباد در ریل ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

[1] اشارۂ فصیح و صریح تدلیس و تلبیس کانگریس مرتب [2] مولانا عبید اللہ سندھی عالم مشہور۔ مذہب سکھ را ترک گفتہ در آغوشِ اسلام آمدہ۔ بخوفِ حکومت انگلیسی در ۱۹۱۵ء از ہند بیروں رفت و در اواسط ۱۹۳۸ء باجازتِ حکومت کانگریسی واپس آمد و در کلکتہ صدرِ "جمعیت علمائے ہند" شد و خطبۂ سیاسی داد مرتب [3] ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو مقنن و ادیب سیاسی شہیر و طن‌ش

بسمہ تعالیٰ شانہ

چہ نسبت ست بہ اقبالِؔ بندۂ ناشاد (۴۷) بغیر ایں کہ بود داغِ ہر دو را اُستاد
دگر ہمیں کہ ز درد و غمِ تباہیِ قوم یک از لہور و یک از کول می کند فریاد
(لاہور، علی گڑھ)
(شب ما بین ۳ و ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

دلم ہر لحظہ بر جانم ز ہر سو انتشار آرد (۴۸) بکارِ دیگراں مصروفیش صد خلفشار آرد
ہزاراں بار گفتم صد ہزاراں بار می گویم کہ اے شوریدہ سر ایں قصہ رنج بیشمار آرد
(شب ما بین ۲۵ و ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

ھو العلیم

شاعرک طرفہ ماجرا دارد (۴۹) گہ بیک لحظہ شعرہا آرد
گہ پئے مصرعے و قافیئے مدّتے سر ز فکر می خارد
(شب ما بین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

یارِ ما طرفہ خصلتے دارد (۵۰) مخلصِ خویش را بیازارد
ہر کہ پروائے او ندارد ہیچ پیشِ او لا بہا ہمی آرد
(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

سنجر آہنگِ الاماں دارد (۵۱) گلہ از جورِ آسماں دارد
اے مزمّل بہ دادِ آدمی رس قولِ مردانِ دہر جاں دارد
(۴ جون ۱۹۰۱ء ساعت دہ و نیم شب)

(۵۲)

سخن ہا ہست در عالم کہ بر خاطر گراں باشد — ہزاراں فتنہ در دنیاست کز آں خوف جاں باشد
مشو دل تنگ از شر و شرارت ہائے ایں دنیا — خدا شرّے بر انگیزد کہ خیر دیگراں باشد

(شب ما بین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۳)

دلِ من ہیچ نداند کہ چہ آساں باشد — گاہ حیراں بود و گاہ پریشاں باشد
ہیچ از من نہ پذیرد۔ نہ کند گوش سخن — پس مرزّمل صلح از من بچہ عنواں باشد

(شب ما بین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۴)

نوازش ہائے سپرو[1] بہر ہر خرد و کلاں باشد — بسانِ ابر فیضانش بکشت و بوستاں باشد
دو سہ روز ست تا شد و لیبرلے ہند مہمانش — ببیں امروز مزّمل غریبے میہماں باشد

(بہ اثنائے سفر الہ آباد در ریل ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۵)

بیجر ماکہ ڈاکٹر باشد — نام رنجیت با ظفر باشد
حکم فرمود تا شوم حاضر — آرڈر ہست و کے مفر باشد

(الہ آباد۔ شب ما بین ۱۴ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۶)

دریں دنیا بغیر از غم نباشد — اگر بسیار باشد کم نباشد
ز خاک افتادگاں گر دے نشوید — بخون غلطیدگاں ماتم نباشد

(۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء بمقام بھیکم پور بہ چند دقیقہ وقت سے پہر درست کردہ شد)

---

[1] نیز ملاحظہ باشد شمارہ ۴۶ مرتب

## ھُوالباقی

ہستیِ دہر مپندار کہ یکساں آمد (۵۷) شادی و غم ضرر و نفع بہر آں آمد
صبح ہر روز بہ سامانِ دگر جلوہ کند "کل یوم ھو فی شان" بہ قرآں آمد
(۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

## قُل ھُوَاللہُ اَحَدُ

خدائے ما احد است و خدائے ما ست صمد (۵۸) نہ ہیچ کس بودش والد و نہ ہیچ ولد
نہ رشتہ اش بہ کسے و نہ کفو او ست کسے نہ از کسے بودش احتیاجِ نصر و مدد
(متعلق مضمون رسالہ معارف گفتہ شد) (۱۷ و ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء)

طفلاں بہ ریشِ پیر نمایند ریش خند (۵۹) غافل ازیں کہ ایں ہمہ طفلی ست تا بچند
گردانِ گیتی بر گردانِ سال خورد از شوخی آورند بہ امید قید و بند
(خطاب بجواب جناب حافظ محمد علی اکبر خاں صاحب حسن پوری المتخلص بہ رین بسیرا) (۲۷ جون ۱۹۳۴ء بوقت ۱ بجے دن (در ۵ دقیقہ)

خداوندانِ یونیورسٹی آخر اماں دادند (۶۰) بہ رد پنج و چل سالم نوید شادیگاں دادند
چو کردم خویش را از کارِ وائس چانسلری ڈسمس بمن از ڈگریِ ایل ایل ڈی نام و نشاں دادند
(شب مابین ۲۳ و ۲۴ نومبر ۳۳ء)

مرا بغیر طلب ہوم ممبری دادند (۶۱) بکمترین جہاں اوجِ برتری دادند
ز قدر دانیِ سر مالکم جزاے عمل نواب بودم و حالا بہادری دادند
(بوقت صبح گورنمنٹ ہاؤس الہ آباد - ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء
بہ عہد گورنری سر نواب صاحب چھتاری)

## هو العلی العلیم

دوستاں کینہ و زیدند خرد باختہ اند (۶۲) بہرِ آزردنِ من انجمنے ساختہ اند
دوستی ہست بہ پیدا و بہ پنہاں خفگی    تیغِ بیداد و جفا بر سرِ من آختہ اند
(۳ و ۴ اگست ۱۹۳۳ء)

سنہ ۱۹۱۰ء
بہ سال یک ہزار و نہ صد و دہ (۶۳) بہ نوّابی مرا ممتاز کردند
مزمّل گفت در تحسینِ ایں کار    درِ انصاف بر ما باز کردند
(بر بسترِ خواب شب مابین یازدہ و دوازدہ۔ بمقام بھیکم پور۔
بتاریخ ۱۲ جون ۱۹۲۴ء گفتہ شد)

اگر تو سست و ضعیفی ذلت فگار کنند (۶۴) وگر تو چست و قوی از تو اعتذار کنند
ز گاؤ شیر بدوزند و رم ز شیر کنند    گیہ ز ہیچ کنند و حذر ز خار کنند
(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

صحت و دولت گرت حاصل بود (۶۵) عقلِ استعمالِ ایں کامل بود
بہرہا یابی ز آرام و خوشی    بہر یاراں فیضِ تو شامل بود
(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

بادیہ پیمائے غربت بادہ پیمائی چہ سود (۶۶) مژدہ کے مردی کند کر کے شنید آوازِ عود
بے عمل ہرگز نیابد دولتِ دنیا و دیں    در عمل می کوش مزمّل پئے مقصود بود
(۹ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۶۷)

حسد عذابِ الیم ست و غصۂ بے سود　　حسود رنج کند یشکر می کند محسود
مکن ستیزہ ز تقدیر و حکمِ ربِّ قدیر　　بدستِ تو نہ دہند اختیار بود و نبود
(۲ر اگست ۱۹۳۳ء)

(۶۸)

۱۹۲۵ء

بسالِ بست و پنج و نوزدہ صد　　شدہ اتمام ایں قصرِ مشیّد
مُزمل منزلش موسوم کردم　　بہ یک گوشہ شدہ تعمیرِ معبد (مسجد)
(کوٹھی علی گڑھ ۲۳ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۹)

ز ما شوریدگاں شیون نیاید　　کہ جوئے آب از گلخن نیاید
اگر سوزانیم خاموش سوزیم　　کہ دود و شعلہ از آہن نیاید
(۱۸ر نومبر ۱۹۰۲ء مقام بھیکم پور بعد مغرب در جلسۂ احباب بہ دو دقیقہ فی البدیہہ گفتہ و قلم برداشتہ نوشتہ شد)

(۷۰)

دوش از دوست بمن شکوہ و پیغام رسید　　کز توام عہد وفا ناقص و ناکام رسید
گفتم از شکوہ چہ حاصل چو بہ قربانِ توام　　گفت از لابہ چہ سود ست چو انجام رسید
(از یکم تا پنجم مئی ۱۹۲۲ء برائے آغا محمد اصفہانی تاجر نیل کلکتہ بجواب شکایت افزائے شاں گفتہ)

## قطعۂ تاریخی

(۷۱)

۱۹۲۴ء

خطابِ تازہ کے سی آئی ای ام چوں بکار آمد　　بہ سال یک ہزار و نہ صد و بست و چہار آمد
عطائے جارج پنجم امپراطورِ معظّم را　　متاعِ جانِ مزّمل بہ صدقِ دل نثار آمد
(بتاریخ ۵ جون ۱۹۲۴ء)

(۷۲)

خطابِ تازۂ "نوابِ بہادر" چو رسید ۔۔۔ ز دوستانِ من آمد پیامہائے نوید

بہ سنِ نوزدہ صد سی و سہ زسالِ مسیح (۱۹۳۳ء) ۔۔۔ ز پیشگاہِ حکومت رسید لطفِ مزید

## قطعۂ تاریخِ باغ دادوں

پدر شجاع و خرد مند و عابد و زاہد ۔۔۔ (۷۳) پسر خلیق و لئیق و سخی و نیک و رشید

پدر محمد احمد سعید خاں مرحوم ۔۔۔ پسر محمد ابوبکر خان جوانِ فرید

پدر بہ رحمتِ پروردگار شد واصل ۔۔۔ پسر ز فضلِ خدا رونقِ قریب و بعید

پسر بنامِ پدر از سعادتِ ازلی ۔۔۔ "سعید باغ" نصب کرد خوب و نغز و جدید

مزمّل از سرِ جودت برائے تاریخش

بگفت در سنۂ ہجری "وقوعِ باغِ سعید"

۱۳۲۹
۳ = ج
۱۳۳۲ھ

(۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء)

## ھُوَالعَزِیز

بماہِ جون سنِ یک ہزار و نہ صد و چار (۱۹۰۴ء) ۔۔۔ (۷۴) خطابِ "خان بہادر" عطا شد از سرکار

بود مبارک و میمون بہ قومِ شروانی ۔۔۔ کہ تا بحال زمایاں کسے نہ کرد ایں کار

(۳۰ اگست سنہ ۱۹۳۳ء)

دوش واعظ رفت بر منبر بشانِ افتخار ۔۔۔ (۷۵) گفتنی ہا گفت تلخ و ترش و تند و جاں فگار

منعِ من فرمود از دعوائے عشقِ مصطفیٰ[۱] ۔۔۔ چیست مزمّل بگو زیں بیش ما را تدبیر کار

(۹ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

[۱] نیز ملاحظہ باشد شمارہ (۹۰) مرتب

[illegible]

بدشتِ نارتھ تیہری[1] جفتِ گلدار (۷۶) بیک ساعت شدہ از مرگ و چار
مہارانیِ سنگہائی بالطاف ضیافت کرد باتکریم بسیار
(۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

رفتم برائے صید بہ پائین کوہسار (۷۷) یک شیرِ نر بہ لال کنواں[2] کردہ شد شکار
گلدار نیز سہ چو ہلاکِ تفنگ شد واپس شدم بخانہ ثنا خوانِ کردگار
(۹ ستمبر ۱۹۳۳ء)

باسمہٖ تعالیٰ شانہ

آمدیم از بہر تبدیلِ ہوا در کوہسار[3] (۷۸) یک جہان دیدیم پُر از صنعتِ پروردگار

پشتہ ہا بر پشتہ ہا استادہ از سنگِ سطبر ہمچو عزمِ شہریار محکم و استوار
سبزہ ہا بر سبزہ ہا روئیدہ بر اندامِ کوہ چشمہ ہا از چشمہ ہا جاری بسوئے جویبار
سنگ ہائے رنگ رنگ افتادہ در دامانِ کوہ تودہ ہا بر تودہ ہا بین و قطار اندر قطار
تختہ ہا بر تختہ ہا روئیدہ گلہائے عجیب ہر یکے خنداں بسانِ ماہ روئے گلعذار
در بیانِ لطفِ تالابش زبانم قاصر ست کز صفائش تختۂ بلّور باشد شرمسار
سطحِ آبِ نیلگونش ہمچو سقفِ آسمان زورقِ سیمیں در و ہمچون ہلالِ آبدار
لعبتِ افرنج در کشتی بر آبِ نیل گوں مشتری گویا بہ کشتیِ ہلال آمد سوار
حالِ اشجارِ سرِ کہسار چوں گوید کسے سر بلند و بے نظیر و بے مثال و بے شمار
آب آں آبِ حیات ست و ہوائش جاں فزا منظرِ او تازگی بخشِ نگاہ و جانِ زار

---

[3] علاقہ کوہستانی در سلسلۂ کوہ ہمالیہ متصل سرحد تبت مرتفع ۶۴۰۰ فٹ نینی تال ۱۲

میوہ ہائے او لطیف و چاشنی دار و حسیں — نازک و خوش بو و خوش صورت لذیذ و خوشگوار

از زمینِ او چہ گویم آسمانِ رفعت ست — خاکِ آں را تا میہ شد چاکر و خدمت گزار

خاکِ تخم سوختہ گر افگنی بالائے آں — اندکے آید کہ تا بالد درختِ شاندار

آفریں بر ساکنانش صد ہزاراں آفریں — ہر یکے مہماں نواز و نیک خو و نامدار

فی المثل گر کوہِ نینی تال ملکِ جنّت ست — بیگماں حور و ملائک ساکنانش را شمار

سوختہ جان و پریشان و ار اینجا آمدم — از ہجومِ کارِ خویش و فکرِ کالج زیر بار

آنریبل برن و لیڈی برن خاتونِ گزیں — مہر پرور، مہر گستر، مہربان و مہربار

از عنایت ہائے بے پایاں مرا بنواختند — بندہ ام ممنونِ ایشان و محبّ و جاں نثار

لارڈ مسٹن[1] حاکمِ ذی ہوش و راد و نامور — لطفہا فرمود بر من بیکران و بے شمار

اندریں حالت فقط آسودہ بودم پنج روز — ناگہاں[2] آمد خیالِ کار و افکارِ ہزار

از پلنگ بر جستم و ناگہ ز جا بر خاستم — و از فرازِ کوہ بس دیوانہ وش کردم فرار[3]

آمدم چوں در علی گڑھ خستہ و تفتہ چہ پا — سر بزانوئے تفکّر بود جاں در خلفشار

کالج و مزمّل و مزمّل و افکارِ قوم
طول اللیلی مغشے طول التجلی الہٰہا

[3] جائے ایں مصرعہ خالی بود - منِ ہیچمداں پُر کردہ ام
مرتّب

(۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء)

---

[1] زماں ایں سیر موسمِ گرما در سالے مابین سنہ ۱۹۱۰-۱۴ء باشد کہ سر جیمس مسٹن (حال لارڈ مسٹن) ہم دراں زماں حاکم (لفٹنٹ گورنر) ایں صوبجات بود مرتّب

[2] نوّاب صاحب مرحوم از کار و بارِ مستقر خود دور ماندن ہیچ گاہ پسند نمی فرمود - و تمامی راحت و آسائش خود در مصروفی و کارہائے خود می دانست - نیز آب و ہوائے سرد با مزاج او نمی ساخت مرتّب

(۸۹)

اے کہ شانِ عزّ و رفعت از کمالت آشکار ‏— نثرِ تو مرغوب و نظمت خوب و قولت با وقار
آنچہ بنوشتی بہ من در بارۂ القابِ خود ‏— بندہ را ہرگز نباشد در قبولش اعتذار
لیک حیرانم چہ گویم تا بود شایانِ تو ‏— نیز دہقانانِ اینجا را نباشد زو فرار
نام تو خوانیم یا فرخندہ ات گوئیم اگر ‏— این نباشد خالی از تصغیر محض و احتقار
حضرت ار خوانیم آرے تو سزاواری مگر ‏— بر رواج و بر قبول او ندارم اختیار
الغرض ہستم بفکرِ اینکہ تا پیدا کنم ‏— یک خطابِ نغز و خوب و دل پسند و خوش گوار
وآنچہ بنوشتی بہ من در بابِ اکل و شربِ خود ‏— انتظامش ہیچ مشکل نیست بر من زینہار
در دو سہ روزِ دگر بنویسمت تفصیلِ حال ‏— تا چگونہ بودہ باشی فارغ ازاین اضطرار
ہست مشکل گر شماری تر از آن آسان تر ‏— می توانم کرد دراین باب ہم قول و قرار
گر جوابِ نامہ خواہی ہیچ تعجیلے مکن
وقتِ من محدود و کارِ من بہر ساعت ہزار

## ہوالمعزّ

۱۸۹۷ء[۱]

ز سالِ ہیژدہ صد ہم نود و ہفت شمار ‏— (۹۰) مجسٹریٹ بہ اعزاز گشتم از سرکار
بہ ہفت سالِ دگر درجۂ دوم دادند ‏— ز سالِ ہفت دگر رتبہ اوّل ست بکار

(شب مابین ۳۱ ر اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۳۳ء)

## ہوالغفور الرحیم

ہر چند گنہ گارم و ناشکر و خطا وار ‏— (۹۱) رزّاق دہد رزق و کند رحمتِ بسیار
با دوست وفا دارم و فرمان پذیرم ‏— یک رہ بغلط ہم نکند شفقت و ایثار

---

[۱] نیز ملاحظہ باشد شمارہ ۱۰۰ — مرتب

(۹۲)

بعہدِ حضرتِ جی ایچ ہریسن | کہ بود اندر علی گڑھ او کلکٹر
رئیسانِ ضلع (ہندو و مسلم) | بنا کردند ایں فرخندہ ٹاور[1]
"ہریسن ٹاورش" موسوم کردند | ز راہِ شکر از اخلاص بے مر
پس از مرگش برائے یادگارش | نصب کردند ایں لوحِ منوّر

بروح ہیریسن بخشد خداوند
تعالیٰ شانہ اللہ اکبر

(۹۳)

برشاہ راہ دادوں چہ حافظ مظفر[2] | کردہ بناء چاہ و باغِ لطیف منظر
تاریخ فی البدیہہ مزمّلِ سخنداں | گفتہ بہ سالِ ہجری باغیچۂ منوّر
۱۳۱۶ھ

(منور نام برادر حافظ مظفر ست۔ بمقام بھیکم پور قلعہ جدید ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء بساعت چہار بعد نیمروز)

(۹۴)

ز دوستاں ہمہ دورم ز دشمناں محصور | دلم ز آتشِ فرقت کباب و تن رنجور
یکے تسلّیِ خاطر بود کہ خالقِ من | سمیع ہست و بصیر و نیست از من دور

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] منارۃ الساعۃ (کلاک ٹاور) کہ در ۱۸۹۳ء پیش عدالت ججی باہتمام خاص محمد عبد الجلیل خاں صاحب مرحوم رئیس بھیکم پور با تمام رسید و باسم "ہریسن ٹاور" موسوم گشت۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم می فرمودند کہ او شاں ٹاورے بایں خوبی و موزونی ہیچ جا (حتّٰی در شہرہائے برطانیہ) ندیدہ بودند۔ و من بندہ ہم در بلدے از بلاد ہند ایں چنیں ندیدہ ام مرتب

[2] مردے خوب مرغوب از متوسلان ریاست بھیکم پور قدیم مرتب

## ھو الوالی

چو زیرکی ـ ز غرض مند دوستی کم گیر (۹۵) ز بے غرض اگرت ممکن ست ـ محکم گیر
ز سفلہ ہیچ نیابی فلاح و بہبودی    ز قطرہ ہیچ نہ خیزد ـ قرابہ از یم گیر
(شب ما بین ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ز

نگاہ دار خدایا مرا تو از غمّاز (۹۶) بہر کجا کہ رود فتنہ ہا کند آغاز
نعوذ باللہ ازین دشمنانِ دوست نما    ز مکر می برند از دوستاں بہ دشمن راز
(شب ما بین ۲۷، ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

دلا ہمیشہ بہ اصلاحِ حالِ خود پرداز (۹۷) ستیزہ با ستمِ دشمناں مکن آغاز
بہ خُلق و رفق و مدارات زی بہ دشمن و دوست    "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز"
(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سخنے گویمت بصیغۂ راز (۹۸) مکن از حدِّ خود بروں پرواز
ورنہ گویم بطورِ استہزاء    "دست کوتاہ و آستین دراز"
بطرز
(شب ما بین ۲۲ و ۲۳ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

پیر گشتی مگرت حرص جوان ست ہنوز (۹۹) دلِ تو در پئے آمال دوان ست ہنوز
یک دو ساعت چہ من اندیشۂ فردا میکن    فرصت باد کہ در جسمِ تو جان ست ہنوز
(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۰)

## س

زسالِ ہیزدہ صد[۱] ہفت و ہم نود شناس (سنہ ۱۸۹۷ء) — مرا زعہدہ مجسٹریٹی دادہ اند اساس
بہ ہفت سالِ دگر درجۂ دوم و پیش — بہ ہفت سالِ دگر تا حیات فرسٹ کلاس

(ترمیم رباعی سابقہ در بارہ اختیارات آنریری مجسٹریٹی بوقت واپسی از الہ آباد در ریل - بتاریخ ۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۳۳ء موزوں شد)

هوالمعظم

(۱۰۰)

سرگزشتِ عاشقِ مسکیں مپرس — پیچ و تاب کاکلِ مشکیں مپرس
دست سوئے او کنم - نیشم زند — غصۂ ایں افعیِ بے دیں مپرس

(شب مابین ۲۲ و ۲۳ر اگست سنہ ۱۹۳۳ء)

(۱۰۱)

اے عزیز از دل بروں کن مایۂ حرص و ہوس — قوت گز محنت فراہم کردۂ بہرِ تو بس
از قناعت عزتِ دنیا و دیں حاصل بکن — پندِ مزمّل شنو - رسوا مشو ہمچوں مگس

(۱۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء)

(۱۰۲)

## ش

سلیماں[۲] آنکہ در دنیاست شورِ کلک پر زورش — نگاہِ لطف یکساں ست بر بینا و بر کورش
تعجب ہا مکن گر با مزمّل لطفہا دارد — "سلیماں با ہمہ حشمت نظرہا بود با مورش"

(بوقت علی الصباح ۱۵ر اکتوبر سنہ ۳۳ء بمقام الہ آباد)

---

[۱] نیز ملاحظہ باشد شمارہ ۹۰ مرتب

[۲] آنریبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان ایم اے (کنٹب)، ایل ایل ڈی، بیرسٹر ایٹ لا، سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا، وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مرتب

(۱۰۳)

صفاے قلب گزین و گزر ز نخوتِ خویش — زنیش کبر و تجبّر مساز دلہا ریش

بعلم و فضل تفاخر مکن کہ روزِ جزا — بہ یک پشیز نیرزد غرورِ مذہب و کیش

(۳ ؍اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۰۴)

نازاں مشو بہ کثرتِ احباب و جمعِ خویش — دل ہاے زارِ خستہ دلاں را مساز ریش

بگزار افتخار و مباہاتِ علم و فضل — پیشِ خداے ہیچ نیرزد غرورِ کیش

(۱۰۵)

نہ دوستانست مرا آرزو رہِ اخلاص — کہ دشمناں بہ دغل می کنند قصدِ قصاص

دریں زمانہ ز انصاف نیست کس آگاہ — نہ از گروہِ عوام و نہ از گروہِ خواص

ص

(شب مابین ۲۲ و ۲۳ ؍اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۶)

اگر ز مشکلِ ایام قصدِ تست خلاص — بنائے کار بکن استوار از اخلاص

خلوص چیزِ دگر ہست و حیلہ چیزِ دگر — کہ اشرفی نتواں ساخت از حدید و رصاص

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ ؍اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۷)

دل ار سیاہ چو قیر است و موے راست بیاض — چہ حاصل است بہ دیوانگان ز سیرِ ریاض

گنہ گزار و دل از یادِ حق منور کن — کہ ہست در دو جہاں قدرِ عابد و مرتاض

ض

(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ؍اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

(۱۰۸)

غ

زبانِ خود مکن آلوده از کلامِ دروغ — دروغ گوے نیابد بہ ہیچ گاہ فروغ
ز مکر تیرگیِ کذب گر سفید کنی — بجائے شیر کسے کے خرد پیالۂ دوغ

(سہ پہر ۲۱ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۹)

ف

زمانہ طرزِ نوی بست و شد براہِ خلاف — نہ مذہب و نہ ادب شرم و نے وفا و عفاف
لباس نیم برہنہ بروت و ریشے صاف — نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ جملہ معاف

(دوپہر ۲ ردسمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۰)

ق

فراقِ یار چو زہر ست و نیستش تریاق — نہایتش مرضِ دق و ابتداش مراق
زکار آخر او ہست لفتِ ساق بساق[له] — بحکمِ آیۂ قرآں ست سوئے رب مساق

(بہ اثنائے راہ بھیکم پور بوقت واپسی الہ آباد در موٹر ورخی بوقت شب ما بین ۱۷ و ۱۸ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

[له] اشارہ بآیۂ کریمہ "والتفت الساق بالساق الیٰ ربک یومئذ ن المساق" مرتب

(۱۱۱)

اکثرے اعمالِ ما از نہی و امر — ہست بر حسبِ رواج و شرمِ خلق
خالصاً للہ کم کارے کنیم — اندرہِ مکر و دغا پوشیم دلق

(بوقت افطار - ۲۹ ردسمبر ۳۳ء)

(۱۱۲)

ک[ن]
برزد

اے مظہرِ شانِ خالقِ پاک — چنداں کہ سزا ست "ما عرفناک"
در شانِ تو آمدہ حدیثِ قدسی — "لولاک لما خلقت الافلاک"

(۱۹ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۳)

دلیر باش و ز جورِ عدو مشو غمناک — ز تندبادِ حوادث پرد خس و خاشاک
ہزار حیلہ کند دشمن از سیہ بختی — "ترا حساب چو پاک ست ز احتساب چہ باک"

(در سفر ریل بہ اثنائے واپسی الہ آباد - ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(قطعہ بتقریب عید الضحیٰ بجواب عید کارڈ مرسلہ نواب حافظ محمد احمد سعید خاں صاحب چھتاری)

(۱۱۴)

جشنِ عید البقر مبارک — قربانیِ شیر نر مبارک
مزمّلِ اوفتادہ رنجور — گوید - سفر و حضر مبارک

(۵ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ)

(۱۱۵)

چو دوست با تو مخاطب شود بگو لبّیک — ز خصم نیز مکن بخل از سلامٌ علیک
بقدرِ خلقِ تو در خلق قدرِ تو باشد — مزمّل از تو کند عرض و اختیار لدیک

(اثنائے راہ بھیکم پور بوقت واپسی الہ آباد - ۱۷ اکتوبر ۳۳ء)

(۱۱۶)

ز تندبادِ حوادث دلا مشو دل تنگ — زمانہ گہ بہ سرِ صلح ہست و گاہ بجنگ
بجائے خویش بجاں استوار و باتمکیں — ز بادِ تند زیاں کے رسد بہ پشتۂ سنگ

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۷)

مباش در طلبِ جاہ و در خیالِ محال — خیالِ بیہدہ پختن بجانِ تست وبال
ز فکرِ ماضی و مستقبل ست دل پرخوں — بحالِ خویش قناعت کن و ز غصّہ منال

(در شب مابین ۲۰ و ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء در پنج دقیقہ موزوں کردہ شد)

(۱۱۸)

هر روز و شب ز عمرِ تو سازند ماه و سال — هر روز روزِ غم بود و شب شبِ ملال
گاہے اگر بہ عیش رسی شادمان مشو — هر لحظه چون ز عادتِ دنیاست اختلال

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۹)

کتابِ خوب و مرغوب ار بدست آید ترا اے دل — برائے خواندنش فرصت و آسائش بود حاصل
غنیمت دان چو ایں نعمت ترا ایزد عطا کرده — مزمّل خوش نشین و علم را دان حلِّ هر مشکل

(شب مابین ۲۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۰)

نصیحتے کنمت گر رسد بہ سمعِ قبول — حذر کن از سخنِ واهیات و نامعقول
زبان کلیدِ درِ گنجِ صدق و اخلاص ست — هزار حیف که مصرف بود کلامِ فضول

(ــــ)

هوالعلیم الخبیر

وفائے عهد کن و بگزر از کلامِ فضول — مکن بهانهٔ بے کار و حیلهٔ مجهول
بترس از غضبِ کبریا و خیره مشو — وفائے عهد بہ پیشِ خدا بود مسئول

(شب مابین ۳۰ و ۳۱ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۲۱)

م

گرچه من پیر و نحیف و ناتوان و خسته ام — دل‌نشین باشد ولے هر مصرعهٔ برجسته ام
فیض یابم از دبستانِ کمالِ سنجری — هست افسون در کلامِ شسته و شایسته ام

(۱۹۳۳ء)

(۱۴۲)

اسپ امیر نام سبک گام و خوش خرام — در عرصهٔ مسابقه کالبرق فی الظلام

در زیر رانِ بنده بمیدانِ ترک و تاز — سبقت ببرد بر همه اسپانِ تیز گام

(شب مابین ۱۶ و ۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۳)

امشب بخواب در حرم کعبه بوده ام — بر آستانه ناصیهٔ عجز سوده ام

جانم فدائے لذّتِ این خوابِ خوش گوار — مزمّل این چه گوے سعادت ربوده ام

(۵ و ۶ اگست ۱۹۳۳ء)

(دیگر)

(۱۴۴)

در خواب حج کرده ام و کعبه دیده ام — در دامنِ مراد گلِ شوق چیده ام

یارب چنیں بکن بطفیلِ حبیبِ خویش — بیدار بینم آنچه که در خواب دیده ام

(شب مابین ۵ و ۶ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۴۵)

آہوئے شاخ دار که چیتل بود بنام — بسیار خوب صورت و خوش وضع و خوش خرام

در کوہسار کالا ڈھونگی[1] شکار شد — واپس شدم به لکھنؤ فرحان و شادکام

(۱۴۶)

تا جواں بودم ہوائے عشقِ جاناں داشتم — جانِ مضطر- دل چو اخگر- سینه بریاں داشتم

حالیا پیرم - ز پیراں بوالہوس بودن بد است — دل ز عشق و عاشقی بر داشتم بر داشتم

(شب مابین ۲۱ و ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] از مضافات کوہ نینی تال - مرتب

(۱۲۷)

شبے بخواب یکے طرفہ ماجرا دیدم | سفید ریش بزرگے چو پارسا دیدم
بمن بگفت کہ خیّامم اے مزمّلِ محو | دعا رساں بہ سلیمان[1] کزو وفا دیدم

(شب مابین ۱۸ و ۱۹ ر دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۸)

دی شب بمن ز ہاتفِ غیبی ندا رسید | کاے بندہ تا کجا بودت درد و رنج و غم
تا چند نالہ می کشی و جامہ می دری | تا چند سینہ را کُنی از ناخنِ الم
تا چند سر بجیبِ تفکر فرو بری | تا چند دیدہ را کُنی از اشک ہمچو یم
تا کے غریقِ لُجّۂ دریاے درد و رنج | آخر چرا ست ایں ہمہ طغیانِ غمّ و ہم
اے بے خبر مگر نشنیدی حبیبِ[2] تو | وے بے خبر مگر نشنیدی کہ ابنِ عمّ ق
دی روز شد بہ شاہدِ مقصود ہمکنار | امشب بنو عروس طرب گشتہ است ضمّ
عقدِ نکاح حضرتِ حسرت بہ بستہ نقش | می خواں تو اِن یّکاد و بر خسار او بدم
بردار دست از خرد و ہوش و ہنگ و فکر | برخیز و بادۂ طرب افگن بہ جامِ جم
ساقیت گو کہ ہوش رباید ز جامِ مے | مطرب کجاست گر کندت تا بہ زیر و بم
ہاں خیرہ باش و جامۂ تقویٰ بہ تن بدر | ہاں چیرہ باش بوسہ بزن بر رخِ صنم
تا از شرارتِ تو شود قلب عیش شاد | تا از ظرافتِ تو شود پشتِ زہد خم
چنداں بنوش بادہ کہ خم ہا شود تہی | آں قدر بذل کن کہ شود کیسہ بے درم
مزمّلؔ بس ست ز عشرت کنارہ گیر | بہر دعاے یارِ جواں بر کشاے قم

---

[1] مولوی حاجی سید سلیمان ندوی صاحب مدیر رسالہ "معارف" و ناظم ندوۃ العلما — مرتّب

[2] نواب صدر یار جنگ مولوی محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی — مرتّب

یارب طفیلِ بذلِ سخیّانِ مال دار　　یارب بحقّ صبرِ فقیرانِ بے درم
عمرِ حبیبِ من شود از صد ہزار بیش
ابر دلِ رقیب رسد ناوکِ ستم

(۱۲۹)

ما بناچار اسیرِ غمِ ہستی شده ایم　　از نشیمن گہِ افلاک بہ پستی شده ایم
رفته از خاطرِ ما کل من علیہا فان　　غافل از فکرِ فنائیم و بہ مستی شده ایم
(از دو سه شب بخیال بود و به اثنائے راہ علی گڑھ در موٹر موزوں شدم

(۱۳۰)

بدگوئی و بد دانی و بد خوانیم اے دوست　　من نیک ترا گویم و ہم نیک بدانم
اے کاش نہ بد گفتنِ تو نیک شوم من　　مخلوق ترا نیز بداند چو بد انم
(شب ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

(۱۳۱)

کسے نیست تا بشنود داستانم　　به پاکِ عزیزاں چو بیگانگانم
ز چیزے که می دانم ایشاں ندانند　　ز چیزے که دانند چیزے ندانم
مصارع ثلث آخره بوقت صبح و مصرعه اولی بوقت سه پہر بستم جنوری در بھیکم پور موزوں کرده شد
(۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء)

(۱۳۲)

نه کس راز جوئے نه کس راز دانم　　نه کس ہم صفیر و نه کس ہم زبانم
دریغا من ملّت کسم نیست ہمدم　　میانِ عزیزاں چو بیگانگانم
(بوقت سه پہر بتاریخ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء بمقام بھیکم پور
موزوں کرده شد)

## هوالعزیز

(۱۳۳)

نہ کس ہم رکاب و نہ کس ہم عنانم — نہ کس ہم خیال و نہ کس ہم زبانم

نہ کس غمگسارے نہ کس درد مندے — فقط یک ہملٹن[11] بود مہربانم

(بمقام علی گڑھ یوم صباح سیزدہم[12] فروری ۱۹۱۶ء موزوں کردہ شد)

[11] اشارہ بہ مسٹر ہملٹن جائنٹ مجسٹریٹ کہ فارسی خوب میدانست — مرتب

(۱۳۴)

بدم خوانی و بدگوئی و بد دانی ہمی دانم — ترا من نیک خوانم نیک گویم نیک می دانم

ز بد دانیِ تو شاید کہ من نیکی بیاموزم — ترا اے کاش ہر کس آں چناں داند کہ من دانم

(۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۳۵)

قبولِ خاطرِ اقبال[12] گر شود سخنم — ہزار شکر کنم صد ہزار فخر کنم

چو اوست بادشہِ کشورِ سخن دانی — وظیفہ خوار ز سرکارِ ذو الجلال منم

(۴ ستمبر ۱۹۳۳ء سہ پہر بھیکم پور)

بسم اللہ العلی العلیم

(۱۳۶)

اے دوستاں سرے بہ پریشاں خیالیم — گوشے خدائے را بہ بیانِ ملالیم

سہ[13] ماہ بیش نیست کہ تا شعر گفتہ ام — ہرگز نہ کہنہ مشقم و نے دیر سالیم

حاشا کہ لافِ شعر و بلاغت مرا سزد — فردوسیم نہ سعدیم و نے ہلالیم

گستاخم ار مثال زپیشینیاں زنم — باللہ کہ من نہ شبلی و داغم نہ حالیم

---

[12] ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے، پی ایچ ڈی، ایل ایل ڈی، بیرسٹر ایٹ لا شاعرِ شہیر — مرتب

من کیستم چہ کارہ ام و تا چہ بودہ ام — حیرانم از خرابی و آشفتہ حالیم
نے پیشوائے خلقم و نے مقتدائے قوم — نے فخرِ رازیم نہ امامِ غزالیم
نے رندِ میگسارم و نے ہائے و ہو کنم — نے محتسب کہ مست کند گوشمالیم
نے زاہدم کہ سبحہ و سجّادہ آرزم — نے صوفیم کہ سر بود از حال و قالیم
نے شیرِ گرسنہ کہ زآز از خلق سیر — آمادۂ فریب نہ چوں شیرِ قالیم
نے چوں مرید نعرۂ لاریب می کشم — نے ہمچو فلسفی خِشن و احتمالیم
نے ہمچناں جنابِ مشیخت مآب شد — نے بے وقار و مبتذل و لاابالیم
نے پرچو بطنِ زاہدم از خوانِ اغنیا — نے گوشِ خلق کر کنم و کوس خالیم
نے مدّعیِ جاہم و نے مدعائے خلق — نے تنگ و ستم و نہ چو سر کارِ عالیم
نے شکوہ از جہالت و نا فہمیم بود — نے فخر بر شعرِ خودم و خوشِ مقالیم
بیچارہ سر بہ جیبِ ندامت فگندہ ام — بارِ گناہ بر سر و جاں انفعالیم
از تختِ دل کبابم و افسردہ جگر — باشد شرابِ ناب بہ جامِ سفالیم
مارا سرے بہ مالِ حرام و بہ غصبیت — یک لقمہ بس ست ز اکلِ حلالیم
یک بندۂ غلامِ جنابِ محمدم — آزاد از دو عالم و عبدِ بلالیم

مزمّلا بہ لاف و گزاف ار سخن کنم
استادِ سنجرت بدہد گوشمالیم

ملاحظہ شد — سنجر [illegible]

(۱۳۷)

قصہ و داستاں نمی گویم — سخن از این و آں نمی گویم
گلہ از قوم و شکوۂ احباب — وحی از آسماں نمی گویم
چشمِ فتّان و عارضِ گلگوں — نرگس و ضمیراں نمی گویم

مهر و قهرِ بتانِ سیمیں[1] را | جاں ده و جانستاں نمی گویم
ناصح و زاهد و طبیباں را | خرد و نادانِ جهاں نمی گویم
سخن از مدح و ذم نمی آرم | وصفِ بهماں فلاں نمی گویم
مختصر قصّها ے دور از کار | از شهان و یلاں نمی گویم
عرض حال ست پیشِ اُستاداں | قصّهٔ بر زباں نمی گویم
منِ ناداں جوان و آزادم | قد چو سروِ رواں نمی گویم
دوده افغان و ایله شروانی | گرچه پشتو رواں نمی گویم
مورثانم سپاهیان و امیر | رستم و آرسلاں نمی گویم
لله الحمد و لله المنّت | سیم و زر را گراں نمی گویم
عالم و فاضل و خرد آگاه | خویش را بے گماں نمی گویم
سخن از تازی و ز انگریزی | نتواں گفت کاں نمی گویم
فارسی آنچه می تواں گفتن | حاضر ست[2] پیش ازاں نمی گویم
ایں که گفتم ضرورتاً گفتم | از چنین و چناں نمی گویم
مرد کارم کثیر الاشغالم | یک یکے را بیاں نمی گویم
مستزادست کاں دریں ایام | شعر گویم نهاں نمی گویم
چند ماه است شاعرم گفتند | فخرِ هندوستاں نمی گویم
اوّلیں نظم نوحهٔ گفتم | خوب یا بد چناں نمی گویم
بعد ازاں آنچه گفته ام پیش ست | که عیاں را نهاں نمی گویم

---

[1] در مسوّده و مبیّضه جاے ایں لفظ خالی ست۔ من بنده پُر کرده ام مرتب

مرتب

[2] سکتهٔ ایں مصرعه را شاید بایں طور رفع می تواں کرد ے کم و یا بیش الخ مرتب

قدرِ من گر کنند اہلِ سخن  پس بگویم کہ ہاں ہمی گویم
وگر از عرضِ بندہ بیزارند  فاش گویم کہ ہاں ہمی گویم
پس مزمّل بخامشی بنشیں
ایں سخن رائیگاں ہمی گویم
(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۳۸)

گرچہ خود مبتلائے حمّیٰ ایم  خبرِ خیرت[1] از خدا خواہیم
تارو خط را اگر جوابے نیست  باز فرما چہ راہ پیمائیم

(۱۳۹)

ما خیرخواہِ ملک و سرکار بودہ ایم  وقتِ تعب معاونِ ہرکار بودہ ایم
در حاجتیم و ہیچ یکے اعتنا نکرد  گویا کہ مدِّ فاضل و بیکار بودہ ایم
(باثنائے سفر الٰہ آباد در ریل۔ ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۰)

ادیب و شاعر و سیّاح فیلسوف و حکیم  بہ علم ڈاکٹر و نائٹ[2] از پئے تعظیم
بہ شعر مجتہد و ماہرِ سیاست ہم  بگو کسے ست چو اقبال واجب التکریم
(۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۱)

مدّعی درس و ہذیرہ زخیالاتِ قدیم  بعباراتِ ملمّع بہ بیاناتِ سقیم
بندہ اش درس دہم جملہ بحالاتِ جدید  کہ نگر سوئے خرد و شرم کن از ربِّ علیم
(شب ما بین ۱۷ و ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] تارے مخاطب ۔ مرتب  [2] ڈاکٹر سر محمد اقبال ۔ مرتب

بسمہ تعالیٰ شانہ

ن

حاجی حافظ علی اکبر خاں[۱] (۱۴۲) ایم اے شاعرِ فصیح بیاں
سالِ عقد شش بمونسہ خاتون نوزدہ صد و سی و سہ می داں (۱۹۳۳ء)

(شب مابین یکم و ۲ / نومبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۳)
پدر بلند مراتب حبیب[۲] رحماں خاں پسر چو خان بہادر عبید[۳] رحماں خاں
پدر برادر و پورش عزیزِ جانِ من ست مزمّل ست عاگوئے ہر دو بادل و جاں

(در خواب شب مابین ۲۰ و ۲۱ / اکتوبر ۱۹۳۳ء - بمقام بھیکم پور)

(۱۴۴)
بسا شگفت و عجب آیدم ز بے خبراں کہ اعتبار بود بر ولائے بے ہنراں
الا کہ از شجرِ بے ثمر تو بر نخوری مباش بیہدہ در بندِ مکر حیلہ گراں

(شب مابین یکم و ۲ / اکتوبر ۱۹۳۳ء)

وَالْعَصْرِ

قسم بعصر کہ انساں ہست در خسراں (۱۴۵) مگر کسے کہ عمل نیک کرد با ایماں
بحق و صبر تمسک نمود با دلِ شاں مزمّل ایں ہمہ ارشاد ہست در قرآں

(شب ۱۸ و ۱۹ / اگست ۱۹۳۳ء)

---

[۱] حافظ مولوی حاجی علی اکبر خاں شروانی ایم اے (خلف اکبر حافظ حاجی زکریا خاں صاحب) از نواب صاحب واسطۃً قرابت قریبہ دارند۔ ادیبے ہست خوب و شاعرے ہست مرغوب و لیے واے کہ تعطل و کنج خمول را محبوب دارد۔ "انہ کان ظلوماً جہولا"۔ مرتب [۲] نواب صدر یار جنگ بہادر [۳] خان بہادر مولوی حاجی عبید الرحمٰن خاں شروانی ایم ایل اے ٹریژرر (و قائم مقام وائس چانسلر) مسلم یونیورسٹی مرتب

(۱۴۶)

دریغ آیدم از فتنۂ سیہ کاراں — کہ خونِ ناحق عمال[1] را کنند رواں
بزعمِ خویش ہمہ خیر خواہِ ملک خود اند — نعوذ باللہ اگر گرگ است کارِ شباں

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ن: نعوذ باللہ اگر گرگ ہست کارِ شباں

(۱۴۷)

اے خوشا روزے کہ بطحا ہم وطن خواہد شدن — فارغ از فکرِ معاصی جان و تن خواہد شدن
دل ز یادِ ماسوا آزاد و از گیتی نفور — پاک از خاشاک و خس صحنِ چمن خواہد شدن
پا برہنہ سر برہنہ با خضوع و باخشوع — بر زباں لبیک یا مولائے من خواہد شدن
گاہ چوں پروانہ باشم گرد بیتش در طواف — جبہہ ام گہ سودۂ سنگِ کہن خواہد شدن
گاہ زیرِ سایۂ دیوارِ کعبہ سایہ کش — گہ بکامِ تشنہ ام زمزم لبن خواہد شدن
گاہ دستانم بسوے آسماں باشد دراز — گاہ بر دامانِ کعبہ چنگ زن خواہد شدن
گاہ سیلِ اشک از چشم رود چوں آبِ جوے — قطرہ ہر اشکِ چوں درِّ عدن خواہد شدن
نعرۂ توبہ برآرد از گناہانم دمار — جانِ من ایمن ز مکرِ اہرمن خواہد شدن
اے زہے قسمت اگر بر گوشم آوازے رسد — کہ مخور غم شاملِ الطافِ من خواہد شدن
یک تعلق باز ماند در دلم از ملکِ ہند — کہ بدل ذکرِ حبیبِ خوش سخن خواہد شدن
بعد حجِ خانۂ کعبہ کنم قصدِ سفر — ایں سفر بر جانبِ جدّ الحسنؓ خواہد شدن
جاں ببالد ز اشتیاقِ دیدنِ بیت الرسول — بر گلویم از ولاے او رسن خواہد شدن
طرقوا گوید عرب از جانِ من خیزد طرب — ناقۂ من رشکِ آہوئے ختن خواہد شدن
اندراں وادی شود خارِ مغیلانم حریر — غیرتِ جنّاتم اطلال و دمن خواہد شدن

---

[1] باشد کہ اشارۃ بسوے خوضیتونِ بم باز رفتہ باشد — مرتب

چشمِ من بر قبۂ اخضر چو افتد غش کنم
جانِ من با مرگِ شادی مقترن خواہد شدن

چوں بہ ہوش آیم دوبارہ باز از سر پاکنم
تا گزارم بر درِ شاہِ زمن خواہد شدن

الصّلوٰۃ والسّلام آں قدر آرم بر زباں
کہ جہاں از آں پُر از مشکِ ختن خواہد شدن

یا رسولُ اللہ گویاں جاں بر آید از تنم
ایں اگر خواہد شدن کارے زمن خواہد شدن

اے مزمّل غم مخور بر فضلِ یزداں تکیہ کن
در حجازت دورِ ہر رنج و محن خواہد شدن

## ھوالعلیم الخبیر

(۱۴۸)

سنّتِ حسّان ثابت شاعرِ شیریں سخن
گفتنِ اشعارِ عشقِ مصطفٰے خوب و حسن

ترکِ ایں سنّت خدا را از منِ عاصی مخواہ
زاہدا اللہ بگزر از گناہِ سوءِ ظن

(۸ر جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۴۹)

زمینڈا[۱] را خدارا چشم واکن
بہ حالِ خستۂ خود اعتنا کن

نبودی آں چناں کمزور ہستی
نہ گر مردی چو زن آہ و بکا کن

(الہ آباد۔ شب مابین ۱۴ و ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۵۰)

زاہدا نشۂ پندار ز سر بیروں کن
حذر از کبر و ریا و دغل و افسوں کن

ربّ غفور ست و رسولُ اللہ رؤف ست و رحیم
تو بر و خاطرِ ما خستہ دلاں محزوں کن

(شب یکم و دوم دسمبر ۱۹۳۳ء)

---

[۱] آہ و بکا بر نامردی و زن کاری زمینداراں بمقابلہ فتنۂ کانگریس ــ مرتب

۱۵۱

بکنہِ ذاتِ حق اندیشہ را ادراک ناممکن ۔۔۔ کلامِ او صفاتش را بہر عنواں بود معلن
تعالیٰ شانہ الباری کہ خود فرمود در قرآں ۔۔۔ ھوالاول ھوالآخر ھوالظاھر ھوالباطن

(بہ اثنائے راہ علی گڑھ در موٹر شام ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۵۲)

شاعری جذباتِ نفسانی ست از نیک و زبوں ۔۔۔ آنچہ در آمد خیالش گفت بے چون و چگوں
تا نہ پنداری کہ ہر شاعر بگوید آنچہ کرد ۔۔۔ ہست در قرآں یقولون ما لا یفعلون

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

صدق اللہ العلی العظیم

(۱۵۳)

کذب را بگزار و راہِ صدق بیں ۔۔۔ خوار و بے قدر ست کاذب بالیقیں
ایں فقط دنیاست در دیں ہم نگر ۔۔۔ لعنت اللہ آمدہ بر کاذبیں

(شب مابین ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

ھواللہ الصمد

(۱۵۴)

دل از زنگِ کدورت پاک سازو آشتی بگزیں ۔۔۔ بلائے دشمنی بربادیِ دنیا بود ہم دیں
اگر آسایشِ ہر دو جہاں خواہی تحمل کن ۔۔۔ مزمل نکتہ ہا دارد بیا و بشنو و بنشیں

(باثنائے سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۵۵)

حمد خدائے عزّ و جل ربّ عالمیں ۔۔۔ رحمٰن و ہم رحیم و ملاکِ یوم دیں
خالص ترا پرستش و ہم استعانت ست ۔۔۔ بنمائے راہِ راست نہ مغضوب ضالّیں

(۱۷ اگست ۱۹۳۳ء)

---

(۱۵۶)

دوستی را شرطِ اوّل آزمائش کن یقیں — تا کہ بینی وقتِ حاجت کیست ہمدرد و معیں
ورنہ ہر مکّار دعوائے محبت می کند — از گلِ قالیں مدار امیدِ بوئے یاسمیں

(شب مابین ۱۹ و ۲۰ ریوم و شب ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

هو الجميل

(۱۵۷)

رفت دورِ کاکلِ پیچان و چشمِ سرمگیں — جعدِ مشکیں قطع[1] شد نابود زلفِ عنبریں
وسمہ و پان و حنا و غازہ را قدرے نماند — فیشنِ یورپ شدہ مرغوب طبعِ مہ جبیں

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ ر اگست ۱۹۳۳ء)

بسم الله الموفق والمستعان

(۱۵۸)

چل سال زیستم بہ امیدِ وصالِ تو — دیدم بخواب لیلیٰ لطفا جمالِ تو
امروز از عطائے خداوندِ ذوالمنن — دستِ من ست و دامنِ عزّ و جلالِ تو

(بعد نماز صبح بر اسٹیشن سونی پت در ریل بہ اثنائے سفرِ واپسی مکہ معظمہ بتاریخ ۱۹ اپریل ۱۹۳۵ء بوقتِ صبح موزوں کردم)

(۱۵۹)

شہا شاہنشہا اے جانِ مزمّل فدائے تو — دعائے حاضری کردم چہل سال از خدائے تو
بحمد اللہ کہ اینک حاضرم بر عتبۂ عالی — کفِ جود و سخائے تست و دامانِ گدائے تو

(ایضاً)

(۱۶۰)

مخلوقِ دو جہان بود مبتلائے تو — ہر کس بطرزِ خاص بجوید رضائے تو
مذہب ہزار باش و لیکن خدا یکے است — اے واجب الوجود مزمّل فدائے تو

(شب مابین ۷ و ۸ ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] تعریض بر قطعِ رشتۂ حیا و ایمان کہ دریں زمان علی الاعلان بمشاہدہ می آید — مرتب

اللہ اکبر

(۱۶۱)

اے کہ تلاش خداست در دل تو آرزو | چند بہ دیر و کنشت ہرزہ کنی جستجو
در خودیٔ خود نگر نکتۂ از من شنو | معرفت ذاتِ خود معرفتِ ربِّ تو

"مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" ۔ شب در رسالہ مضمون متعلق حدیث شریف مذکورہ دیدم ۔
رباعی مذکور موزوں کردم عاقبت بخیر باد (شب مابین ۲۳ و ۲۴ ؍ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۶۲)

معنائے ارشادِ نبی تہادُّوا و تحابُّوا | داند فقط مردِ سخی یعنی حبیبِؔ[1] نیک خو
نفیس بہرِ احبّا ہدیہا آرد کثیرؔ[2] و بے بہا | از جا بجا از ہر کجا از سو بہ سو از کو بکو

(۲۹ ؍ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۱۶۳)

چاقو[3] اے کہ سیم و زر بدست آوردۂ از جستجو | ہیچ می دانی کہ مصرف چیست اے فرخندہ خو
رو بہ بازارِ عمل چوں مشتریٔ ہوشیار | صرفِ زر کن در خریداریٔ اعمالِ نکو

(بہ اثنائے سفرِ آگرہ در موٹر موزوں کردم ۔ ۱۷ ؍ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۶۴)

مَرو مَرو بہ رہ کبر زینہار مَرو | برو برو بہ رہِ عجز و انکسار برو
بکن بکن عملِ نیک و راست گو می باش | مکن مکن دلِ مخلوق ریش و غرّہ مشو

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ؍ اگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] تلمیح از تحف و ہدایا کہ مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی از حیدرآباد (دکن) بعد فائز شدن بر منصب صدر الصدوری امور مذہبی سرکارِ عالی آوردند و پیش کردند

مرتب

## هوالجمیل

(۱۶۵)

معشوقهٔ طنّاز پری پیکر و خوش رو — سیمین بدن و لعل لب و چشم چو آهو
گلگونه خد و سرو قد و کبک خرامے — خوب ست اگر بوئے وفا دارد و خوش خو

(شب مابین ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۶۶)

یک چند بودم از راه گمراه — هر سو دویدم از راه و بے راه
حالا من و شوقِ بطحا و یثرب — الحمد لله الحمد لله

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۶۷)

بزرگی است به سه نوع گر کنی تو نگاه — یک آنکه از شکمِ مادر آورد همراه
دگر کسے که کند حاصلش بعلم و عمل — سوم چو من که بزرگش کنند خواه مخواه

(صبح ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

## هوالقوی العزیز

(۱۶۸)

به سال یک هزار و نه صد و ده (۱۹۱۰ء) — مرا نوّاب کرد نائب شه
پے تبریکِ این انعام شاهی — مبارک باد آمد از که و مه

(۳۰ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۶۹)

دی شب بحرم بودم و امروز بخانه — لذّت کشِ بسیار ز اشعارِ شبانه
تعبیر بمن گفت ابوبکر خردمند — مقصود فقط حج بود و جمله فسانه

(شب بخواب حج و طواف خانه کعبه کردم - بیدار شدم و سرور موفور حاصل شد - همان وقت این هر دو رباعی موزون کردن افتاد - به اعتراف توجه و قدردانی عزیز از جان خان بهادر نوّاب محمد ابوبکر خان در وقفه‌های خواب و بیداری موزون کردم و بخدمت شان فرستادم) (شب مابین ششم و هفتم اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۷۰)

زنهار مکن شکوه ز رفتارِ زمانه     تا چند ز کوتاهیِ خود عذر و بهانه
تو نیک بماں جمله جهاں نیک نماید     گر خود تو بدی چند زبیداد فسانه

(با ثنائے سفر آگره در موٹر موزوں کردم ۱۷ اگست سنه ۱۹۳۳ء)

(۱۷۱)

گفتنِ اشعارِ عشقِ احمدی     منع شد بر من به حکمِ مولوی
نعت گفتن بر گنهگاراں حرام     عزمِ نیکی شد برائے من بدی

(۸ جولائی سنه ۱۹۳۳ء)

(۱۷۲)

اے که از وضعِ زمانه گلها می داری     شکوه از جورِ عزیزاں بزباں می آری
هاں مگر غافلی از حاصلِ کردهٔ خویش     که همان می دروی آنچه تو خود می کاری

(۱۳ اگست سنه ۱۹۳۳ء)

(۱۷۳)

رنجورم و مهجورم احوال چه می پرسی؟     حیران و پریشانم و بد حال چه می پرسی؟
شب ها همه شب نزله و سر درد و بخار ست     چوں حال چنین ست ز اعمال چه می پرسی؟

(بجواب مزاج پرسی حافظ حاجی علی اکبر خاں فی البدیهه در پنج دقیقه بوقت
دو پهر بتاریخ ۲۴ دسمبر سنه ۱۹۳۳ء موزوں کرده شد)

(۱۷۴)

چیده است از هر گلستانے گلے     سعدیِ وقت ست سیّاح قمے
بر منزهّل لطفها فرموده است     اے خدا محفوظ دارش از غمے

(۷ ستمبر سنه ۱۹۲۹ء)

(۱۶۵)

پس از چل سال ایں معنی محقق شد بنا دانی   مزمّل راست استحقاقِ دعوائے مسلمانی
بہ پیری حکم شد تا جا بہ لے فرسودہ چوں من   صدارت[1] را کند بدنام در بزمِ سخندانی

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۶۶)

بمن حکم آمد از ارکانِ تعلیم[2] مسلمانی   کہ باشم صدر در بزمِ محاکاتِ سخندانی
بہ پیشِ حلہ پوشانِ علومِ عقلی و نقلی   مرا شرم آید از بے مایگیِ خویش و عریانی

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۶۷)

بمن خلعت[3] ز حکمِ نائب شہ گشت ارزانی   جبینِ ذرّہ شد از پرتوِ خورشید نورانی
تماشا کن عطا ہ جود و بذلِ دولتِ برطن   بہ یک شرمندۂ تقصیر ایں الطافِ سلطانی

ہزاراں آفریں

(۲۴ ردسمبر ۱۹۱۸ء)

(۱۶۸)

(۱۹۲۲ء)

بہ سالِ نوزدہ صد بست و دو از حکمِ سلطانی   شدہ نوّاب موروثی مزمّل بندۂ فانی
مجازی ہست ذکرِ ارث و فکرِ حق موروثی   خدائے ماست خیر الوارثیں از نصِّ قرآنی

(۳۰ راگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] صدارت آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مقام میرٹھ  مرتب

[2] آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس  مرتب

[3] بصلہ خدمات جلیلہ و ثمینہ کہ بدورانِ حربِ عظیم انجام دادند۔ آخر الامر خلعت و خطاب او بی ای یافتند  مرتب

قطعۂ تاریخ و قصیدہ کہ بہ شکریہ یادآوری جناب منشی محمد ارتضیٰ علی صاحب شرر کاکوروی۔ کہ بار سال تاریخ عقد فقیر منت بجانِ من گزاشتہ اند گفتہ شد۔
اشتغلت به في يوم الجمعة في اربع وعشرون خلون من شهر المئی سنه ۱۹۰۱ء وشغلت عنه في يوم الاثنين من تاريخ ستة وعشرون في شهر المذكور قطعة الشرر

"بہ بیتِ جدید آمدہ نو عروس — بہ آقا ہمایوں بود شادمانی
شرر خواستم سالِ تاریخ ہجری — بگفتا۔ مبارک شود عقد ثانی"
۱۳۰۸

قطعۂ کہ بشکر ایں جواہر پارہا گفتہ شد ع

شرر سال تاریخ عقدم نوشتہ ۱۷۹ — کہ نبود چو اوکس ادیب اریبے
مؤمّل سنِ ہجریش از سرِ بذل — بہ من گفت ہاتف عجیبے غریبے
سنہ ۱۳۱۷ ہجری
سر بذل (ب) ۲
سنہ ۱۳۱۹ ہجری

(دیگر)

جناب شرر مرد موجز بیانے ۱۸۰ — چو تاریخ عقدم بگفتہ لطیفے
مؤمّل سن ہجریش از سرِ بزم (ب ۲) — بمن گفت ہاتف عجیبے غریبے
۱۳۱۷
۲
۱۳۱۹ھ

ماده تاریخ غلط ست در ہجری البتہ فصلی درست ست۔ لازم بود کہ اشارہ بکند فصلی ۱۳۰۸۔ مثلاً بگوید: شرر خواستم سال تاریخ فصلی۔ باز در وصل فصل شائستہ نباشد
ھ

تا چند کنی بحث ز لفظ و معنی ۱۸۱ این حجت و تکرار بود لا یعنی
زر زر چه هزار بار گوئی بزبان زر نیست اگر بدست بے زر یانی

(شب ما بین ۱۲ و ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

نیکی به خلق گر به اُمیدِ وفا کنی ۱۸۲ بے کار می کنی و پئے خود جفا کنی
اجرش اگر ز کس طلبی زجر می کند اجرت دہد خدائے چه بهرِ خدا کنی

(باثنائے سفر آگره در موٹر موزوں کردم - ۱۶ اگست ۱۹۳۳ء)

۱۹۰۰ء

به سالِ نوزده صد قصر و قلعه ۱۸۳ بنا کردم بتائیدِ الٰهی
تمامِ من نماند هیچ بر جا فقط نامِ خدا ماند کماهی

(شب ما بین ۲۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

# رباعیات

(۱)

اے آنکہ ز عیش انتساب ست ترا
دنیا ہمہ بہر خورد و خواب ست ترا

در فکرِ فضول خود پرستی شب و روز
ایں زندگیِ خویش عذاب ست ترا

(۲)

از عمر کہ شصت و ہفت سال ست ترا
ہر لحظہ ز حال قیل و قال ست ترا

گاہے غمِ دی و گہ بفکرِ فردا
القصہ کہ زندگی وبال ست ترا

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۳)

اے آنکہ مدام مے بجام ست ترا
از عیش و طرب جہاں بکام ست ترا!

امروز حرام را چو کردی تو حلال
فردا کہ حلال او حرام ست ترا

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۴)

مزمّل ما چہ حال بودہ است ترا
با دوست چہ قیل و قال بودہ است ترا

گہ مدح کنی کہ ہیچ پایانش نیست
گہ شکوہ از و ملال بودہ است ترا

(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۵)

اے آنکہ غمِ عمرِ رواں ست ترا
اندیشۂ عمرِ جاوداں ست ترا

تا زندہ با خلقِ خدا نیکی کن
نیکیِ تو عمرِ جاوداں ست ترا

(۲۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶)

اے آنکہ ہست و نیست اقتدارست ترا | ہر کردہ و ناکردہ در شمارست ترا
در ہستی و نیستی امانم می دہ | ہر کردہ و ناکردہ ام اختیارست ترا

(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۶ [illegible] امانم می دہ

## ھوالغنی

اے کز تو ہزار شکوہ بودہ است مرا (۷) | یک عشوۂ تو ز جار بودہ است مرا
دادی تو کتاب و دل ز دستم بردی | خوش باش ز تو امید سود است مرا

(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۸)

اے آنکہ ز ہر بلا پناہی تو مرا | من بندۂ خوار و پادشاہی تو مرا
می دہ تو پناہم از بلائے عصیاں | بنمائے سبیلِ بے گناہی تو مرا

عاصیاں

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۹)

بعہدِ میجر رنجیت سنگھ[1] افسرِ ما | منظم ست بہر طور کار دفترِ ما
غنیمت ار شماریم عہدِ میمونش | ہزار حیف بر احوالِ ما و اخترِ ما

(۱۰)

ہموارہ دلم در درد و سرم در سودا | روحم رسوا و در رہِ حرص و ہوا
دادار کرم دہ کہ روحم آسودہ | دادم دہ کہ در دِ دلش ارد رسوا

دلم

(شب مابین یکم و ۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] از رؤسائے عظام ضلع مظفر نگر (صوبۂ آگرہ) و سکرٹری زمیندار ایسوسی ایشن صوبۂ مذکورہ کہ از ذوق ادب عربی و فارسی مشام را تازہ می دارد و کام را لذت بے اندازہ می دہد۔ مرتب

(۱۱)

خیّام بگوید که جهان ست سراب — سرمایهٔ او عیش و نشاط ست شراب
من نیز بگویم که جهان ست خراب — در مذہبِ من حاصلِ آں کارِ ثواب
(شام ۲۲ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

ب

(۱۲)

گویند که سرمایهٔ عیش ست شراب — بے کار حیاتِ تست بے بادهٔ ناب
مے خوردنِ تو برائے مستی باشد — بے باده منم مستِ ولائے احباب
(شب مابین ۶ و ۷ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

مستی ست غرض ز خوردنِ باده مرا

(۱۳)

دنیا طلبا نگویمت کاں مطلب — یا بہرِ معاش ساز و ساماں مطلب
فرق ست میانِ طلبِ باطل و حق — از مالِ حرام قوتِ جاں ہاں مطلب
(شب مابین ۲۸ و ۲۹ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴)

در مسلمِ ہند خصلتے ہست عجیب — گر پیر و جوان ست و امیر ست و غریب
جملہ در غفلت اند و جملہ کاہل — الزام بہ تقدیر کنند و بہ نصیب
(شب مابین ۲۳ و ۲۴ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۵)

روز ست پئے معاش و تا شام مخسپ — در شغلِ عمل بباش و ناکام مخسپ
از خدمتِ خلق نامِ نیکو می جو — نامِ تو مزمّل ست و گمنام مخسپ
(۱۸ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

پ

(۱۶)

ت پیری ست سفید و دندانت ریخت — سمع و بصرت ہست بہ آہنگِ گریخت
در آخرِ عمر باش در فکرِ معاد — زاں پیش کہ گل بہ گل بخواہد آمیخت

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

اللہ باقی من کل فانی

(۱۷)

در عرصۂ عمر کارہا کردم سخت — گہ یار و گہے فرار بود از من بخت
ایں ہا بگزشت و کاش وقتِ مردن — از ورطۂ عصیاں بسلامت برم رخت

(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اللہ اکبر

(۱۸)

علامِ غیوب واقفِ اسرار ست — در امرِ من و تو مالک و مختار ست
گر با تو خطا کنم سزایش یابم — بر من تو جفا کنی خدا غفار ست

بسم اللہ الغفور الرحیم

(۱۹)

زجر و توبیخ[1] شما بر سرِ ایں بندہ چرا ست — رائیگاں خدمت و الزامِ خطا از چہ روا ست
خیر! مزمل بیچارہ خطا کارے ہست — فاعفوا واصفحوا آخر نہ سزاوارِ شما ست

(۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

---

[1] مخاطبِ ایں رباعی بندۂ ہیچمداں محمد مقتدی خان ست۔ دریں سلسلہ مکاتبتے کہ فیما بین پیش رفت (و نقلِ آں غالباً خالی از لطف نباشد) در کانفرنس گزٹ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء ہم اشاعت پذیر شدہ بود، البتہ بحذفِ اعلام۔ وہو ہٰذا - (ملاحظہ باشد صفحہ آیندہ)

مرتب

(مکتوب گرامی نواب صاحب مرحوم بنام محمد مقتدی خاں شروانی)

بھیکم پور - ۱۸ر نومبر ۱۹۳۲ء

اقتدا مآب فضیلت انتساب، مجمع اللغات و مستجمع الاشارات والکنایات والمطائبات و جوامع الکلام والکلمات مدّت مکارمکم و من قاربکم و بارک اللہ فی مشاغلکم و محاسنکم وحسابکم واحتسابکم آمین!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - نامۂ[1] عریض وطویل موجب جرثقیل شرف صدور فرمودہ باعث انتباہ موفور شد - ہمانا مآثرِ عالم گیری زیرِ مطالعہ بود - دو شعر از نظر گزشت کہ بطور ہدیۂ تہنیۂ عرض می شود و ہوا ھذا ؎

ہیچ دانی کہ شیر مردی چیست | شیر مردِ زمانہ دانی کیست؟
آں کہ با دشمناں تواند ساخت | آں کہ با دوستاں تواند زیست

صبح کہ برخاستم چہار مصراع قطعہ بخاطرم گزشت کہ بطریق نذر صبوحی پیش کش خدمت ست "گر قبول افتد زہے عزّ و شرف"

بسم اللہ العفو الرحیم

زجر و توبیخِ شما بر سرِ ایں بندہ چراست | رائگاں خدمتِ الزامِ خطا از چہ رواست
خیر! مزّلِ بیچارہ خطا کارے ہست | فاعفوا واصفحوا آخر نہ سزاوارِ شماست

ایں ست جواب نامۂ تہدید شمامہ جناب شما - حالا عرضِ حال شمامات اشتمالِ ایں فقیر حقیر سراپا تقصیر ملاحظہ فرمایند یعنی با ہمہ آشوبِ چشم و دل پر آشوب و فتن چشم براہ قدم رنجہ فرمودنِ حضرت شما می باشم - عزیزی صابر علی خاں باوجود کسلِ طبیعت و گونہ حرارت عارضی آمدہ اند و قرار کردہ اند کہ صباح یک شنبہ بستم نومبر اگر رونق افروزیِ ظفر منزل مرکوز خاطر ارشاد مآثر باشد و شکر اللہ خاں صاحب ہم اگر آں جا ہستند ہمرکاب باشند ایں جا بندۂ عاجز و صابر علی خاں و نور العابدین خاں باہم باشیم و اگر نہ بیرے برائے حل کارہائے مالاینحل و دو ہر خوب ست آیندہ ہر چہ رضاءِ شما - والسّلام -

خاکسار اقتدا شعار سراپا گناہ خیر خواہ
مزمّل اللہ عفر لہ اللہ و عافاہ

---

[1] مراسلت ایں چنیں مکاتبت بزمانے اتفاق افتاد کہ ہر یکے از مایاں خوں می گریست و سوے پایۂ عرش منتقم حقیقی و بیچوں می نگریست مرتّب

(جواب مکتوب از جانب محمد مقتدیٰ خاں شروانی)

۱۸ نومبر۔ شب

۴۸۶

| | |
|---|---|
| الا اے شیرِ میدانِ بسالت | سمیِ حضرۃ ختمِ رسالتؐ |
| سلام و رحمتِ حق بر تو بادا | ترا در دہر رنجورے مبادا |
| فرستادی بمن نیلی[1] کتابے | سلیماںؑ کرد با مورے خطابے |
| غذاے بود جسمانی و روحی | لبت بخشید لذاتِ صبوحی[2] |
| و لے مامور گشتم بر جوابے | کہ حاشا نیست مقروں با صوابے |
| بماموری چو معذوری است آیا | سرِ خود را فگندم در برِ جیب |
| ہماں دم خامۂ خود را گرفتم | نگر آمد بریں جرأت شگفتم |
| منِ بندہ کجا و تو کجائی | گدا را می نہ زیبد بادشائی را |
| کجا ماند زمیں با سطحِ افلاک | "چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک" |
| چہ گویم اندریں عالم چہائی | زبس ایں خاکداں را کیمیائی |
| کسے مثلِ تو گیرائے قلم نیست | بوادیِ کتابت[3] ہم قدم نیست |
| کجا تا شعر نفسِ بندہ را راہ | کہ الا وسعہا ما کلف اللہ |
| ز افکار و الم بے کیف و بیہوش | ز شور اندروں چوں دیگ در جوش |
| پسندِ خاطر ایں گفتار گر ہست | "ورائے شاعری چیزے دگر ہست" |
| جوابِ مختصر من می کنم عرض | کہ ایجاز ست پیشِ مہتراں فرض |
| نمی باید مرا جز اخذِ ایجاز | کہ ایجاز ست ہم یک صنفِ اعجاز |
| تو دانی کار نور العابدیں را | سزاوارِ سزا آں و ایں را |
| بدستت گردنِ صابر علی خاں | ثنا سازِ رموزِ گنجِ[4] "جی ہاں" |
| ہمیں آئند شکر اللہ خاں ہم | مرا و را کردہ ام تاکید بیہم |
| من آیم از پئے خود و بہر پایت | بریں بس ختم کردم ایں حکایت |

قلم بگرفت تنگیِ قوافی
سیاہی خشک شد اللہ کافی

(امتثالاً وارتجالاً نوشتہ شد)

بندۂ جانی محمد مقتدیٰ خاں شروانی

[1] برعایت رنگِ کاغذ و سیاہی ۱۲

[3] اگر خطابت و سیاست وغیرہ الگ گفتم خود کم روا باشد ۱۲ [4] یعنی کلام موحی الیہ ۱۲

(۲۰)

ہر صبح دلم بفکرِ کارِ دگرست — ہر شام غمم بہ گیر و دارِ دگرست
ہر شب در خواب خوابِ دیگر بینم — القصّہ سفینۂ ایم و بارِ دگرست

(شب مابین ۴ و ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۲۱)

دشمن خواہد کہ بر کَنَد از تن پوست — از دشمنِ بدسگال دوری نیکوست
مردانہ بباش و از خدا نصرت خواہ — "دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست"

(شب مابین ۲۸ و ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ العلی العظیم

(۲۲)

چوں من بوفائے تو کسے نیست کہ ہست — جویانِ رضائے تو کسے نیست کہ ہست
فی الجملہ ز تیرگیِ دنیا چوں من — مجروحِ جفائے تو کسے نیست کہ ہست

(۲۳)

بودم در فکر کایں رباعیہا چیست؟ — ہر شب پئے تعلیمِ من آں آخر کیست
ناگاہ بگوشم ز ادب گفت سروش — تلمیذِ رحمٰن بہ ایں بے خبری ست

(برخی در روز ۱۳ ستمبر و جزوے در شب مابین
۱۳ و ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۴)

مے حرام ست با سلام و عجب مسئلہ ایست — نظمِ ہر زاہد و رند از پئے مے مشغلہ ایست
آں کہ یک قطرۂ مے گہ نہ چشیدہ است بخواب — شعر در وصفِ شراب ست عجب حوصلہ ایست

(۲۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۵)

دل دارم و ہیچ شخص دلدارم نیست — مہر دارم و ہیچ شخص سردارم نیست
شادی بجہاں بس ست و من ناشادم — جز کردنِ کار در جہاں کارم نیست

(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

[illegible]

(۲۶)

گویند کہ اعتبار تقدیر گزشت — گویم کہ بسا کار ز تدبیر گزشت
بس عقدہ کشادیم ز تدبیر ولے — تقدیر بہ پیش آمد و تدبیر گزشت

(۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

هوالعلی الکبیر

(۲۷)

انعامِ وفا کسے چو من کمتر یافت — یعنی صلہ اش جور و جفا اکثر یافت
دل گیر مشو صبر کن اے مزّمّل — مظلوم ہمیشہ داد از داور یافت

(۱۳ جولائی ۱۹۳۴ء)

(۲۸)

در خدمتِ خلق عمر برباد نہ رفت — از خدمتِ قوم ہیچ ناشاد نہ رفت
صد بار گرت ز قوم بیداد رسد — ہاں شاد بزی، بگو کہ بیداد نہ رفت

(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

ث

(۲۹)

از دشمنیِ خصم ملال ست عبث — بے مہری دوستاں خیال ست عبث
ایں ہا بگزار و باش در فکرِ معاد — جز یادِ خدا جملہ وبال ست عبث

(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۰)

بہستیِ من ہست رضایت باعث — بر نیستیم بود قضایت باعث
القصہ رضاست بر قضا ایمانم — بہ لوح و قلم مضائے ما مضایت باعث

(شب ما بین ۸ و ۹ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۱)

از نورِ احد بفرق احمدؐ شد تاج — یک پایہ از عروجِ او شد معراج
مزمّل ام و غلامِ احمد پدرم — میراثِ من ست نعت بر این منہاج

ج

(شب ما بین ۸ و ۹ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۲)

اے آنکہ بہ محنت بہم آوردی گنج — دانی کہ بود قافیۂ گنج تو رنج
تا چند کشی رنجِ حفاظت چوں مار — در منفعتِ خلق بکن صرف و مرنج

(شب ما بین یکم و ۲ر نومبر ۱۹۳۳ء)

(۳۳)

زنجیرِ قضاست بر گلویت صد پیچ — بیہودہ مخواہ رستگاری از پیچ
راضی بقضا نشین و خوش دل می باش — در دست ہمہ ہیچ و ہم دوایت ہمہ ہیچ

ج

(۲۷ر نومبر ۱۹۳۳ء بہ سواری موٹر واپسی از علی گڑھ)

(۳۴)

ہیچ ست ز آمال و آمانی ہمہ ہیچ — چوں مرگ رسد جہانِ فانی ہمہ ہیچ
چوں ایں ہمہ ہیچ ست غم ہیچ مخور — شادی و غمی و زندگانی ہمہ ہیچ

(۹ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

(۳۵)

ح

خورشید کہ تافت ز افق وقتِ صباح
گہ حیلہ زغم آورد و گہ ز فلاح

شادی و غم اند خواہران توام
از ہر دو گریز و نفس را کن اصلاح

(شب مابین ۹ و ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۶)

خ

ایں دل کہ ترا می پرد از کاخ بکاخ
چوں مرغک رم دیدہ پرد شاخ بہ شاخ

گر مردہ دلی دلِ تو تنگ ست چو گور
گر زندہ دلی دلت جہانے ست فراخ

(شب مابین ۱۰ و ۱۱ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

## ھو المعزّ

(۳۷)

د

چوں شاہ مرا خطابِ ادبی ای داد
از خاک سرم بہ اوجِ افلاک نہاد

بر شاہ و بہ خاندان و بر سلطنتش
انعامِ خدا ز حدِّ حصرا فزوں باد

(۲ر جنوری ۱۹۱۹ء)

(۳۸)

مغرور مشو چو کارِ تو شد حسب مراد
از نخوت و کبر گشت شیطاں برباد

کوشش کن و بر فضلِ خدا تکیہ کن
فعّال ما یرید کند کل ما یراد

(۱۷ر ستمبر ۱۹۳۳ء ختم شد)

(۳۹)

امروز حبیبم[1] بہ دو تشریف نواخت
ہم آمد و ہم خلعت تشریفم داد

دادار نوازدش بہ ہر دو عالم
دنیاش بخیر باد و عقبیٰ ہم باد

---

[1] نواب صدر یار جنگ بہادر ۔ مرتب

(۴۰)

اے دوست چو بست و ہشت سالہ بیاد[1] — تبریکِ ولادتِ پسر گفتا دلِ شاد
آں پورِ عزیزِ جاں محمد مسعود — از عقدِ نکاح گشت خانہ آباد

(شب مابین ۱۵ و ۱۶ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۴۱)

گفتند بشب مخواں کہ نقصاں دارد — گفتم کہ دلم شوقِ فراواں دارد
افسوس کہ آخرش نظر شد خیرہ — افراطِ عمل نتیجہ حرماں دارد

(بوقت صبح ۱۱ دسمبر ۱۹۳۵ء)

(۴۲)

دل در ہوسِ بقا بود چہ می باید کرد — دنیا برہِ فنا بود چہ می باید کرد
فارغ از فکرِ ہست و نیست می باید بود — انجام چو بر قضا بود چہ می باید کرد

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اللہ باقی من کل فانی

(۴۳)

بسیار کس اند در پیم بزرگ و ہم خرد — گویند کہ حالاتِ تو بایست شمرد
گویم کہ فقط ایں قدرم ہست خبر — پیدا شدم و زندہ ام و خواہم مرد

(شب مابین ۷ و ۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۴۴)

انکارِ معاد و دیں آساں باشد — ملحد ز قیودِ دیں ہراساں باشد
بشکستنِ شیشہ باشد آساں مگر — صنعت گریِ شیشہ نہ آساں باشد

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] یاد عقد نکاح مولوی مسعود الرحمن خاں (پسر کوچک نواب صدر یار جنگ بہادر کہ رباعی (شمارہ ۲۴ و ۵۱) بوقت ولادتش ہم فرمودہ بودند — مرتب

(۴۵)

مفلس ز فکرِ ناں پریشاں باشد — منعم پئے مال و جاہ حیراں باشد
مزمّل اگر ز من بپرسی گویم — خوش آنکہ پئے رضائے یزداں باشد

(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۴۶)

سر تیج بہا[1] درے کہ پیرو باشد — در حکمت و علم چوں ارسطو باشد
قانون و سیاست و تمدن ملکش — خوش صورت و خوش سیرت و خوش خو باشد

(۱۲ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۴۷)

مولود[2] بہ خانۂ حبیبے آمد — مسعود عزیز و خوش نصیبے آمد
دردِ دلم از دیر علاجے می خواست — المنة للہ کہ طبیبے آمد

(۴۸)

در روزِ ازل چہ خوش عبارت گفتند — از امر شفاعتم بشارت گفتند
معبود احد بود حبیبش احمد — العاقل تکفیہ الاشارۃ گفتند

(۶ جولائی ۱۹۰۱ء ۴ بجے صبح)

(۴۹)

چوں پار مرا خلعتِ زرّیں دادند — امسال خطابِ شرف آئیں دادند
انعام ز قدرِ خدمتم بیشتر ست — یک کردہ ام و ہزار چندیں دادند

---

[1] ملاحظہ طلب قطعہ شمارہ ۴۶ مرتّب
[2] ملاحظہ طلب شمارہ ۴۱ و ۵۱ مرتّب

(۵۰)

از نامِ ترقّی چہ ستمہا کردند　　دین و ملّت نصیبِ اعدا کردند
صورت، سیرت شعارِ قومی ادب　　برباد بہ تقلید اروپا کردند

(شب ما بین ۲۹ و ۳۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۵۱)

مولود[1] بجانۂ تو مسعود بود　　در ہر دو جہاں کارِ تو محمود بود
ہر آرزوے کہ در خیالت آید　　ناکردہ دعا پیشِ تو موجود بود

(بمقام بھیکم پور بوقت ہفت ساعت صبح بتاریخ ۶ جنوری ۱۹۰۵ء فی البدیہہ
بہ تقریب تولد پسر بخانہ مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی رئیس حبیب گنج گفتہ وہماں دم نوشتہ شد)
(نیز ملاحظہ طلب شمارہ ۴۷ و ۴۸ سابق)

(۵۲)

روزے کہ وداعم زجہاں خواہد بود　　بارِ عصیاں بلاے جاں خواہد بود
مدّاحِ رسولم وز فرمانِ خدا　　مدّاحِ محمدؐ بجناں خواہد بود

(شب ما بین ۶ و ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۳)

مے خواریِ شاعراں ز ابہام بود　　ذکرِ مے و معشوق درو عام بود
چوں سعدی و جامی نبود فارغ ازیں　　خیّام غریب مفت بدنام بود

(شب ما بین ۱۹ و ۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] ملاحظہ طلب شمارہ ۴۷　　مرتب

(۵۴)

تا عقل نہ بود با کسے کار نہ بود — در پیش و پسم ز فکر انبار نہ بود
خوش باش ز دعوائے تعقل بگریز — ہشیار ہماں ست کہ ہشیار نہ بود

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

(۵۵)

اخلاصِ عمل چو شرطِ ایماں نبود — پس دہری و گبر چوں مسلماں نبود
ایمان و خلوص لازم ست و ملزوم — حقا کہ اگر ایں نبود آں نبود

(انشدہ العبد الراجی الی اللہ المنان محمد مزمل اللہ خان المتخلص بہ مزمل فی تاریخ ستة فی شہر اپریل سنہ ۱۹۰۹ء فی وقت الصبح حینما کان راکبا علی فرسة الشکیل فی بھیکم پور)

(۵۶)

کیفی[1] کہ ز کیفِ سخن آگاہ بود — شاعر ہمہ اختراند و او ماہ بود
بے مشعلِ علم در شبِ تیرۂ جہل — ہر کس کہ برد راحلہ گمراہ بود

(بمقام علی گڑھ سنہ ۱۹۲۴ء)

(۵۷)

گیرم کہ ترا ز کس ملالے نبود — از کردۂ نیک و بد خیالے نبود
لیکن چہ تواں کرد کہ از کردۂ من — گاہے نبود کہ قیل و قالے نبود

(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] مولوی محمد مبین کیفی چریاکوٹی (فرزند اصغر مولوی محمد فاروق چریاکوٹی مرحوم و برادر زادہ مولوی عنایت رسول چریاکوٹی مغفور) مرتب

(۵۸)

خواہم کہ ترا ز من ملالے نبود — از من بہ بدی ترا خیالے نبود

از شومیِ بخت ہست کز خدمتِ من — اظہارِ رضا بہ ہیچ حالے نبود

(شب ما بین ۷ و ۸؍ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ العلی العظیم

(۵۹)

باراں بارید و بس فراواں بارید — در کوشکِ و کمرۂ بہ دالاں بارید

از کثرتِ ہائے و ہوئے مخلوقِ خدا — باراں گریان و اشک باراں بارید

(شب ۵؍ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

ھو المعزّ

(۶۰)

خطاب تازۂ ”نواب بہادر“ چو رسید — ز دوستاں بمن آمد پیام ہائے نوید

بہ سن نوزدہ صد سی و سہ ز سالِ مسیح ۱۹۳۳ء — ز پیشگاہِ حکومت رسید لطفِ مزید

(شب ما بین ۲۷ و ۲۸؍ اگست سنہ ۱۹۳۳ء)

(۶۱)

اے کہ جز درگہِ تو نیست مرا ہیچ ملاذ — نہ کسے ہست بغیر از تو سزاوارِ عیاذ

دشمنانند ہزاراں بہ پناہم در گیر — دوستم ہست اگر ہیچ کسے باشد شاذ

(شب ما بین ۵ و ۶؍ نومبر سنہ ۱۹۳۳ء)

(۶۲)

در قالبِ علم و عمل ست جاں کاغذ — احکام رسانندۂ یزداں کاغذ

ہر چند سفید ست سیاہش بکنند — از تیرگیِ قلوبِ ما ست لرزاں کاغذ

(شب ما بین ۱۰ و ۱۱؍ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء)

❖

هوالمعین

(۶۳)

خوب ست کہ یارانِ تو باشند ہزار ہر یک باصدق و باولاے بسیار
زین خوب ترت نیز بگویم کہ چہ باشد حاجت نہ بود ترا از ایشان زنہار

(شب مابین ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۴)

تعجیل مکن عزیز در کردنِ کار انجام ز اِقدام مقدم انگار
گر فیصلہ این ست کہ کردن فرض ست بسم اللہ بکن بکوش تا آخرِ کار

(۶۵)

نیست معبود کسے غیر خداے برتر بے شک و شبہ محمدؐ بود ش پیغمبر
دینِ اسلام چہ دینے ست مبارک دینے کہ بہ دنیا و بہ عقبیٰ کند ت رفع ضرر

(۱۷ اگست ۱۹۳۳ء)

(۶۶)

شکر ست فراموش و رہِ شکوہ دراز احساں کردی۔ ورِ عداوت شد باز
از شکر و احساں بگزشتیم مگر چارہ چہ بود دشمنی اے ہمراز

(شب مابین ۳ و ۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۷)

اے آنکہ بہ تو بخت رساہست بساز فیاض بباش و کارِ مخلوق بساز
امروز اگر خدمتِ مخلوق کنی فرداست جزا از کرمِ بندہ نواز

(موٹر ۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۸)

در دلِ ہوسِ معاش باشد شب و روز
جاں در طلب و تلاش باشد شب و روز
ہر کو ز رہِ قناعت آگاہ بود
قانع بہ دو ناں و آش باشد شب و روز

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۶۹)

ہر دم بدلم وساوس ست از خنّاس
ہر لحظہ ز کالائے بد آرند اساس
انسان بصورت اند و باطن ابلیس
اعوذ بک الرّب من الجِنّۃ والنّاس

س

بطان

(شام و شب ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سبحانہ تعالیٰ شانہ

(۷۰)

حریفِ من ہمہ جور و جفاست کافرکیش
برائے خود ہمہ نوش و برائے من ہمہ نیش
مگر کہ غافلے از دست بُردِ دستِ قضا
کہ پیش او ہمہ یکساں بود چہ گرگ چہ میش

ش

(شب ۲۶ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۷۱)

اے تن پسِ جانِ تو روان است مرض
سر ہا آمد بلائے جان ست مرض
شب ہا تا صبح نزلہ بر سینہ سوار
ہر روز ز صورتت عیان ست مرض

ض

(شب مابین ۴ و ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۷۲)

یک نکتہ ز بندہ است در گوشِ تو عرض
گو جاں برود مگیر از دوناں قرض
ناچار اگر بگیری از شخصے وام
پس دادن او شمار بر خود فرض

(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

فنی آرائی

ط برجبهات از نسخهٔ تقدیر ست خط (۷۳) کاحوالِ جہاں گزشتنی ست بر آں نمط
آلوده مباش زآبِ گندگیِ عصیاں آسوده و پاک باش در آب چو بط
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہر آنکہ نوشتند ز تقدیرِ تو خط (۷۴) ہرگز نتواں کرد به تدبیر غلط
گر غم بہ نصیبِ تست بنشین و بخور این غم نشود غلط به چنگ و بربط
(شب مابین ۲۱ ر اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۳۳ء)

نپنک

ظ باید که بہر لحظہ کنی پاس و لحاظ (۷۵) کالاے بدی میار ہمچو کافر به عکاظ
از مغز بجوے نکتہ ہا از قرآں از پوست مکن ورد چو دورِ حفاظ
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ع چوں جانِ تو از تنِ تو آید بوداع (۷۶) گوید که بمن بده گرت ہست متاع
ایماں اگرت سلامت ست با او بسپار تا وقتِ نزع بصلح میری نه نزاع
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

آزادیِ راے زیرِ قانون و شرع (۷۷) اصلِ آزادی ہست باقی جملہ فرع
بے ضبط مباش خوار و غلطاں پیچاں بے ہوش و حواس ہمچو بیماریِ صرع
(ہر دو رباعی در اثناے راہ علی گڑھ به سواری موٹر بوقت شام بتاریخ ۶ ر نومبر ۱۹۳۳ء موزوں کرده شد)

(۷۸)

اے ذاتِ تو ارفع و مکان تو رفیع — فریاد رسی و ہم بصیری و سمیع
مزمّلِ بیچارہ گنہ گار و بدست — بخشائے برو کہ رحمتت ہست وسیع

(شب مابین ۵ و ۶ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۷۹)

غ

عمرت ہمہ برباد شد افسوس و دریغ — جلّادِ قضا بر سرِ تو آختہ تیغ
در آخرِ عمر از خدا ترس بکن — قہرش ہمہ آتش ست و قہرش ہمیغ

(شب مابین ۱۲ و ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۰)

ف

[illegible]

یارے[1] دارم کہ با من ست او بخلاف — من نیز برائے او ندارم ایلاف
ہر دو را راہ جداست مگر منزل یک — چوں بحثِ شوافع ز گروہِ احناف

(۶ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] بزرگے بود حافظ عبداللطیف خاں نام کہ از نوّاب صاحب مرحوم قرابت داشت ہم خاندانی و ہم ہمسائگی و بالا برہمہ قلبی۔ نوّاب صاحب موصوف را بحضور ''حافظ صاحب'' و در غیبت ''حافظ یار'' می فرمودند۔ مردے بود سادہ دل مگر بسبب خفقان و مراق دل جوئی و دل داری او چنیں شاق کہ گاہ گاہے دریں جگر خوں می شد۔ بارے (چناں کہ معمول بود) از نوّاب صاحب رنجید۔ نواب صاحب ایں رباعی نوشتہ بہ نواب صدر یار جنگ بہادر نقل کرد۔ نواب صدر یار جنگ بہادر تفنناً تحریر فرمودند :

''جناب برادرِ مکرّم من ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ صبح بیدار ہونے پر ''حافظ یار'' پر رحم آیا۔ بے تأمّل دو مصرعے زبان پر آگئے۔ پیش کرتا ہوں شاید پیوند کھا جائیں ؎

خلاف ہست ولیکن وفاق ہم داریم
چو اختلاف میانِ شوافع و احناف

نیاز نشان
حبیب الرحمٰن''

حبیب گنج :
۷ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۸۱)

بالغض و عداوت ست ہر لحظہ حریف گر فصلِ ربیع ست و اگر فصلِ خریف
خنداں خنداں و زہر خنداں آید از طعنہ بگوید کہ "مزاجِ تو شریف"

(با ثنائے راہ علی گڑھ در موٹر ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

## ق

(۸۲)

شیطانِ لعین ست بہر رہ قزّاق گر راہِ حجاز ست و اگر راہِ عراق
اندیشہ ندارم بروم سوئے مدینہ اندیشہ چو کفرست بہ کیشِ عشّاق

(شب ما بین ۲۹ و ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۳)

اے ربِّ سما و ارض و اے ربِّ فلق اعوذ بِکَ ربّی من شرِّ ما خلق
از شرِّ خلق در پناہم در گیر خواہند کہ حاصل نکنم سدِّ رمق

(شب ما بین ۲۱ و ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۴)

اے دل اگرت بخت جوان ست رفیق رو خدمتِ خلق کن بقدرِ توفیق
از خدمتِ خلق مرد مخدوم شود نعم الرفیق ثم نعم التوفیق

(در اثنائے راہ قدرے در بھیکم پور و قدرے در موٹر براہ علی گڑھ - ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

## گ

(۸۵)

جان ست چو باغِ سبز و قضا ہمچو تگرگ چوں ژالہ چکد بہ لالہ می ریزد برگ
صد سال اگر برخوری از باغِ جہاں باللہ کہ رہا نمی تواں شد از پنجۂ مرگ

(شب ما بین ۲۷ و ۲۸ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

(۸۶)

ہر چند کلاں ترم ز احباب بسال　　عقلم فرسودہ گشت و جسمم پامال
شرمم آید چو کس بزرگم گوید　　زیرا کہ بہ عقل ست بزرگی نہ بسال"

ل

(شب مابین ۵ و ۶ / اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۷)

از کثرتِ انبہا و باراں امسال　　خلقے خوش حال و خلقِ دیگر بد حال
از کثرتِ انبہ انبہ خوراں ہمہ خوش　　دہقاں بد حال و سقفِ خانہ غربال

(شب ۵ / جولائی ۱۹۳۳ء)

(۸۸)

چشمم ہمہ درد و آرمیدن مشکل　　معشوقۂ من کتاب و دیدن مشکل
گویند بشب مخواں کہ نقصاں دارد　　نقصاں آساں کتب نہ دیدن مشکل

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ / اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(قند مکرر)

چشمم ہمہ درد و آرمیدن مشکل (۸۹) معشوقۂ من کتاب و دیدن مشکل
گویند بشب مخواں درو نقصان ست　　نقصاں آساں مگر نہ دیدن مشکل

(بمقام بھیکم پور - ۳ / مئی ۱۹۳۶ء بوقت صبح)

بسمہ تعالیٰ شانہ

صد شکر تمنّائے دلم شد حاصل (۹۰) بیعت کردم بدستِ شیخے کامل
حضرت عبدالغفور خاں نقشبندی مرحوم　　کو در کنفِ رحمتِ حق شد واصل

(شب مابین ۱۶ و ۱۷ / نومبر ۱۹۳۳ء)

---

(۹۱)

سرِ[1] یوسفِ ما کہ ہست مردِ کامل | فرزانہ و فرماں دہ و فردِ کامل
تسخیر کند ملکِ دلِ پیر و جواں | چوں یوسفِ مصری بود عزیزِ ہر دل

(شب مابین ۲۲ و ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۹۲)

از کردہ و ناکردہ ہنم سخت ملول | در دفترِ حسنِ عملم مسدِّ فضول
یارب بہ طفیلِ شافعِ روزِ جزا | بخشائے بہ منِ مذلّ ظلّام و جہول

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

ھوالمعطی المانع

(۹۳)

دنیا خوانے ست پر ز اقسامِ طعام | باید خوردن از و بمقدارِ ہضام
لیکن بہ ہوس چو زود و بسیار خوری | بیمار شوی و در دنیا بی آرام

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۴)

صد بار بہ تو عرضِ تمنّا کردم | فریاد بر آوردم و غوغا کردم
یک بار نہ کردی بہ منِ زار نظر | مایوسم و از لطفِ تو ابرا کردم

(۲۳ ر جولائی ۱۹۳۳ء)

(۹۵)

مانیں فروختیم و دلگیر شدیم | در دام افتادیم و بہ زنجیر شدیم
بودیم بفکرِ سود و کردیم زیاں | تعجیل نمودیم و ز تدبیر شدیم

(انشدتہ عند النوم فی اللیل و اصلحتہ فی النہار فی بھیکم پور یوم الثلوث
۲۲ ر دسمبر ۱۹۱۴ء)

[1] نواب سر محمد یوسف [illegible] وفات [illegible] مشہور [illegible]
[illegible]

(۹۶)

عجیب رازکہ فاش ست باتو می گویم | دریں زمانِ دغل فارسی ہمی گویم
عجیب ترکہ نخواہی شنو ز مزمّل | نمی تواں کہ بہ اُردو ز شعر تر گویم

چو نخواہی

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۷)

ہر شب تا چند سِرّ یعنی گفتن | از تارِ رگِ جاں دُرِ معنی سفتن
ہاتف گفتا کہ بہرِ نفعِ مخلوق | می گو می گو اگر توانی گفتن

ن

(بوقت صبح ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۸)

اے دوست چو بست و ہشت سال ست کہ من | تبریکِ ولادتِ پسر گفتم بہ علن
آں پورِ سعید یعنی مسعودُ الرّحمٰن | قد نال زواجا بطریق الرحمن

(شب مابین ۱۳ و ۱۴ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۹)

بچۂ طاؤس بلذت فزوں | پختہ رسیدہ است بمن از دادوں
تحفۂ جنّت ز ابوبکر خاں | لحمِ طیرٍ ہست مما یشتہون

بچوزہ

(شب مابین ۳۰ و ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۰)

دنیا طلباں سند پئے مال و بنون | عقبیٰ طلباں در پئے جنّت و عیون
زاہد بسرِ عُجب و مزمّل باعجز | کلُّ حزبٍ بما لدیھم فرحون

(شب مابین ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

---

لے نیز ملاحظہ طلب شمارہ ۴۰ و ۴۷ و ۵۱ مرتّب

(۱۰۱)

سرتیج بہادر و سر اقبال ہر دو | کشمیری و سپرو اند از نسلِ نکو
یک پنڈت و یک مسلم و ہر دو مخلص | یک لائیر و یک شاعر و کامل ہر دو

(۱۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(۱۰۲)

ما ئیم و خطاری و تقصیر و گناہ | شیطانِ رجیم کردہ ما را گمراہ
بر دیوِ پلید اے مزمّل می خواں | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(۴ جولائی ۱۹۰۱ء علی الصباح گفتہ شد)

(۱۰۳)

افسوس کہ قومِ ماست درحالِ تباہ | با بغض و عداوت ست ہر یک ہمراہ
گم شد ز میانہ راہِ اخلاصِ عمل | انّا للہ ثُمّ انّا للہ

(بہ اثنائے راہ علی گڑھ در موٹر - ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۴)

عمرم ہمہ در الفتِ تو صرف شدہ | موئے مشکیں سفید چوں برف شدہ
یک لحظہ نہ کردی تو بہ انصاف عمل | انصاف ز سرکارِ تو برطرف شدہ

(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۰۵)

خوش آنکہ نہ بد کردۂ کس پشیماں باشی     ز اندیشۂ رست و خیز ترساں باشی
نیکی کن و با خلقِ خدا شاد بزی     گر ایں بکنی مردِ مسلماں باشی

(۵ر جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۰۶)

رسم ست ز شاعراں بطرزِ غالی     ذکرِ مے و معشوق و پریشاں حالی
در سر نہ بود نشہ و نے در دل عشق     آوازِ دہل ہست ز بطن خالی

(شب مابین ۱۳ و ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام علی گڑھ)

---

# شہر آشوب

## ھو العلیم الخبیر

وا حسرتا کہ درد بدرماں برابرست — یعنی بہائے مرگ بصد جاں برابرست

ہر ژاژخا و فرخرف و شوم و بدسرشت — با خوش بیان و منعم و خوشخواں برابرست

آوخ بریں زمانِ پر آشوب و پُر خلل — کاندر فضائے او خر و انساں برابرست

ہندوستاں کہ مہدِ علوم قدیم بود — حالا بجہل و شرّ بسوداں برابرست

ہر ناشناس و کودن و نافہم و بے خرد — در زعمِ خود بہ حضرتِ لقماں برابرست

بہتان و کذب و حرص و حسد فتنہ و فساد — با علم و حلم و عزّت و باشاں برابرست

بدگوئی برادرِ خود فخرِ ما بود — دشمن دریں زمانہ باخواں برابرست

عاقل بہائے عقل نیابد مگر لگد — ابلہ بعزّ و جاہ بہ سلطاں برابرست

ہر کہ دریں زمانہ بود ہمنشیں مہ — ہر مزبلہ بہ صحنِ گلستاں برابرست

ہر جبل ساز و سفلہ و کم ظرف و بے سواد — با مردِ حق شناس و سخنداں برابرست

روباہِ حیلہ ساز دریں عہدِ پر دغل — در تمکنت بہ شیرِ نیستاں برابرست

وردا کہ خونِ پاک جوانانِ پاکِ ذات — در خاک ریختند بارزاں برابرست

آدم بخیرگی بکشند ذبح آدمی — انساں بہ میش و میش بہ انساں برابرست

فسّاق را بہ فتوئے قاضی بود صلا — مے خور کہ مے بہ چشمۂ حیواں برابرست

قزّاق و دزد و راہ زن و قاتل و ظلوم — ایمن زدار و گیر بہ مہماں برابرست

دراین زماں دروغ بود بر سرِ فروغ — دارالقضا بہ مجلسِ طفلاں برابرست

صادق گواہِ خویش نیابد بجز خدا — کاذب بہ شورہ پشتیِ شیطاں برابرست

زردار و چاپلوس درین عصر دوں پرست — در چشمِ حکمراں بہ سلیمانؑ برابر ست

ہر بدسگالِ[1] طعنہ زند خیر خواہ را — لا بہ درین زمانہ بایماں برابر ست

ہر پیادہ شاہ مات و بہ باد شاہ را — فرزین درین بساط بہ کیراں برابر ست

دشمن بدوست ہیچ نیرزد مگر ببیں — در وقتِ ما کہ دوست بثعباں برابر ست

نافہمیِ زمانہ چہ گویم کہ اندریں — دعوائے بے دلیل ببرہاں برابر ست

حکّام را دو گوش فراخ ست و چشم بند — بدگوئے این زمانہ بہ لقماں برابر ست

عبدالعلی[2] بجور و جفا کشتہ شد مگر — حاکم بہ پاسداریِ جاٹاں برابر ست

زیں پس مکن مزمّلِ رنجیدہ اعتبار

در کارگاہ عقل ہر انساں برابر ست

(۱۶ / اکتوبر ۱۹۲۳ء)

---

## ھو الشّافی ھو الکافی

از وبائے[3] بخارِ ناہنجار — گشت امسال عالمے بیمار

آمد از یورپ انفلوئنزا — بہ سن نہ صد ہژدہ و ہزار (۱۹۱۸ء)

سختیِ این مرض اگر پرسی — اندکے از بسے کنم اظہار

دردِ سر دردِ سینہ دردِ کمر — درد پہلو و دست و پا و کنار

شعلہ در چشم و سینہ و معدہ — وقنا ربّنا عذاب النّار

خواب و خور شد حرام بر رنجور — تشنگی بے شمار و بے مقدار

---

[1] از ساعت سہ تا ساعت شش شام بحث جاری گذشتہ ۱۲

[2] عبدالعلی عرف "جمّا میاں" پسر بشیر کہ یکے از ملازمان مقرّب عنایت اللہ خاں صاحب مرحوم ثم نواب صاحب مرحوم بود خان صاحب ہر دو را بسیار عزیز می داشتند و چند موضع زمینداری بملک شان کردہ بودند۔ جمّا میاں در سنہ ۱۹۰۲ء از دست جاٹاں شہید شد۔ مگر قاتلین بکیفر کردار خود نرسیدند۔ مرتب (م)

[3] وبائے حمائے نزلی کہ در سنہ ۱۹۱۹ء در ہند عالمگیر شد۔

شدتِ سرفہ دم فرو بستہ　　نزلہ بر سینۂ مریض سوار

ہمہ شب آہ آہ شور و فغاں　　ہمہ روز ست کرب و ضعف و بخار

تپ و ہذیان و کرب و بیہوشی　　اضطرابِ دل و بسینہ فشار

شد مریض از بخار سہ روزہ　　ہمچو بدقوق لاغر و افگار

نیست یارائے جنبش و حرکت　　نیست یارائے خوردن و گفتار

آہ ازیں ماندگی و ناچاری　　آہ ازیں اختلالِ لیل و نہار

ہر کہ بیمار ہست بیمار ست　　تندرست ست بدتر از بیمار

ہیبتِ مرگ و خدمت مرضا　　غمِ موتِ عزیز و نوکر و یار

عبرت و ترس بر تباہیِ خلق　　قحطِ اجناس و غلّہ در بازار

جاں پریشان و جسم و تن عریاں　　شکمِ خالی و کفِ نادار

جگرِ سوختہ و سینۂ چاک　　دلِ بریان و چشمِ طوفاں بار

نہ اجیری کز و شود کارے　　نہ عزیزے کہ او کند ایثار

نہ فقیرے کہ صدقہ برگیرد　　نہ امیرے ست فارغ از افکار

نہ طبیبے کہ نسخہ بنویسد　　نہ حبیبے برائے چارۂ کار

پدر و عم و مادر و خواہر　　ق　　پسر و دختر و برادر و یار

زوجہ و بچہ عمہ و خالہ　　الغرض ہر یک از صغار و کبار

مہتر و سقہ گازر و حجّام　　جملہ باورچیان و خدمتگار

نوکر و چاکر و ندیم و رفیق　　ہمہ بیمار و جملگی بیکار

یک بیک جملہ اہلِ خانہ علیل　　کیست تا دارو آرد از عطّار

نہ دوا و نہ دارو و درماں　　نہ غذا و علاجے نے تیمار

غلّہ غالی و پارچہ کمیاب　　قیمتِ ادویہ گراں بسیار

قیمتِ پارچہ پنبہ بہ خدا — کفن ہم ارزِ شالِ حاشیہ دار
فصلِ سرما و جامہ نا پیدا — قیمت پنبہ شد ز یک تا چار
آرد و دال و شیر سخت گراں — نمک و قند و روغن و اثمار
مرد دہقاں تباہ حال شدہ است — از خرابی زرع و کشت و عقار
ارض مزروعہ خالی از زرع است — نیست جز خار خشک پیدا وار
خود و بچہ و زوجہ بیمار ست — گاؤ جاموش و گوسفنداں خوار
طاقت از بہر چاہ رانی نیست — آب موجود نیست در انہار
کیسہ خالی و قرضہ کس ندہد — زانکہ خود مبتلاست ساہوکار
چارہ بہرِ دواب نایاب ست — مبتلاے بلاست ہر جاں دار
یک تنِ ناتوان و ایں ہمہ فکر — الغرض "یک انار و صد بیمار"
آدمی آخر آدمی زادہ است — کوہ بر خود بلرزد از ایں بار
عددِ مردگاں چہ می جوئی — کہ برون ست از حساب و شمار
حالتِ زندگاں چہ می پرسی — نے شکیب ست و نے سکون و قرار
زندہ و مردہ ہر دو یکسانند — آں یکے در غشی و ایں شنقار
خفتہ چوں مردہ را کند تدفین — مردہ کے خفتہ را کند بیدار
مادرِ مردہ او فتادہ بخاک — طفل بر شیر می کند اصرار
بچہ مردہ بہ پہلوئے مادر — مادر از سختی مرض ناچار
گورکن بیست و "زندہ در گور" ست — ہمہ وقت ست بس کہ دریں کار
عشق مفقود و دوستی ناپید — نیست فرقے بہ یار از اغیار
از عزیز و قریب ہیچ مپرس — ہیچ کس نیست با کسے غمخوار
شد فراموش کینہ و رنجش — شد فراموش حجت و تکرار

[illegible]

شد فراموش خودگرانی قحط
خوب و بیمار از خورش بیزار

یک سرِ مو نہ کرد کم زِ وبا
طعنہ ہائے ایڈیٹرِ اخبار

گشت موقوف بحثِ استبداد
ملتوی گشت حجّتِ احرار

بے فریقین و حاکم و عملہ
شد معطّل کچہری و دربار

قاصدے نیست بہرِ پیغامے
گشتہ مسدود ڈاک خانہ و تار

نشّہ در بادۂ غرور نماند
سرِ نو دولتاں تہی ز خمار

از مئے و میکشاں نشانے نیست
در خرابات و خانۂ خمّار

نیست نامِ تفرّج و تفریح
نہ سواری نہ شغلِ سیر و شکار

ہوسِ جلبِ منفعت بے سود
قصرِ امیدِ "لالہ" شد مسمار

شہر و قصبہ و دیہہ و مزرعہ ہا
کوہ و صحرا و دشت و بحر و حصار

امریکہ و یورپ ایفریقہ
کابل و چین و تبّت و تاتار

دہلی و بمبئی و کلکتہ
حیدرآباد و لکھنؤ و بہار

شملہ و مینی تال و منصوری
سندھ و پنجاب و میدراس و برار

ہمہ از دستِ ایں بلا گریاں
ہمہ از دستِ ایں وبا افگار

اسپرین و کونین بے تاثیر
ڈاکٹر سخت عاجز و ناچار

دابر و کاڑہا و لنگھنہا
وید از دست ایں ہمہ بیزار

ایکونائٹ برونیا و نکس
ہومیو پیتھی از ہمہ در عار

ہاں سپستان و خطمی و عناب
کرد فی الجملہ خفتِ آزار

نہ ز سائنس ہیچ با اثرے
نہ ز اسپیچ و لکچر و پندار

نہ بحکمِ گورنمنٹ شفا
نہ مرض ترسد از سپہ سالار

نہ ز ایرو اپلین و سب میرینا
نہ ز بٹیل شپ و ائیرِ بمبار

همه مجبورِ شاه و شاهنشاه	والیِ ملک و حاکم و سرکار
چاره گر هیچ نیست جز بخدا	مالک الملک واحد القهّار
تکیه بر فضلِ او بباید کرد	باید از ذاتِ پاکش استفسار
او چه خواهد کشایشِ مشکل	کند آسان مراحلِ دشوار
بس مزمّل رجوع کن با او	خواه امدادِ داورِ دادار
اے خداوند فالق الاصباح ق ۱	اے خداوند خالق الانوار
شافی و کافی و سمیع و بصیر ۲	نورِ بینایِ اولی الابصار
المدد المدد خداوندا ۳	الغیاث الغیاث یا غفّار
الحفیظ الحفیظ یا حافظ ۴	الامان الامان یا جبّار
به طفیلِ جلال و عزّتِ خویش ۵	صدقهٔ قربِ احمدِ مختار
یارب از بهرِ انبیا و رسل ۶	پئے جاهِ فرشتگانِ کبار
به کراماتِ اولیاء کرام ۷	به طفیلِ ائمهٔ اطهار
به شهیدانِ دشتِ کرب و بلا ۸	به گروهِ مهاجر و انصار رضـ
رحم فرما بحالتِ مخلوق	رحمت از خلقِ خود دریغ مدار
کارِ تو فضل و رحمت ست بخلق	کارِ ما بندگان ست استغفار
ما همه بندهٔ گنهگاریم	تو کریم و رحیم و هم غفّار
ما همه مبتلائے عصیانیم	بندگانیم خوار و زار و نزار
ما همه بد کنیم و تو نیکی	نیک فرما و شر زما بردار
منگر بر خطائے ما - منگر	بنگر بر عطائے خود ستّار
هر چه هستیم جمله ملکِ تو ایم	نیک کردار یا که بد کردار
رحم فرما و عذرِ ما بپذیر	اے توانا و مالک و مختار

جز تو بر ہیچ در پناہے نیست | نہ ز قہرِ تو ہیچ جاے فرار
ما سے نیست غیرِ بارگہت | نیست جز درگہِ تو مرجعِ کار
خستگانیم از بلا برہاں | تشنگانیم ابرِ رحمت بار
دردمندیم دردِ ما بہ کن | مستمندیم دردمند مدار

اے خداوند قادر و قیّوم
بہ پذیر از مزمّل ایں اشعار

(متعلق وباے انفلوئنزا من ابتداے ۷ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء لغایۃ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء گفتہ شد)

---

# مراثی

## مرثیۂ وفاتِ ایڈورڈ ہفتم قیصرِ ہند

بسم اللہ وبہٖ نستعین

شاہِ ما ایڈورڈ ہفتم شہریارِ باصفا — کرد از دار الفنا رحلت سوئے دار البقا
شہریارِ نیک خصلت داوریا فرّ وہوش — با ہمہ جبروت وسطوت صلح ورزو مہرزا
شاد زاد و شاد ماند و شاد مرد و شاد زیست — ما ہمہ از مرگِ او در ریخ و ماتم مبتلا
رفتی و ما را رہینِ درد و غم بگذاشتی — ما نمی خواہیم کردن یادِ تو از دل جدا
گفتہ بودی خدمتِ خلقِ خدا فرضِ منیست — رحمک اللہ وعدہ را از صدقِ دل کردی وفا
انحصارِ وصفہایت خارج از امکانِ من — پس بعجز از این گزشتہ می کنم بہرت دعا
اے کہ بودی بر سرِ ما سایۂ الطافِ تو — بر روانت باد دائم سایۂ لطفِ خدا
جارج فرزندِ عزیزت یعنی شاہنشاہِ ما — دیر بر جائے تو باشد خلق را حاجت روا

اینْ دعا از بندۂ مزّمّل و آمین ز خلق
با امیدِ استجابت از جنابِ کبریا

این اشعار برائے خواندن جلسۂ ماتم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کہ بہ یوم دفنِ مرحوم در کالج شدہ بود بمقام علی گڑھ بتاریخ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء موزوں کردہ بوقت صبح بتاریخ ۲۰ مئی مذکور در جلسہ بہ ضمن تقریر خواندم۔ سہ شعر از وقت عصر تا مغرب و چار شعر مابین مغرب و عشاء و یک شعر بر بسترِ استراحت و یک بوقت صبح در غسل خانہ گفتہ شد۔

(۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ء)

الله باقی من کلّ فانی

# مرثیہ مادیانِ شکیلہ

مرثیہ تاریخی سقط شدن مادیانِ شکیلہ کہ وقت پنج ساعت صباح بحالت آبستن نو ماہ از عارضۂ فالج کہ بسبب غفلت جیوا سائیس کہ بحالت سردی بلا بالاپوش شباں در زیر سایۂ آسماں بستہ بود۔ بعد بیماری بست و چہارم ساعت بوقت پنج ساعت صبح بتاریخ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق ۲۷؍ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ و ۱۳۱۷ف فوت شدہ بود۔ بسیار حسینہ و جمیلہ بود۔ مادیانِ عرب اوّل کمتر دستیاب می شود و اگر می شود بدیں شاں از نظر نہ گزشتہ۔ ہر کہ از صاحبانِ انگریز یا احبابِ با بصر ہندوستانی می دید فریفتہ می شد۔ باوجود چالاکی مفرط بسیار نیک مزاج بود۔ یکبار آبستن شدہ بچہ سہ ماہہ اسقاط کرد۔ بعد پنج سال پس ہژدہ مرتبہ اسپ شد و حاملہ شدہ بود کہ خود بگزشت۔ ہماں روز تا ساعت چہار شام ایں چند اشعار قلم برداشتہ بمقام بھیکم پور موزوں کردہ شدہ کہ یادماند۔

مادرِ ایں مادیان را جناب اخی مکرمی قبلہ مد ظلہم العالی با دیگر اسپان در یمن خرید فرمودہ بودند۔ اصل نجدی نژاد بود و در اثنائے سفر در جہاز زائیدہ بود۔ ایں بچہ داد۔ بھائی صاحب ایں بچہ را بعمر ۲ دو سالگی بمن عطا فرمودہ بودند۔ شکیلہ نام کردم۔ رنگ خود و مادرش اصل سرنگ بود و در ہیچ جا ہیچ عیب نداشت۔ ۱۶ شانزدہ سال عمر یافت۔ من خودش تعلیم دادہ بودم۔

۱۴؍ اکتوبر ۱۹۰۹ء

ب

عرب مادیانے شکیلہ بنام — حسین و جمیل و اصیل و نجیب

تنش قاقم و بال و دُم چوں حریر — زرِ خالصش رنگ و شانش عجیب

دونده چو آهو - جهنده چو برق | سبک رو چو باد و چو کلک ادیب
به قرب و جوار و به نزدیک و دور | نه بودش حریف و نه بودش رقیب
زبس نازک و چابک و تیز گام | به طرز دل آویز و شان عجیب
نژادش ز نجد و ولادت به بحر | وفاتش به هند و مغاکش به طیب
مرا سیزده سال بد زیر ران | به سیر و شکار و بعید و قریب
ز نادانیِ چابکش جو اراهم | ز پا او فتاده اجل شد نصیب

مزمّل بگفتم سنه فصلیش
به یک تخرجه مادیانِ غریب

۱۳۱۸
۱
۱۳۱۷ فصلی

به تخرجهٔ یک عدد

---

# تاریخ مردن اسپ سہیل

اسپ سہیل سه ساله بود که در ماهِ مئی ۱۸۹۱ء از سید عبد المجید عرب مدنی بوجه ناقدری ابنای زماں که ہیچ یک او را نه پسندیده بود به قیمت دو صد پنجاه ۲۵۰ روپیه خرید کردم - بچه بود خیلی شوخ، در اوّلیں سواری سکندری خورده بر زمین افتاد - من هم از خانهٔ زیں جدا شدم و مجروح شدم - البته دو هفته علاج شد - مردماں گفتند اسپ نامبارک ست، خود دل خالی از دغدغه نبود - فی الجمله اسپ با من بود و سہیل نام دادم - رفته رفته جوان شد و توانا تر و ایں قدر خوب صورت و چالاک و قوی و اصیل و ملیح برآمد که مشهور نزدیک و دور شد - صاحبان انگریز برو فریفته بودند - بارہا در سواری مس ہرسین صاحبه و مس ہیلڈربی صاحبه بود و در شکار خنزیر و پولو و

جستِ خندق و دیوار و فنونِ نیزہ بازی عدیل خود نداشت. بارہا از پشت او بازی ہاے جم خانہ از صاحبانِ انگریز و ہندوستانی بازی ہا بردم آخر الغرض چناں من با او و آں با من مانوس بودند کہ بیش برآں مشکل ست۔ نر بود و با بارہا ن چند بار جفت ہم شدہ بود۔ امّا گاہے غیر معمولی شوخی نمی کرد۔ و زیر زین من ہر چہ می خواستم و می گفتم می کرد۔ در جائے کہ بالا و پست می بردم می رفت۔ ناگاہ بحالتِ غایت صحّت و قوّت و چابکی و تندرستی ہنگام راتبہ خوری غذا در گلو بست دم بند شد بمشکل تمام ڈاکٹر از آلات عمل کرد تا لقمہ فرو رفت اما یقین ست کہ چیزے از غذا در شُشش رفتہ باشد المختصر بیچارہ ازیں صدمہ نجات نیافت ہر چند مداواے کامل کردہ شد۔ بخار بشدت لاحق شد و بالآخر دو شبانہ روز مبتلا بودہ بتاریخ یازدہ ماہ اگست ۱۹۰۸ء مطابق دہم رجب ۱۳۲۶ھ و ۱۳۱۵ فصلی بساعت دہ نواختِ روز فوت شد۔ بسیار قلق داد۔ گویا کہ در عمر چہل و سہ ۴۳ سالگی بایم شکست مشکل ست کہ جانورے ہمچو کار آمد و رفیق دیگر بدست آید بشرطیکہ خود حیات مستعار من ہم قدرے دیگر وفا کند۔ با آنکہ بہ مبلغ ایں قدر قلیل خرید کردہ بودم لیکن چوں جوان و کار آمد شد بہ قیمت دو ہزار می ارزید و من البتہ پنج ہزار ہم بہ جدا کردنش راضی نتوانستم شد۔ در عرصہ یک ساعت و نیم قطعہ تاریخش موزوں کردم و بہ مادّۂ تاریخ "غروب سہیل" کہ بہ تعمیہ دو کہ از باے "بکا" بر آوردہ ام البتہ فخر دارم۔

۱۳ ار اگست ۱۹۰۸ء وقت دہ ساعت روز بمقام بھیکم پور قطعہ تاریخ بتاریخ یازدہ ۱۱ اگست ۱۹۰۸ء مابین چہار و پنج نیم ساعت سہ پہر موزوں کردہ بودم فقط

ل

مرا بود اسپے عرب سبزہ رنگ  وفادار و منقاد و نامش سہیل
سمش سنگ خارا دُمش جعدِ حور  تنش سیم خالص دو چشمش کحیل
تناور چو پیل و دلاور چو شیر  دواں مثل باد و رواں ہمچو سیل

مطیع و وفادار و عادت شناس — عزیزِ دلِ جملہ یارانِ خیل
مرا ہیژدہ [۱۸] سال خدمت نمود — بطوع و رضا و بہ تسلیم و میل
بہ ناگاہ مرد و دلم رنجہ کرد — ہمن صبح تاباں سیہ شد چو لیل
ز روئے بکا سالِ ایں واقعہ (ب) — ھزمّل بگفتہ - غروبِ سہیل

۱۳۱۳
۲-ب
۱۳۱۵ فصلی

---

# نوحۂ وفات حضور ملکۂ معظمۂ قیصرِ ہند کوئین وکٹوریا مرحومہ

(در جلسۂ تعزیت حضور ممدوحۂ مرحومہ بتاریخ دوم فروری سنہ ۱۹۰۱ء بہ ضمن تقریر خود شاں خواندہ شد اوّلین نظم ست کہ بہ پارسی موزون کردم)

اے عزیزاں نوحہ خوانم با آوازِ حزیں — بر وفاتِ ملکۂ وکٹوریا - یعنی کوئین
امپرس آف انڈیا - شاہنشہِ عالی جناب — آنکہ مثلش در جہاں پیدا نگردد بعد ازیں
شہریارِ کامگار و تاجدارِ نامدار — افتخارِ ملک و ملّت صاحبِ تخت و نگیں
ماہتابِ بذل و جود و آفتابِ دین و داد — آسمانِ عزّ و دولت - بلکہ بالاتر ازیں
آنکہ انگلش نیشن از روئے فخر ابنائے زماں — اے کہ بے تو ہندیاں را دل تپد و اندوہگیں
آوخ! اوخ! بر تو اے پیرِ فلک بیدادگر — کہ سرِ ناگہاں برداشتی ظلّے چنیں
من ہمی گویم کہ فوق العادہ ست ایں جورِ تو — کارہا کردی بدینساں - آرے آرے پیش ازیں
کاش! تا چندے نمیکردی چنیں ظلمِ عظیم — کاش! می بودیم چندے دہرہا در آفریں
منتظر بودیم تا بینیم بعد از ہفت سال — با کمالِ شوق و فرحت - جوبلی سوئیں

حیف باشد تا بجائے آرزوئے جشن و عیش | مجلسِ ماتم شود برپا و خلق اندوہگیں
سینہا صد چاک باشد۔ خاک بر سر ہر یکے | ملکِ ما تاراجِ غم شد۔ یا الٰہ العالمیں
رحم فرما! بندگانِ خویشتن را صبر بخش | خاصہ شاہنشاہِ ما۔ ایڈورڈ ہفتم پاک بیں
بس مزمّل ختم کن اشعارِ دل با حق بہ بند | بر دعا ختمِ سخن کن۔ سیرتِ پاکاں گزیں
اے خدا، اے بادشا، اے خلق و عالم را پناہ | اے کہ بے فضلِ تو ابتر جادۂ دنیا و دیں

رحم کن بر روحِ پاکِ ملکہ وکٹوریا
اَنْتَ غَفَّارٌ رَحِیْمٌ نَحْنُ کُنَّا مُذْنِبِیْن

---

## مرثیہ وفات حکیم عبدالمجید خاں صاحب رئیس دہلی المخاطب بہ "حاذق الملک"

۵

"حاذق الملک" سوئے جنت رفت | زاین جہانِ خراب واویلاہ
جانِ او در جوارِ رحمتِ حق | جانِ ما در عذاب واویلاہ
گشت تعلیم و درس خاک بہ سر | گفت علم و کتاب واویلاہ
جانِ من تا بہ حشر رنج برد | تا بروزِ حساب واویلاہ
بر جواں مرگ دوستاں افسوس | بر سرور و شباب واویلاہ
از بسے سوزشِ غمِ فرقت | دلِ من شد کباب واویلاہ
اے فطانت ایاب صد حسرت | اے حذاقت مآب واویلاہ
رشکِ بقراط فخرِ جالینوس | ماہرِ لاجواب واویلاہ
حیف بر دست بُرد دستِ اجل | آہ ازیں انتخاب واویلاہ
اشک ریزی و خوں نمی باری | اے بخیلِ سحاب واویلاہ
ہستیِ عالم ست وہم و گماں | چشمۂ او سراب واویلاہ

قوتِ جانِ حزیں غم و خون ست — زیں طعام و شراب وا ویلاہ
درِ فیضانِ او بما بستند — از چنیں سدِّ باب وا ویلاہ
جانِ من وقفِ حسرت و ارماں — قلق و اضطراب وا ویلاہ

آہ عبدالمجید خاں زغمت
شد مزمّل حباب وا ویلاہ

(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

# متفرقات

(اردو، فارسی، عربی، انگریزی)

ہم نے سو بار دل کو سمجھایا — پر نہ اس کی سمجھ میں کچھ آیا
آخرش جب لگی گزرنے کچھ اور — تب تو صدمے اُٹھا کے گھبرایا
میں نے اس سے کہا کہ "اے ناداں — عقل سے کام لے" تو فرمایا
"عقل اوّل ہی ہو چکی رخصت — جب سے الفت کا کچھ مزا پایا"

(۱۵ اگست ۱۸۹۴ء)

(بموسم گرما ایک خاص حالت میں ۱۸۹۲ء میں یہ قطعہ لکھا تھا۔ مزمل اللہ)

---

## فرد

وشمسٌ[1] صدارتی غربت وغابت — فلیس لہا الحرارۃ والضّیاء

(۸ دسمبر ۱۹۲۳ء بھیکم پور)

---

[1] بعض اساتذۂ مسلم یونیورسٹی بصورت وفد بہ خدمت نواب صاحب پیش شدند۔ سرخیل مولانا عبدالحق حقّی بغدادی مرحوم (اُستاذ عربی) بود۔ و آں ہنگامے بود کہ نواب صاحب قلم دان وائس چانسلر بصاحبزادہ آفتاب احمد خاں مرحوم تفویض کردہ بودند۔ ڈاکٹر ضیاء الدین پرو وائس چانسلر بود۔ نواب صاحب ایں فرد را ارتجالاً انشاد و ارشاد فرمودند۔ ایں مشاہدۂ من بندہ است۔ الفاظ "شمس" (آفتاب) و "ضیا" ملاحظہ شدنی ست۔ مرتّب

حبیبی لقد انشدتنی من کلامك العذب | وقد خاطبتمونی بحسن احسن الخطب
فانت ذی العلم والفضل والشرف | بجنس الوطن والنسل والنسب
تبارك الله فیکم وفی اولادکم کلاً | ونالکم کلّ المنایا والرّتب
لسانکم عربیّ مبین ذی مفاخرۃ | وانا الهندی لا بالوهب ولا کسب
فما بادرت باشعار فخراً ولا کبراً | استغفر الله من کبر ومن کرب

فانّی مزمّل المرجو من ربّی
باسماحٍ من سخطه ومن الغضب

---

سجعه محمد احمد الله خاں طال الله عمرهٗ گفته محمد مزمل الله خاں

احمد الله خانِ[1] مزمّل غلام احمد ست

سجعه محمد مزمل الله خاں رئیس بھیکم پور گفته خود شاں

غلام احمد و داؤد ہست مزمّل

مقتضاے وقت ایں باشد کہ پیماں بشکنم | قطعه ۱۸۴ | دوست را دشمن شمارم بیخ احساں برکنم
ایں ہمہ آساں بود۔ امّا فرار از موت نیست | [2] | چارہ جزایں نیست با صد سوز افغاں سرکنم

---

[1] محمد احمد الله خاں پسر اکبر و اولاد اوّلیں نواب صاحب بود۔ ۱۹۱۶ء در عین عنفوان شباب فوت شد۔ بسیار رشید و شدنی بود۔ مرتب

[2] نواب صاحب صرف سه مصراع اول فرموده۔ باقی را ناکمل گزاشته۔ خدا داند چرا۔ ایں مصرعه چہارم را من بنده چسپاں کرده ام۔ معلوم نیست کہ پیوند شد یا نہ۔ مرتب

آج ہے محفلِ میلادِ رسولِ اکرم — میرا گھر آپ کے فیضان سے ہے رشکِ ارم

آپ کے فیض سے ہے چشمۂ رحمت جاری — آپ کی ذات سے ہے میرا سہارا ہر دم

آپ کے نام کا سکّہ ہے جہاں میں جاری — ہے موذّن کی اذاں غلغلۂ شام و عجم

آپ ہیں باعثِ تنزیلِ کلامِ ربّی — آپ کے نورِ ہدایت سے منوّر عالم

آپؐ کے نام پہ قربان مزمّل کی جاں

آپؐ کے نام پہ نکلے گا مرا آخر دم

[illegible]

## سبحہ گفتۂ خودشاں

محمدؐ را مزمّل گفتہ است اللہ در قرآں

## ریشِ مخضّب

*One is as white as snow*

*The other is as black as a crow*

*They have born together and together they grow*

*Together they will live and together they will go.*

(املا باردو)

ون از ایز وائٹ ایز سنو

دی اددر از ایز بلیک ایز اے کرو

دے ہیو بورن ٹوگیدر اینڈ ٹوگیدر دے گرو

ٹوگیدر دے ول لو اینڈ ٹوگیدر دے ول گو

(اپریل ۱۹۲۵ء)

(ترجمۂ منظوم از مرتّب)

ایک تو ہے سفید جیسے برف

دوسری ہے سیاہ جیسے زاغ

ساتھ آئی ہیں بڑھ رہی ہیں ساتھ

ساتھ رہتی ہیں ہوگا ساتھ فراغ

(تاریخ ترجمہ اکتوبر ۱۹۳۹ء)
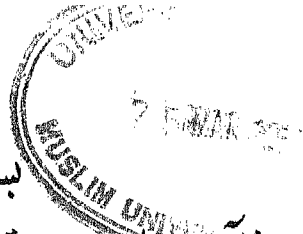
بسمہ تعالیٰ شانہ

نیا آج ساماں ہوا چاہتا ہے  گلستاں پرستاں ہوا چاہتا ہے
خیاباں خیاباں ہیں گلہائے معنی  بیاباں گلستاں ہوا چاہتا ہے
ہر اک تختۂ باغ فیضِ صبا سے  چو تختِ سلیماں ہوا چاہتا ہے
ہر اک میہماں[۱] کہہ رہا ہے یہ نازاں  کہ مہمان[۱] ذی شاں ہوا چاہتا ہے
فلک سے چلی آ رہی ہیں صدائیں  کہ رحمت کا عنواں ہوا چاہتا ہے

عیدِ میلادِ نبیؐ آئی ہے  مژدہ یہ بادِ صبا لائی ہے
دل مرا آپ پہ قربان نبیؐ  جاں مری آپ کی شیدائی ہے

(۱۹۲۵ء)

عید میلاد رسول الثقلین آئی ہے  یہ خبر آج نسیم سحری لائی ہے
غنچے کِھل کِھل کے بنے پھول چمن میں یکسر  پھول پھولے ہیں خوشی کی جو خبر آئی ہے
دل ہے ہر مومنِ صادق کا مسرّت سے بھرا  بزم میلاد میں عشرت کی ہوا آئی ہے
عشقِ احمدؐ نہ ہو جس دل میں وہ دل پتّھر ہے  ہو نہ جس دل میں خیال اُس کا وہ سودائی ہے
میرے اللہ کے پیارے مرا ہادی تو ہے  دل مرا تیری شفاعت کا تمنّائی ہے
تو نہ ہوتا تو مسلمان کہاں سے ہوتے  تیرے صدقے میں یہ دولت ہمیں ہاتھ آئی ہے

خواب میں آؤ مزمّل کی تسلّی کے لیے
دیدۂ شوق زیارت کا تمنّائی ہے

(بیگم پور - ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

۱؎ خلا پُر کردہ بندۂ مرتب

تمّت بالخیر